نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر اثرات

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا تدارک)

تحقیقی مقالہ برائے

ایم۔ فل علومِ اسلامیہ

مقالہ نگار

سید فیض الحسن ہمدانی

ایم فل علوم اسلامیہ

رجسٹریشن نمبر: 1349 MPhil/IS/S17

نگرانِ تحقیق

ڈاکٹر نور حیات خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر

شعبہ علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

سیشن ۲۰۱۷۔۲۰۲۰ء

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر اثرات

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا تدارک)

تحقیقی مقالہ برائے

ایم۔ فل علومِ اسلامیہ

مقالہ نگار

سید فیض الحسن ہمدانی

ایم فل علوم اسلامیہ

رجسٹریشن نمبر: 1349 MPhil/IS/S17

نگرانِ تحقیق

ڈاکٹر نور حیات خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر

شعبہ علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

سیشن ۲۰۱۷-۲۰۲۰ء

© سید فیض الحسن ہمدانی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
•	منظور فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ	I
•	حلف نامہ فارم	II
•	انتساب	IV
•	اظہارِ تشکر	V
•	ABSTRACT	VI
•	مقدمہ	I
۱.	**باب اوّل: نیو ورلڈ آرڈر : تعارف ، پس منظر اور مقاصد**	7
۲.	**فصل اوّل: نیو ورلڈ آرڈر کا تعارف**	8
۳.	**فصل دوم: نیو ورلڈ آرڈر کا تاریخ و ارتقاء**	14
۴.	**فصل سوم: نیو ورلڈ آرڈر کے مقاصد و اَسباب**	22
۵.	**فصل چہارم: نیو ورلڈ آرڈر اور مسلم امہ پر اس کے اَثرات**	28
۶.	**باب دوم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی اثرات کا جائزہ**	33
۷.	**فصل اوّل: نیو ورلڈ آرڈر اور سیاسی عدم استحکام**	34
۸.	**فصل دوم: نیو ورلڈ آرڈر اور دہشت گردی**	55
۹.	**فصل سوم: نیو ورلڈ آرڈر اور اسلامی نظامِ حکومت کے قیام میں رکاوٹیں**	63
۱۰.	**فصل چہارم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی اَثرات کا حل**	72
۱۱.	**باب سوم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سماجی اَثرات کا جائزہ**	82

۱۲.	**فصل اوّل: نیوورلڈ آرڈر اور خاندانی نظام پر اَثرات**	83
۱۳.	**فصل دوم: نیوورلڈ آرڈر اور نظامِ اخلاق پر اَثرات**	90
۱۴.	**فصل سوم : نیوورلڈ آرڈر اور مادہ پرستی کا فروغ**	100
۱۵.	**فصل چہارم : نیوورلڈ آرڈ ر کے پاکستان پر سماجی اَثرات کا تدارک**	108
۱۶.	**باب چہارم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر مذہبی اَثرات کا جائزہ**	120
۱۷.	**فصل اوّل: نیوورلڈ آرڈر اور مذہبی معاملات میں مداخلت**	121
۱۸.	**فصل دوم: نیوورلڈ آرڈر اور مذہبی شدت پسندی**	131
۱۹.	**فصل سوم: نیوورلڈ آرڈر کے پاکستان پر مذہبی، سیکولر اور لادینی اَثرات اور اُن کا تدارک**	137
۲۰.	نتائج مقالہ	143
۲۱.	سفارشات	144
۲۲.	فہارس	145
۲۳.	فہرست آیات	146
۲۴.	فہرست احادیث	147
۲۵.	فہرست اعلام	149
۲۶.	فہرست اماکن وبلاد	150
۲۷.	فہرست مصادر ومراجع	152

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval Form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کی دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز سے اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: **نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر اثرات (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا تدارک)**

Topic : Impact of New World Order on Pakistan: Analysis in the Light of Islamic Teaching.

Topic in Roman Urdu: New World Order ke Pakistan par Asarat (Islami Taleemat Ke Roshni Main Unka Tadaruk)

نام ڈگری: **ایم فل علوم اسلامیہ**

نام مقالہ نگار: **سید فیض الحسن ہمدانی**

رجسٹریشن نمبر: 1349 MPhil/IS/S17

ڈاکٹر نور حیات خان

نگران مقالہ

دستخط نگران مقالہ: ____________________

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی

ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز ____________________

پروفیسر ڈاکٹر محمد سفیر اعوان

پرو-ریکٹر اکیڈمکس، نمل

پرو-ریکٹر اکیڈمکس کے دستخط ____________________

تاریخ: ____________________

Declaration حلف نامہ

(Candidate Declaration Form)

میں (مقالہ نگار) سید فیض الحسن ہمدانی ولد سید نذیر حسین شاہ

رجسٹریشن نمبر **1349 MPhil/IS/S17**

طالبعلم، ایم فل، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ مقالہ بعنوان:

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر اثرات (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا تدارک)

Topic **: Impact of New World Order on Pakistan: Analysis in the Light of Islamic Teaching.**

Topic in Roman Urdu**: New World Order ke Pakistan par Asarat (Islami Taleemat Ke Roshni Main Unka Tadaruk)**

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، **ڈاکٹر نور حیات خان** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، ماسوائے جہاں متن مقالہ میں بیان کیا گیا ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: ________________

دستخط مقالہ نگار: ________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

مقالہ جمع کرانے کی تاریخ: ____________

انتساب

میں اپنے اس تحقیقی مقالہ کو اس کے نام کرتا ہوں:

- جن کی محبت میرے جسم میں لہو بن کر گردش کر رہی ہے۔
- میری تمام تر تمناؤں اور خواہشوں کا مرکز و محور ہے۔
- جنہوں نے مجھے شعور و آگاہی بخشی اور علم و دانش کی راہ پر گامزن کیا۔
- میرے بڑے بھائی، میرے سرمایۂ زیست

پیر سید محمد جابر علی شاہ ہمدانی

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اُن کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔

اظہارِ تشکر

سبھی تعریفیں اور شکر اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے احقر کو سبھی نیک توفیقات عطا فرمائیں۔ کروڑوں درود و سلام محسنِ کائنات، سرکار دوعالم، خاتم الانبیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جن کے نور سے پوری کائنات منور ہے۔

”نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر اثرات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا تدارک“ حساس، وسیع اور جدید موضوع ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ مقالہ کی تحقیق کے دوران بطور نگران مجھے اپنے استاد ڈاکٹر نور حیات خان (ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ نمل یونیورسٹی، اسلام آباد) کی راہنمائی حاصل رہی، جنہوں نے ہر سطح پر نہایت مشفقانہ اور عالمانہ انداز میں میری مدد فرمائی۔ نمل یونیورسٹی کے ریکٹر میجر جنرل محمد جعفر کا شکر گزار ہوں جو یونیورسٹی کے معاملات حسنِ نظم سے سنبھالے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر رؤف فرحان صاحب کا بالخصوص شکریہ ادا کرنا واجب ہے جنہوں نے مقالہ حرف بحرف پڑھا اور سطر بہ سطر رہنمائی فرماتے رہے۔ مقالے کی موجودہ صورت ان کی ہی مرہونِ منت ہے۔ زید حامد صاحب اور اوریا مقبول جان صاحب کی موضوع کے حوالے سے مستقل رہنمائی میرے لیے مشعلِ راہ رہی۔ ان دونوں دانش وروں کے ساتھ ملاقات اور مکالمہ جاتی مباحث سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ اس کے بعد میں اپنے سبھی اساتذہ کا شکر گزار ہوں جنھوں نے مجھے پڑھایا اور اس لائق بنایا کہ تحقیقی مقالہ لکھ سکوں۔ جامعہ نمل کے کتاب دار اور کتب خانہ کے جملہ سٹاف کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جنہوں نے کتابوں تک رسائی ممکن بنائی۔ برادر عزیز صاحبزادہ سید محمد ریحان الحسن گیلانی اور علامہ محمد اقبال چشتی (ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) کا شکریہ جنہوں نے کمپوزنگ اور ریفرنسنگ کے معاملات میں معاونت کی۔ میں صاحبزادہ سید ضیاء محمد شاہ ہمدانی، صاحبزادہ سید عبدالقادر شاہ ہمدانی، صاحبزادہ سید مخدوم عباس شاہ ہمدانی ، صاحبزادہ سید انوار حسین شاہ ہمدانی، صاحبزادہ سید حبیب المصطفیٰ ہمدانی، صاحبزادہ سید ظہور حسین شاہ ہمدانی سبھی صاحبزادگان اور ہمدانی سادات کا شکر گزار ہوں جن کی دعائیں ہر وقت میرے شامل حال رہیں۔ والدۂ ماجدہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیوں کہ انہی کی دعاؤں کے صدقے میں یہاں تک پہنچا ہوں۔ اپنی اہلیہ محترمہ اور بھائیوں، سید نجم الحسن ہمدانی، سید سید علی ہمدانی، سید نعیم علی ہمدانی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے گھریلو معاملات سے آزاد کیے رکھا۔

ABSTRACT

The term "New World Order" is not just some idea coined by conspiracy theorists to describe change in the organization and distribution of wealth and power in the world but it is instead a term used by elitist politicians to describe their own philosophy and plans. It is a planning that is contrived to rule over the world and to eradicate the religious, moral, ethical, social values of the countries. Moreover, this charter is contrived to control the economic, judicial, political systems and specially the currency and money trade of the different countries of the world. International Loby is controlling the Media of the world to attain their aims."

The Objectives and Ambitions of New World Order are: The Secular people who are supporters of New World Order want to establish secular states. They want to break the affiliation of people with Islam. The relation with Islam should be confine to some programs that will be on air on Media. Some Islamic articles will be published on Friday and Islamic events. Only one subject will be remained in the course of educational system. Mosques will be build in different Government Institutions. One Islamic Ministry will be allocated in the parliament. All these superficial actions will be taken to save themselves from the allegation Secular State. In reality, there will be no practical implantation or affiliation Of Islam.

This article "Moral, Social and Economical Effects of New World Order in Pakistan and their Cessation" will highlight the effects on New World Order on Pakistan. It will also prescribe the cure and remedy of theses effects. Moreover, suggestions will also be given to counter the policies of New World Order. It is necessary of every Muslim to become aware of the intentions of Disbelievers and their policies in the Modern world. So that they can save themselves and other Muslim brothers.

مقدمہ

New world order یا NWO جو پوری دنیا پر ایک ہی حکومت قائم کرنے کا ایک منصوبہ ہے۔ اس کے متعلق جو متضاد آراء بیان کی جاتی ہیں ان میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ اس سے مراد ایک خفیہ مقتدر طبقہ ہے جو پوری دنیا پر حکومت کا منصوبہ رکھتا ہے۔ دنیا میں مختلف چھوٹی چھوٹی حکومتیں بنا کر انہیں اپنے قابو میں کرنے اور مختلف بین الاقوامی اور بین الممالک منصوبہ بندیوں کے ذریعے پوری دنیا پر حکومت کرنا اس طبقےCabal کا خواب ہے۔[1] یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اس طبقے کا بنیادی مقصد پوری دنیا میں لادین حکومت قائم کرنا ہے۔ اپنے مقاصد اور اہداف کے حصول کے لیے یہ طاقت ور لوگ پوری دنیا میں نقض امن کے ذمہ دار اور لادینیت کے پرچارک ہیں۔ مختلف خفیہ اور شیطانی تنظیموں کے بنیاد گزار ہیں جن میں الومناتی اور دجال کی پرستش کرنے والی تنظیمیں ہیں۔ شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اب ملت اسلام کے خلاف کھل کھیل رہا ہے اور اسے یہ سبھی آلہ کار مل چکے ہیں جن کی مدد سے وہ امت مسلمہ کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

موضوع تحقیق کا تعارف

بیسویں صدی کی ابتداء میں عالمی جنگوں کے بعد بہت سے سیاست دان جن میں چرچل اور ولسن کے نام قابل ذکر ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کی اصطلاح استعمال کرتے رہے۔ جس سے مراد پوری دنیا میں از سر نو مطلق العنان حکومت قائم کرنا یا چھوٹی حکومتوں کا کنٹرول کرنا اور پوری دنیا کے مسائل کو حل کرنا اور طاقت کا توازن قائم کرنا تھا۔ یہ تجاویز اور مقاصد یو این اور نیٹو جیسے اداروں کے قیام کا باعث بنیں۔ یہ اور اس جیسے دیگر ادارے دراصل امریکہ اور سرمایہ دارانہ نظام کی بالادستی قائم رکھنے کے لیے بنائے گئے تھے۔ پھر ڈبلیو ایف ایم کی بنیاد رکھی گئی تا کہ ایسا ادارہ ہو جو کسی بھی حکومت کے دباؤ سے آزاد ہو۔ ۱۹۴۰ میں برطانوی دانش ور اور تجزیہ نگار نے لفظ نیو ورلڈ آرڈر کو بین الاقوامی ریاست یا ورلڈ سٹیٹ اور ایک منظم معیشت کا مترادف قرار دیا۔ لیکن اس کے اس خیال کو زیادہ پذیرائی نہیں ملی۔ ۱۹۶۰ء میں جان برچ سوسائٹی نے یہ دعوی کیا کہ سوویت یونین اور یونائیٹیڈ سٹیٹس دونوں پر ایک کارپوریٹ گروہ کا قبضہ ہے۔ یہ گروہ لالچی بنکاروں اور فسادی سیاست دانوں پر مشتمل ہے جو یو این کو پوری دنیا پر اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

(1) **Conspiracy Theories and End-Times Paranoia, Gregory S. Camp. Selling Fear, 1st Ed. NewYork, USA: Baker Books, 1997. P.213**

موضوع تحقیق کا پس منظر

اسلام دین امن و سلامتی ہے۔ جس کا بنیادی تصور یہ ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالی ہے اور باقی تمام حکومتیں دراصل اس کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾(۱)

کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے، مگر نام ہیں جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے، نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند، حکومت نہیں ہے کسی کی سوائے اللہ کے، اس نے فرمادیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو، یہی ہے راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں جانتے۔

اسلامی نظریہ حیات میں، قیام امن، اصلاح احوال اور خدمت خلق کے سبھی متعلقات اسی اصول کے تحت بنتے اور رائج ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی حاکمیت اور مطلق العنانیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی اصول و قانونِ دنیا اس کے قوانین سے ٹکرائے گا تو ناقابل قبول ہو گا۔

نیو ورلڈ آرڈر دنیا میں مقتدر اور لادین حکومتوں کے پوری دنیا پر حکومت کے خفیہ منصوبے ہیں۔ ملت کفر ان منصوبہ بندیوں کو یکجا کیے ہوئے ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی حفاظت اور اسے پوری دنیا میں رائج کرنے کے لیے نیو ورلڈ آرڈر کا تصور بیسویں صدی کے اوائل میں سب سے پہلے **ولسن** اور **چرچل** نے پیش کیا۔ مگر اس اصطلاح یا لفظ "**نیو ورلڈ آرڈر**" کی بازگشت عظیم امریکی مہر کی پشت پر لاطینی حروف میں لکھی عبارت *Novus Ordo Seclorum*؛ جس کا مطلب "New World Order Of Ages" ہے؛ کی شکل میں ۱۷۷۶ء میں بھی سنائی دیتی ہے۔ ون ڈالر کے نوٹ کی پشت پر یہ عبارت ۱۹۳۵ء میں تحریر کی گئی جو تاحال موجود ہے۔

"نیو ورلڈ آرڈر" سے متعلق مختلف متضاد نظریات میں مشترکہ قدر یہ ہے کہ اس سے مراد: دنیا بھر کے چند بنک کاروں اور سیاست دانوں کا پوری دنیا پر اپنی مطلق العنان حکومت قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس سلسلہ میں بین الاقوامی سطح پر منصوبہ بندیاں کی جاتی ہیں(۲)۔ اس مشترکہ نقطہ کے علاوہ بہت سے متضاد نظریات مختلف دانش وروں کے ہاں موجود ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ "نیو ورلڈ آرڈر" کے پس پشت: الومناتی[۳]، فری میسنزی[۴] جیسی خفیہ تنظیمات ت ہیں۔ بعض کے نزدیک اس کے پس پشت دجال کے پیروکار اور اینٹی کرائسٹ ہیں جو دجال کی آمد کے منتظر ہیں اور حالات سازگار کر رہے ہیں۔[۵]

---

(۱) یوسف:۴۰

(2) *Conspiracy Theories and End-Times Paranoia , Gregory S. Camp. Selling Fear,(NewYork, USA: Baker Books, 1997), P.213*

(3) **The European Illuminati, Stauffer, Vernon L.(*New England and the Bavarian,* 1918), online Article**

(4) ***As it true What They Say about Freemasonry*, De Hoyos, Arturo,.*(New York, USA:* Evans & Company, 2011) P.112**

(5). **A Summary Critique, Wikipedia: Bruce, Barron.,(Archived from the original on 8 March 2009)**

واقعاتی حقائق یہ ہیں کہ عالمی جنگوں کے بعد امت مسلمہ مسلسل انتشار و افتراق کا شکار رہی اور کسی بھی مسلم ملک کو سر اٹھانے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ اخلاقی زوال اور پستی کا شکار کرنے کے لیے ملت کفر نے کیا کیا جتن نہیں کیے؟ اور کون کون سے منصوبے نہیں بنائے؟ پاکستان اسلامی دنیا کا قلعہ ہے اور واحد اسلامی ملک ہے جو ایٹمی قوت رکھتا ہے۔ اس کشاکشِ خیر و شر میں پاکستان ملت کفر کا اول دشمن ہے۔ مختلف منصوبوں اور حیلوں بہانوں سے باطل قوتیں پاکستان میں سیاسی، سماجی اور مذہبی انتشار و افتراق پھیلانے کے لیے اسی سبب مسلسل کوشاں رہتی ہیں۔ تاکہ اسے معاشی میدان میں آگے بڑھنے سے روکا اور تباہ و برباد کیا جا سکے۔ اور پوری دنیا میں اپنی مطلق العنان حکومت قائم کرنے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو کر سکے۔

ضرورت و اہمیت

پاکستان میں سیاسی، سماجی اور مذہبی سطح پر ہونے والی بے ضابطگیوں اور فسادات کے پس پشت؛ غیبی یا بیرونی ہاتھ ہمیشہ رہا، جس کے قرائن اور شواہد مسلسل ملتے ہیں۔ ضرور اس امر کی ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان ساری بے ضابطہ گیوں کا جائزہ لیں اور اصلاح احوال کی کوششیں کریں تاکہ ملتِ کفر کے مذموم عزائم کامیاب نہ ہو سکیں اور ان کا دنیا پر شیطانی یا دجالی حکومت قائم کرنے کا منصوبہ شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔

بنیادی مسئلہ:

اس تحقیق میں بنیادی مسئلہ جس کو موضوع بحث بنایا گیا یہ ہے: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی، سماجی اور مذہبی بد اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اصلاح احوال کے لیے ذرائع اور تجاویز اختیار کی جاسکتی ہیں اُس کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

مقاصد تحقیق:

- نیو ورلڈ آرڈر کے تحت امریکہ اور دیگر بین الاقوامی طاقتوں کے پاکستان میں مقاصد کو جاننا
- سیاسی، سماجی اور مذہبی سطح پر ہونے والی بے ضابطہ گیوں کی وجہ اوراسباب تلاش کرنا
- اصلاح احوال کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سدباب کے لیے مناسب حل پیش کرنا

تحدید کار:

اس مقالہ میں نیو ورلڈ آرڈر کے صرف پاکستان پر اثرات کو موضوع بحث بنایا گیاہے۔ اور سیاسی، سماجی اور مذہبی فقط تین دائروں میں نیو ورلڈ آرڈر کے اثرات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کے تدارک کو بیان کیا جائے گا۔

بنیادی تحقیقی سوالات:

- نیو ورلڈ آرڈر کیا ہے ؟
- پاکستان میں اس کے اہداف کیا ہیں ؟
- نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان میں سیاسی، سماجی اور مذہبی سطح پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں ؟
- پاکستان میں نیو ورلڈ آرڈر کے اثرات کے سدّ باب کے لیے کیا ذرائع اور تجاویز اختیار کی جا سکتی ہیں ؟

موضوع پر سابقہ کام کا جائزہ :

نیو ورلڈ آرڈر پر پاکستانی جامعات میں اب تک ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر گنا چنا تحقیقی کام کیا گیا ہے۔ جس میں:

نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اسلام۔ تحقیقی مطالعہ، مقالہ نگار: سلطانہ اکرم، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر ثمر فاطمہ، ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

نیو ورلڈ آرڈر اور بین الاقوامی بحران (مسلم ممالک کے حوالے سے)، مقالہ نگار: شازیہ اشفاق، شعبہ سیاسیات، کراچی یونیورسٹی، سندھ پاکستان

قابل ذکر ہیں۔ پاکستان پر نیو ورلڈ آرڈر کے مرتبہ سیاسی، سماجی اور مذہبی اثرات کے عنوان سے ایم۔ فل یا پی ایچ ڈی سطح پر ابھی تک کوئی بھی کام نہیں کیا گیا۔ اس لیے ایم فل مقالہ کے لیے اس عنوان کو چنا گیا ہے۔

اسلوب تحقیق :

۱. بیانیہ
۲. تجزیاتی
۳. تحقیقی ہو گا۔
۴. علاوہ ازیں یونیورسٹی کا منظور شدہ طریقہ تحقیق کو اختیار کیا جائے گا۔

نیوورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی، سماجی، مذہبی اثرات اور ان کا تدارک

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک جائزہ)

ابواب و فصول کا خاکۂ تحقیق:

۱.	باب اوّل: نیو ورلڈ آرڈر : تعارف ، پس منظر اور مقاصد	7
۲.	فصل اوّل: نیوورلڈ آرڈر کا تعارف	8
۳.	فصل دوم: نیوورلڈ آرڈر کا تاریخ و ارتقاء	14
۴.	فصل سوم: نیوورلڈ آرڈر کے مقاصد و اَسباب	22
۵.	فصل چہارم: نیو ورلڈ آرڈر اور مسلم امہ پر اس کے اَثرات	28
٦.	باب دوم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی اثرات کا جائزہ	33
۷.	فصل اوّل: نیوورلڈ آرڈر اور سیاسی عدم استحکام	34
۸.	فصل دوم: نیوورلڈ آرڈر اور دہشت گردی	55
۹.	فصل سوم: نیوورلڈ آرڈر اور اسلامی نظامِ حکومت کے قیام میں رکاوٹیں	63
۱۰.	فصل چہارم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی اَثرات کا حل	72
۱۱.	باب سوم: نیوورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سماجی اَثرات کا جائزہ	82
۱۲.	فصل اوّل: نیوورلڈ آرڈر اور خاندانی نظام پر اَثرات	83
۱۳.	فصل دوم: نیوورلڈ آرڈر اور نظامِ اخلاق پر اَثرات	90
۱۴.	فصل سوم: نیوورلڈ آرڈر اور مادہ پرستی کا فروغ	100

١۵. فصل چہارم : نیوورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سماجی اثرات کا تدارک 108

١٦. باب چہارم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر مذہبی اثرات کاجائزہ 120

١٧. فصل اوّل: نیوورلڈ آرڈراور مذہبی معاملات میں مداخلت 121

١٨. فصل دوم: نیوورلڈ آرڈراور مذہبی شدت پسندی 131

١٩. فصل سوم:نیوورلڈ آرڈر کے پاکستان پر مذہبی،سیکولر اور لادینی اثرات اوراُن کاتدارک 137

٢٠. نتائج مقالہ 143

٢١. سفارشات 144

٢٢. فہارس 145

٢٣. فہرست آیات 146

٢٤. فہرست احادیث 147

٢۵. فہرست اعلام 149

٢٦. فہرست اماکن وبلاد 150

٢٧. فہرست مصادر ومراجع 152

➢

باب اول

نیو ورلڈ آرڈر: تعارف، پس منظر اور مقاصد

فصلِ اول: نیو ورلڈ آرڈر: تعارف، پسِ منظر اور مقاصد

فصل دوم: نیو ورلڈ آرڈر کا تاریخ وارتقاء

فصل سوم: نیو ورلڈ آرڈر کے مقاصد و اَسباب

فصل چہارم: نیو ورلڈ آرڈر اور مسلم امہ پر اس کے اَثرات

فصل اول

نیو ورلڈ آرڈر کا تعارف

نیو ورلڈ آرڈر New World Order سے مراد ایک عظیم منصوبہ ہے جس کے ذریعے دنیا کے چند طاقت ور افراد پوری دنیا پر اپنی حکومت قائم کر سکیں۔ حکمران بڑی طاقتیں ختم ہو جائیں اور ان کی جگہ نئی طاقت اپنا تسلط قائم کرے۔ اس ضمن میں ایک عرصہ تک مختلف محققین و باحثین کی آراء و نظریات پیش کیے جاتے رہے۔ امریکی مصنف مارک ڈائس کا خیال ہے:

"It is interesting that the term" New World Order"is not just some idea coined by conspiracy theorists to describe change in the organization and distribution of wealth and power in the world but is instead a term used by elitist politicians to describe their own philosophy and plans"(1)

"یہ دلچسپ بات ہے کہ "نیو ورلڈ آرڈر" کی اصطلاح صرف ایک خیال نہیں جو سازشی نظریات کے مخترعین و موجدین نے دیا تاکہ دنیا میں دولت کی تنظیم و تقسیم میں ہونے والی تبدیلی بیان کریں۔ بلکہ یہ ایک اصطلاح ہے جسے اعلی سیاست دانوں نے اپنا فلسفہ اور منصوبہ بیان کرنے کے لیے اختیار کیا۔"

مارک ڈائس اس اصطلاح کے سیاسی حلقوں میں استعمال کے معانی پر طنز کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"When the term is used by politicians, what they really mean is that they want a larger bureaucracy, bigger government, more regulation, higher taxes and they want the government to direct and control more aspects of peoples lives. They often include beautiful catchphrases of hope, peace and change in with their new world order dreams, sounding like Miss America contestants wishing to end world hunger or bring about world peace. They are simply good sounding ideas with no real strategies or

(1) Mark Dice, *The New World Order Facts & Fiction*, (Ed: 1, USA: San Diego: The Resistance), 2010 P: 15

desire to srtirve for such changes and are used as a cover story to conceal their true motives."(1)

"جب یہ اصطلاح سیاست دان استعمال کرتے ہیں، تو ان کا حقیقی مقصد کیا کوئی بڑی بیوروکریسی، بڑی حکومت، مزید ریگولیشن، زیادہ ٹیکس ہوتا ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ حکومت لوگوں کو اور زیادہ کنٹرول کرے۔ اس میں خوبصورت اور دلکش امید شامل ہے، امن اور تبدیلی ان کے نیو ورلڈ آرڈر کے خوابوں کے ساتھ، جیسے مس امریکہ کا مقابلہ ہو۔ دنیا میں بھوک مٹانے کے لیے یا امن لانے کے لیے۔ یہ فقط دلکش خیالات ہیں جن کی حقیقی تعبیر یا تمنا نہیں کی گئی ایسی تبدیلیوں کے لیے اور یہ فقط اپنے حقیقی مقاصد پوشیدہ رکھنے کے لیے گھڑی گئی کہانی ہے۔"

ان ابتدائی کلمات کے بعد مارک نے نیو ورلڈ آرڈر کی وضاحت کی ہے:

"For decades, a small minority of Americans and people around the world knew of the elites plans for a new world order, and had frequently tried to warn others that such a plan was in the works. And, for decades, they were frequently ignored or faced with doubts and ridicule, but as time went on, in the late twentieth century and escalating into the twenty-first century, major global political figures had begun publicly mentioning their hopes and plans for a new world order."(2)

"طویل عرصہ تک امریکیوں کی ایک اقلیت اور دنیا بھر میں چند لوگ ان نیو ورلڈ آرڈر کے ضمن میں اشرافیہ کے منصوبوں سے واقف تھے، انہوں نے دوسروں کو آگاہ کرنے کی کوشش کی کہ ایسے منصوبے پر عمل ہو رہا ہے۔ لیکن عمومی طور پر انہیں نظر انداز کیا جاتا رہا اور شک کی نظروں سے دیکھا جاتا رہا۔ بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کی

(1) Mark Dice, *The New World Order Facts & Fiction*, P: 15

(2) ibid, P: 16

شروعات میں نیو ورلڈ آرڈر کی اصطلاح مقتدر اور عوامی سیاست دانوں نے کھلے عام استعمال کرنا شروع کر دی۔"

بل کلنٹن کے سیاسی کمپین کے مینیجر ڈک موریس نے فاکس نیوز کو دیے جانے والے انٹرویو میں یہ تسلیم کیا کہ وہ لوگ جو یو این او چلا رہے ہیں کہ یہ دنیا بھر کی حکومت ہاتھ میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ وہ پاگل تھے لیکن اب وہ درست ہیں۔

اب یہ بات قریب معتبر قرار دی جا سکتی کہ نیو ورلڈ آرڈر دراصل ایک عالمی منصوبہ ہے جسے چند اداروں نے باہم مل کر دنیا بھر پر اپنی حکومت قائم کرنے لیے بنایا ہے۔ یہ منصوبہ تغیر پذیر ہے اور عالمی سیاسی حالات کے موافق اس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ دنیا بھر مختلف طاقت ور گروہ ہیں جیسے: بلڈربرگ گروپ، کونسل آن فورن ریلیشنز، سکل اینڈ بونز سوسائٹی، فری میسن اور دیگر ایسے ادارے ہیں۔ رالف لکھتا ہے:

"The goal of a one world government is not a new thought. One of the earliest formal organizations that suported the concept of that goal was the illuminati, founded on May 1st 1776, by Adam Weishaupt, a teacher of Canon Law at the university of Ingolstadt in Bavaria, now a part of Germany, professor Weishaupt was quoted as saying: it is necessary to establish a universal regime the empire over the world"(1)

"دنیا میں ایک حکومت کا خیال کوئی نیا نہیں۔ اولین تنظیمات میں سے ایک جس کا مقصد یہ تھا الومناتی ہے، جو یکم مئی ۱۷۷۶ کو آدم وائشاپٹ نے قائم کی، جو یونیورسٹی آف انگولسٹڈ میں قانون کا پروفیسر تھا، یہ 'بواریہ' کے مقام پر تھی جو اب جرمنی کا حصہ ہے۔ پروفیسر کا یہ اقتباس درج کیا جاتا ہے کہ: پوری دنیا میں ایک حکومت یا ایک تخت قائم کرنا ناگزیر ہے۔"

اس تناظر میں نیو ورلڈ آرڈر بظاہر لوگوں کے لیے خوبصورت اور سبز باغ بنا کر دکھایا جاتا ہے لیکن در حقیقت اس کا مقصد تمام حکومتوں کو چند لوگوں کا کارندہ اور کٹ پتلی بنانا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کی اصطلاح عمومی طور پر عالمی سازش کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ جب کہ اس سازش کو تیار کرنے والے اور بانیان حضرات کے نزدیک یہ دنیا بھر

(1) Ralp Epperson, *The New World Orde*R, (Ed: 1st , USA, Ralph Epperson), 1990, P: 23

کے مسائل حل کرنے کے لیے اجتماعی کوششوں کا لائحہ عمل ہے۔ استعماری طاقتیں اس اصطلاح کو عرصہ دراز سے اپنے مقاصد اور لوگوں کے حصول کو سَلب کرنے اور استعماری مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہیں۔ امریکی صدر وڈرو ولسن کے چودہ نکات، پہلی عالمی جنگ کے بعد اقوام لیگ کے حوالے سے، دوسری عالمی جنگ کے بعد اقوام متحدہ کے قیام، ولسن کے منصوبوں پر تنقید اور ان سب حالات کا تجزیہ کرنے والوں نے اس اصطلاح کو استعمال کیا اور یہیں سے اسے شہرت ملی۔ ناقدین کہتے ہیں دراصل یہی اصطلاح دوسری عالمی جنگ کا باعث بنی۔ (۱) ایک اور تنظیم جس سے متعلق مستند طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس عظیم سازش کا حصہ ہے فری میسن ہے: اس تنظیم سے متعلق پال فشر (۲) ے ایک کتاب ''Behind the Lodge Door'' لکھی جس میں اس تنظیم کے متعلق وہ لکھتا ہے:

''میسونری بتدریج دنیا پر حکومت کریں گے''(۳)

یہ عالمی منصوبہ چرچ اور اس کی حکومت کے خلاف بنایا گیا تھا بالفاظ دیگر مذہب مخالفین نے اس کا آغاز کیا تھا اس ضمن میں چند تحریریں قابل غور ہیں جس میں وہ کہتا ہے:

> "And thus the warfare against the powers of evilthat crushed the Order of the Temple goes steadily on,and Freedom marches ever onward toward the conquest ofthe world"(4)

> ''اور یوں بدی کی طاقت کے خلاف جس نے ٹیمپل کے احکامات برباد کیے، مسلسل جاری رہے گی، اور آزادی کا لشکر دنیا کی فتح کی طرف گامزن ہو گا''

یہاں بدی کی طاقت سے مراد مذہب، چرچ اور اس کی تعلیمات ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر مذہب کی نفی یا عدم مداخلت پر مبنی ہے۔ جس کی وجہ سے طاقت کا عالمی تصور گرفت اخلاقیات اور مذہبی رواداری اور جواب دہی کے الہامی فلسفہ اور قدر و اہمیت سے محروم فساد فی الارض کا اِعلامیہ ہے۔

اور اس عالمی منصوبے میں ایک جدید مذہب کی داغ بیل ڈالنے کا عندیہ بھی موجود ہے۔ اس مذہب کی اپنی منفرد خصوصیات ہوں گی اور یہ مذہب اس جدید دنیا کی اکلوتی حکومت کا مذہب ہو گا۔

---

(1) Thomas J. Volgy, Zlatko Sabic, Petra Roter, Andrea K. Gerlak, Mapping the New World Order, - Ed: 1st, UK, Oxford: Black Well Publishing), 2009, P: 45-56

(۲) پال فشر 1986ء کو آسٹریلیا میں پیدا ہوا۔ یہ ایک میوزیشن تھا۔ اسے ۲۰۱۸ء میں (ARIA) نامی بہترین ایوارڈ سے نوازا گیا۔

(3) Paul Fisher, *Behind the Lodge Door*, P: 240

(4) Albert Pike, *Legenda*, P: 160

> "Such, my Brother, is the TRUE WORD of a Master Mason; such the true ROYAL SECRET, which makes possible, and shall at length make real, the HOLY EMPIRE of true Masonic Brotherhood"(1)

''میرے بھائی، آقا میسن کا حقیقی فرمان، سچا نجیب راز، جو سچا ہو گا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ ماسونی اخوت پر مشتمل مقدس حکومت کا قیام ہے۔''

جدید دور میں ترقی یافتہ اقوام بین الاقوامی سیاست ترجیحی بنیادوں پر پیش نظر رکھ رہی ہیں ۔ دولت کے حصول، ہر ترقی و غیر ترقی یافتہ قوم کا مقصد اول ہے۔ امیر ممالک غریب ممالک کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ، ان کے وسائل و دولت کو سازش یا قوت کے بل پر حاصل کرتے اور بدلے میں اس کے عوض خوراک و مشروط امداد اور قرضے فراہم کیا کرتے ہیں۔ عالمی سیاست میں خارجہ پالیسی کا تعین اور اس پر نظر ثانی اسی تناظر میں کی جاتی ہے۔

یہ اقوام مہذب کا وہ طریقہ ہے جو ایک ملک دوسرے ملک یا ممالک سے اپنی انفرادی سالمیت، بقا اور دیگر مقاصد کے حصول کے لیے یورپی یونین ، ریاست ہائے متحدہ، اقوام متحدہ اور نیٹو جیسی گروہ بندی کر کے قومی مفادات حاصل کیا کرتی ہیں۔ یہ مفادات خارجہ پالیسی کا تعین کرتے ہیں اور خارجہ پالیسی پر ہمیشہ نظر ثانی اسی تناظر میں کی جاتی ہے۔

یہ اقوام مہذب کا وہ طریق ہے جو ایک ملک دوسرے ملک یا ممالک سے اپنی انفرادی سالمیت، بقا اور دیگر مقاصد کے حصول کے لیے یورپی یونین ، ریاست ہائے متحدہ، اقوام متحدہ اور نیٹو جیسی گروہ بندی کر کے قومی مفادات حاصل کیا کرتے ہیں۔ یہ مفادات خارجہ پالیسی کی بنیاد قرار پاتے ہیں۔ اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ عالمی سیاست بذات خود بطور ایک فن کے عالمی سطح پر مختلف ممالک و گروہوں کو متاثر کر کے ان کے وسائل اور قوت پر کنٹرول حاصل کرنے کا ہنر ہے۔

ہر ایک ریاست اپنے مقاصد یا مفاد کے لیے اپنی دفاعی قوت، حالات و واقعات کے تناظر میں بڑھانے کی کوشش کرتی ہے۔ اس حوالے سے دوست دشمن کی تخصیص اور درجہ بندی و گروہ بندی کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے تصادم یا جنگ کا خطرہ ہمیشہ ہی بنا رہتا ہے۔ ہماری موجودہ دنیا امریکہ کی زیر نگیں نئے عالمی نظام پر مشتمل ہے۔ انسانی ریاستیں انسانوں کی طرح اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے ایک دوسرے سے متعلق رہنے کو پسند کرتی ہیں۔ تاہم بڑی

---

(1) Rex R Hechence, *A Bridge to Light*, London. (1960), P: 235

طاقتیں جنگل کا قانون استعمال کرتی ہیں اور ایسا کرنے کو وہ اپنا حق گردانتی ہیں۔ امریکہ اور یورپی طاقتوں کی سیاسی تاریخ اسی سے عبارت ہے۔

خلاصۂ کلام

نیو ورلڈ آرڈر مغربی اصطلاح سے بڑھ کر پوری دنیا پر حکومت کرنے کی عالمی سازشی کا منصوبہ ہے۔ یہ دنیا بھر کے سیاستدانوں، عدالتوں، تعلیمی اداروں، خوراک، قدرتی وسائل، غیر ملکی پالیسیوں، معیشت اور سب سے بڑھ کر کرنسی پر مکمل مؤثر کنٹرول کی منصوبہ بندی ہے۔ عالمی اشرافیہ اس کو چلانے کے لیے ابلاغ عامہ کے ذرائع پر کنٹرول رکھتی ہے۔ انسانوں کے خلاف یہ صدیوں پرانی سازش ہے۔ اس سازش کو جاننے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ان کی منصوبہ بندی کو جانا جائے۔ نیو ورلڈ آرڈر جن تنظیموں نے بھی بنایا انہوں نے سب سے پہلے امریکہ سے اس کا آغاز کیا اور اس پر قبضہ کر کے اسے عالمی طاقت بنا دیا۔ امریکی ریاست بہت جلد سپر پاور بن گئی۔ اس کی خارجہ پالیسی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تسلسل پایا جاتا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر ایک جدید اور مغربی مفکرین کی اصطلاح ہے جسے مغربی موجدین نے نام دیا اور زیرک سیاست دانوں نے اپنا فلسفہ اور منصوبہ بیان کرنے کے لیے اختیار کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان مفکرین کا یہ اعلامیہ بھی تھا کہ پوری دنیا پر ہماری فتح کا عَلم بلند ہو اور پوری دنیا ہمارے زیرِ اَثر رہے اور ہماری پالیسیوں کو اپنایا جائے اور اُن کے بغیر کوئی بھی کام بروئے کار نہ لایا جاسکے۔ موجودہ دور میں ہم اس کے مظاہر مختلف بین الاقوامی معاملات کے ذریعے دیکھ سکتے ہیں

فصل دوم

نیوورلڈ آرڈر کی تاریخ وارتقاء

پس منظر

ایرانی گلف وار کے بعد "نیوورلڈ آرڈر" کی اصطلاح مقبول ہونے لگی۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس اصطلاح کے اصلی اور حقیقی معانی کبھی بھی بیان نہیں کیے جا سکے، اس کے معانی یہی بیان کیے جاتے رہے کہ دراصل یہ اقوام عالم کے مابین ایک نئی طرز کا تعاون ہے، جس کا سبب قیام امن ہے۔ ولیم نے نیویارک ٹائمز میں فروری ۱۹۹۱ میں اس اصطلاح سے متعلق لکھا تھا"یہ بش کا بچہ ہے، اگرچہ وہ اس کی پیدائش گورباچوف سے ہی کیوں نہ جوڑدے۔ ہٹلر کو بھول جایئے نیو آرڈر کی جڑ" ایف ڈی آر" کے نام سے پہلے استعمال کی جاتی تھی۔"نیو ورلڈ آرڈر کی یہ اصطلاح دراصل کئی سال قبل یونین لیگ کی ایک تقریر میں استعمال کی گئی تھی۔ یہ ۲۷ نومبر ۱۹۱۵ء کی بات ہے۔ جب نکولس میری بٹلر نے کہا تھا:

> "The old world order changed when this war-storm broke. The old international order passed away as suddenly, as unexpectedly, and as completely as if it had been wiped out by a gigantic flood, by a great tempest, or by a volcanic eruption. The old world order died with the setting of that day's sun and a new world order is being born while I speak, with birth pangs so terrible that it seems almost incredible that life could come out of such fearful suffering and such overwhelming sorrow."(1)

"قدیم ورلڈ آرڈر اسی وقت تبدیل ہو گیا جب جنگ کا طوفان تھما تھا۔ قدیم بین الاقوامی حکومت اچانک وفات پا گئی، غیر متوقع طور پر، اور مکمل طور پر گویا یہ کسی قوی ہیکل سیلاب،

(1) David Allen Rivera, *Final Warning: A History of The New World Order*, (Rivised Edition, California: Conspiracy books), P: 14

کسی طوفانی جھکڑ یا پھر آتش فشانی زلزلے سے مٹا دی گئی۔ اس دن کے غروب آفتاب کے ساتھ ہی قدیم ورلڈ آرڈر مر گیا اور نیو ورلڈ آرڈر میری گفتگو کے دوران پیدا ہو چکا ہے۔ یہ کتنا خوفناک ہے گویا غیر یقینی ہے کہ زندگی ایسی خوفناک اذیت اور ایسے درد سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔"

۱۹۱۹ء میں جریدہ:International Conciliation کے ساتھ ایم، سی الیگزینڈر (امریکی ایسو سی ایشن فار کونسائیلیشن کے چیف سیکرٹری) کا خط تھا جس میں تحریر تھا:

"The peace conference has assembled. It will make the most momentous decisions in history, and upon these decisions will rest the stability of the new world order and the future peace of the world."(1)

"امن کی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں تاریخ کے اہم ترین فیصلے کیے جائیں گے اور ان فیصلوں پر نیو ورلڈ آرڈر کی بقا اور مستقبل میں دنیا کے امن کا انحصار ہو گا۔"

اگست ۱۹۲۷ میں ڈاکٹر آگسٹس، او تھامس، ورلڈ فیڈریشن آف ایجوکیشن ایسو سی ایشن کے صدر نے کہا تھا:

"If there are those who think we are to jump immediately into a new world order, actuated by complete understanding and brotherly love, they are doomed to disappointment. If we are ever to approach that time, it will be after patient and persistent effort of long duration. The present international situation of mistrust and fear can only be corrected by a formula of equal status, continuously applied, to every phase of international contacts, until the cobwebs of the old order are brushed out of the minds of the people of all lands".(2)

"اگر یہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ ہم نیو ورلڈ آرڈر کی جانب چھلانگ لگا جائیں گے، مکمل سمجھداری اور بھائی چارے کی محبت میں تو وہ مایوس ہوں گے۔ اگر ہم اس وقت تک پہنچ سکیں تو بھی یہ طویل صبر اور طویل جدوجہد کے بعد ہی ممکن ہے۔ عدم اعتماد اور

(1) David Allen Rivera, *A History of The New World Order*, P: 16

(2) Ibid, P: 14

خوف کی موجودہ بین الاقوامی صورت حال صرف مساواتی فارمولے کی بنیاد پر درست کی جا سکتی ہے۔ جو بتدریج لاگو کیا جائے۔ بین الاقوامی روابط کی ہر ایک جہت پر، یہاں تک کے اولڈ ورلڈ آرڈر کی باقیات لوگوں کے دماغوں سے نکال پھینکی جائیں۔"

یہ سلسلہ مزید آگے بڑھتا ہے اور ہر گزرے سال نیو ورلڈ آرڈر سے متعلق شواہد ملتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں کئی آرٹیکلز کئی کتابیں لکھی جاتی رہیں اور نیو ورلڈ آرڈر اور اولڈ ورلڈ آرڈ کی وضاحتیں کی جاتی رہیں۔ لیکن دراصل نیو ورلڈ آرڈر کی تاریخ کی ابتدا الومناتی نامی خفیہ تنظیم سے شروع ہوتی ہے۔

الومناتی

الومناتی تنظیم کا لیڈر ڈاکٹر آدم ویشاپٹ بتایا جاتا ہے جو ۱۷۴۸ء کے سال ۶ فروری کو پیدا ہوا۔ یہ ایک یہودی "ربی" کا بیٹا تھا۔ جب ۱۷۵۳ میں اس کا باپ مرا اور وہ کیتھولک عیسائی بنا دیا گیا۔ بعد میں یہ انجمن عیسوی کا رکن بنایا گیا۔ اور یسوعی ہو گیا۔ اس یونیورسٹی کے نوادرات کا نگران مقرر کیا گیا تاکہ یہ انھیں از سر نو ترتیب دے۔ یہ ۱۷۶۵ میں ریٹائر ہوا۔ یہ بعد ازاں پادری بن گیا، اس نے عیسوی کے خلاف نفرت محسوس کی اور پھر یہ ملحد ہو گیا۔ اسے وہاں کی لائبریری تک رسائی ملی جہاں اس نے فرنچ فلسفیوں کو پڑھا اور قانون، معاشیات، سیاسیات اور تاریخ کا مطالعہ کیا۔ اس نے فرنچ زبان سیکھی اور فرنچ رائل کورٹ میں چند لوگوں سے دوستی کی۔ یہ یقین سے کہا جاتا ہے کہ یہیں سے یہ شیطان کی پوجا کی طرف مائل ہوا۔ اس نے باویرین یونیورسٹی سے ۱۷۶۸ میں گریجویشن کی۔ یہ چار سال ٹیوٹر کے طور پر پڑھاتا رہا یہاں تک کہ یہ اسسٹنٹ انسٹرکٹر بن گیا۔ ۱۷۷۲ء میں اسے سول لاء کا پروفیسر بنا دیا گیا۔ ۱۷۷۳ میں اس نے شادی کی، دو سال بعد ستائیس سال کی عمر میں یہ لاء فیکلٹی کا ڈین بنا دیا گیا۔ یسوعی اس کی تیز رفتار ترقی سے بہت پریشان تھے۔ اس نے عیسائیت کے خلاف لکھی گئی تحریریں پڑھیں۔ کولمر نامی کسی تاجر نے اسے مصری رسوم و رواج سے آگاہ کیا۔ اس نے کالا جادو بھی پڑھا جس کے ذریعے اسے علم ہوا کہ شیاطین اور بدروحیں کیسے قابو میں کی جا سکتی ہیں۔ یہ پانچ سال تک مطالعہ کرتا رہا اور منصوبہ بندی کرتا رہا۔ جس کا بنیادی مقصد مذہب کے خلاف باقاعدہ محاذ بنانا تھا۔ ۱۷۷۴ میں اس نے مقالات تحریر کیے(۱)۔

1776 میں نو منظم ہاؤس آف روتھ شیلڈ کے احکامات پر عمل درآمد کرتے ہوئے جنھوں نے برطانیہ کی طاقت کو کمزور کرنے کے لیے امریکہ کو طاقت ور بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس نے بویریا کے قدیم ایلومیناتی سیر کی بنیاد رکھی، جو کہ

(1) David Allen Rivera, *Final Warning: A History of The New World Order*, (Rivised Edition, California: Conspiracy books), P: 16

آرڈر آف دی ایلومیناتی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ نام شیطانی تعلیمات سے لیا گیا ہے اور اس کا معنی لاطینی میں "روشنی کے علمبردار" یا روشنی مہیا کرنے کے ہیں۔

الومناتی تنظیم وہ فری مسنری کی ذیلی تنظیم ہے جن کے پیشوا ڈاکٹر ویشاپٹ نے جو بظاہر امریکیوں کے لیے نیا عالمی نظام اور بادشاہت کی پیش گوئی کی تھی:

"یہ لوگ ذہین ہیں اور انہیں دنیا پر حکومت کا حق ہے۔ دراصل اُس نے یہ جملہ اپنی تنظیم الومناتی کے باسیوں کے لیے کہا تھا"(۱)

روتھ شیلڈ خاندان

الومناتی کے ساتھ جو نام تاریخ میں جڑا ہوا دکھائی دیتا ہے وہ روتھ شیلڈ خاندان کا ہے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ روتھ شیلڈ خاندان نے الومناتی تنظیم کو دنیا بھر میں اپنی معاشی حکومت قائم کرنے کے مقاصد کے تحت بنایا تھا۔ میئر ایمس چل روتھ شیلڈ (۱۸۱۲-۱۷۴۳) میں فرینک فرٹ جرمنی میں پیدا ہوا۔ اس نے ۱۸۱۸ء میں اس نے انگلینڈ، فرانس اور جرمنی میں بینک قائم کیے۔ یہیں سے اس خاندان کے معاشی استحکام اور مناپلی کی ابتدا ہوتی ہے۔(۲)

برطانیہ اور فرانس کی جنگ

دنیا میں قدیم سے ہی ہر جنگ کے بعد قیام امن کے لیے فاتح اور شکست خوردہ کے درمیان کچھ معاہدات طے پاتے ہیں۔ معاہدات کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فاتحین کا اپنے مفتوحین کے لیے نیا عالمی فرمان ہوا کرتا ہے اٹھارویں صدی کے آغاز میں دو بڑی عالمی طاقتیں برطانیہ اور فرانس تھیں ۱۷۰۷ سے ۱۷۰۱ تک ان کے درمیان جنگ میں فرانس کی شکست کے بعد برطانیہ دنیا کی واحد عالمی قوت کے طور پر منظر عام پر آیا تھا۔ لہٰذا فرانس کو جبل طارق اور اسپین کے علاقے برطانوی تحویل میں دینے پڑے۔

۱۷۵۶ سے لے کر ۱۷۶۳ میں برطانیہ اور فرانس کے درمیان سات سالہ جنگ ہوئی۔ جس کے بعد ۱۷۶۳ میں ان کے درمیان معاہدہ پیرس ہوا۔ اس معاہدے کو برطانوی نیو ورلڈ آرڈر سے موسوم کیا گیا تھا۔ ۱۷۷۵ سے ۱۷۸۳ تک امریکی سرزمین یعنی امریکی قوم جنگ آزادی میں مصروف رہی تھی۔(۳)

---

(۱) مفتی ابولبابہ-**عالمی یہودی تنظیمیں**-کراچی، پاکستان، ۲۰۱۱ء، ص:۱۵۷

(2) Nial Fargousan, *The World's Banker The History of the house of Rothschield*, (1st, London: Weindonfeld & Nicolson) 1998, P: 450

(3) Ibib, P: 210

جدوجہد آزادی کی یہ جنگ برطانیہ کے خلاف جیت جانا ہی دراصل امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کا نکتہ آغاز تھا۔ اس جیت نے بتدریج ۱۳ سے ۵۰ ریاستوں پر مشتمل فیڈریشن کو تخلیق کیا۔ ۱۹ ویں صدی کے آغاز میں فرانس کی قیادت نپولین کر رہا تھا۔ اس کی قیادت میں فرانس نے ایک بڑی قوت بننے اور انگلینڈ سے اپنی پچھلی ناکامیوں کا بدلہ لینے، اپنے علاقے کو واپس لینے کے لیے ۱۸۰۳ میں جنگوں کا سلسلہ شروع کیا۔

مغربی مفکرین کی نیو ورلڈ آرڈر سے متعلق مثبت آراء:

نیو ورلڈ آرڈر کے مخترعین و مبتدعین نے جہاں اس کی اصطلاح ایجاد کی ہے وہیں پر انہوں نے اس کے متعلق عوام الناس کا نرم گوشہ حاصل کرنے اور اُن کی طرف سے قبولِ عام کے لیے بعض مصنوعی آراء رکھیں جس کے باعث لوگوں نے مغربی مفکرین کے بنائے ہوئے اس ایجنڈا کو صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ اُس کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہونے لگے اور سادہ لوح عوام کو اپنے اس ایجنڈا کی طرف مائل کرنے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی اَقدار والے لوگ آہستہ آہستہ مغربی سوچ پر چلنا شروع ہوئے اور سیکولرازم مادیت پرستی میں یوں الجھے کہ واپسی کا راستہ نہ رہا اور اَغیار کے ہو کر رہ گئے۔

ذیل میں ہم بعض مغربی اَفکار کو درج کرنے جارہے ہیں جن میں ''نیو ورلڈ آرڈر'' کے متعلق مثبت آراء بیان کی گئی ہیں۔

(**1**) امریکی سلامتی کونسل نے صدر بش کی جو نیو ورلڈ آرڈر سے متعلق رپورٹ پیش کی، اس کا تعلق اقتصادری اِقدامات سے ہے۔ امریکہ کی جمہوریت پسندی جو ہر امریکی صدر کی سیاست کا اولین اظہارِ خیال رہی ہے۔ اس حوالے سے صدر بش سینئر کا کہنا تھا:

> ''ہم مشرقِ وسطی کی سرزمین کو جمہوریت کی روشنی سے منور کرنا چاہتے ہیں اور اس عظیم منصوبے کا مقصد جمہوریت کے فوائد ان ممالک تک پہنچانے کے سوا کچھ نہیں۔''(۱)

(**2**) ۱۹۱۹ء کے انگلش جریدہ ''International Conciliation'' میں نیو رورلڈ آرڈر سے متعلق ایک تحریر قابلِ غور ہے جو نیو ورلڈ آرڈر کے بظاہر مثبت اَثرات کی عکاسی کرتی ہے:

> "The peace conference has assembled. It will make the most momentous decisions in history, and upon these decisions will rest

---

(۱) سید انور علی- **مضامین حالاتِ حاضرہ**- یونیورسل پبلشرز، کراچی، پاکستان، ۲۰۰۷ء، ص: ۲۰۶

the stability of the new world order and the future peace of the world."(1)

''امن کی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ اس میں تاریخ کے اہم ترین فیصلے کیے جائیں گے اور ان فیصلوں پر نیو ورلڈ آرڈر کی بقاء اور مستقبل میں دنیا کے امن کا انحصار ہو گا۔''

(3) اگست ۱۹۲۷ میں ڈاکٹر آگسٹس نے نیو ورلڈ آرڈر کے متعلق کہا:

If there are those who think we are to jump immediately into a new world order, actuated by complete understanding and brotherly love, they are doomed to disappointment. The present international situation of mistrust and fear can only be corrected by a formula of equal status, continuously applied, to every phase of international contacts, until the cobwebs of the old order are brushed out of the minds of the people of all lands".(2)

''اگر یہاں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں جو یہ سمجھتے ہوں کہ مکمل سمجھداری اور بھائی چارے کی محبت میں ہم نیو ورلڈ آرڈر کی جانب چھلانگ لگا جائیں گے، تو وہ لوگ مایوس ہوں گے۔ عدم اعتماد اور خوف کی موجودہ بین الاقوامی صورت حال صرف مساواتی فارمولے کی بنیاد پر درست کی جا سکتی ہے، جو بتدریج لاگو کیا جائے۔ بین الاقوامی روابط کی ہر ایک جہت پر، یہاں تک کے اولڈ ورلڈ آرڈر کی باقیات لوگوں کے دماغوں سے نکال پھینکی جائیں۔''

برطانوی نیو ورلڈ آرڈر

۱۸۱۵ء میں Consent of Europe کے نام سے برطانوی نیو ورلڈ آرڈر نے فرانس کی شکست اور Hundred Days 'صد ایام' کے خاتمے کے بعد برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے مفادات اور سلامتی کا تحفظ فراہم کیا تھا۔ ۱۸۵۳ء سے ۱۸۵۶ء کے عہد میں روس اور یورپ کے درمیان تصادم ایک دوسرے کے وسائل پر بزور قوت قبضہ جمانے کی داستان ہے۔ اس جنگ کے خاتمے پر کانگریس آف پیرس میں طاقتور ریاستوں نے ایک نیا عالمی فرمان جاری کر کے یورپی ممالک کے مفادات کو تحفظ فراہم کیا تھا۔

(1) David Allen Rivera, *A History of The New World Order*, P: 16

(2) David Allen Rivera, *A History of The New World Order*, P: 14

بین الاقوامی سیاست کی تاریخ میں نیو ورلڈ آرڈر مختلف ادوار میں مختلف شکلوں میں رائج رہا ہے۔ علم سیاست نے انہیں استعماریت، سامراجیت، نو آبادیاتی نظام اور امریکا کا نیا استعماری نظام جیسی اصطلاحات کا نام دیا ہے۔ نئے عالمی نظام کی تاریک میں سامراجیت سے مراد سلطنت یا مملکت کا اپنی فطری یا موجودہ حدود کے باہر کسی معاشرے، ملک، علاقہ یا قوم پر اپنا اقتصادی، فوجی قبضہ یا اثر و رسوخ بذریعہ قوت بہت پرانے حربے ہیں۔ اس کی مثالوں کو ہم اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مختلف ادوار میں یورپی اقوام، برطانیہ، فرانس اور جرمنی جیسی قوتوں کے توسیع پسندانہ فکر کے حوالہ سے جانتے ہیں۔

یہ وہ اقوام ہیں جنھوں نے پہلے فرد کو نظریاتی اور حربی قوت کے طور پر منظم کیا پھر صنعت و حرفت، سائنس و ٹیکنالوجی میں کمال حاصل کرنے کے بعد افریقہ و ایشیا کے اکثر علاقوں کو اپنی نو آبادیات بنا کر ان علاقوں سے اپنی صنعتوں کے لیے خام مال حاصل کرنے کے لیے قدیم نسخہ ہے اور اس میں کسی ریاست پر تجارب کے بہانے قبضہ کیا جاتا ہے جب کہ استعماریت میں پہلا ہدف خالی جگہ یعنی کسی دوسرے ملک کے ویران علاقے پر قبضہ حاصل کرنا ہے بعد میں ان کے محافظ بن کر انہیں لوٹ لینا ہوتا ہے۔ سامراجیت میں کسی بھی ریاست پر مکمل طور پر قبضہ کیا جاتا ہے(۱)

یہی وجہ ہے کہ برطانوی وزیرِ اعظم ڈیوڈ کیمرون نے تیونس اور مصر کے انقلاب کے بعد کویت کی قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے اس جرم کا اعتراف کیا:

> ”برطانیہ اور دوسرے مغربی ملکوں نے مشرقِ وسطی میں آمروں اور مطلق العنان حکمرانوں کی پشت پناہی کر کے شدید غلطی کی ہے۔“(۲)

خلاصۂ کلام

"نیو ورلڈ آرڈر" کی اصطلاح دراصل کئی سال قبل یونین لیگ کی ایک تقریر میں استعمال کی گئی تھی۔ ۱۹۱۹ء کے ایک جریدہ:International Conciliation کے مطابق ایک کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں نیو ورلڈ آرڈر کی بقاء اور اس کے دیگر معاملات زیرِ بحث لائے گئے۔ نیو ورلڈ آرڈر کی وضاحت کئی کتب کے پڑھنے اور مختلف آرٹیکلز کی ورق گردانی کے بعد ہوتی ہے جبکہ اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی ابتداء ”الومناتی“ نامی خفیہ تنظیم سے ہوئی ہے۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد دنیا بھر میں اپنی معاشی حکومت قائم کرنا تھا۔ اسی کے ماتحت انگلینڈ، فرانس اور جرمنی میں بینک قائم کیے۔ یہیں سے اس خاندان کے معاشی استحکام اور مناپلی کی ابتدا ہوتی ہے۔ نیز نیو ورلڈ آرڈر کا بنیادی مقصد اعلیٰ

---

(1) David Allen Rivera, *A History of The New World Order*, P: 67

(۲) ہفت روزہ اخبارِ جہاں، ۷ تا ۱۳ مارچ، ص ۹، ۲۰۱۱ء، کراچی۔

طاقت کا حصول اور تمام دنیا کو طاقت کے ذریعے کنٹرول کرنا تھا۔ جیسا کہ بین الاقوامی سیاست کی تاریخ میں نیو ورلڈ آرڈر مختلف ادوار میں مختلف شکلوں میں رائج رہا ہے۔ اس کے ساتھ اپنی صنعت و تجارت کی ترقی اور سرمایہ کاری کو اس طرح بڑھانا تاکہ لوگ ان کے مرہونِ منت رہیں۔ اس کی چند ایک مثالیں ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف قابلِ ذکر ہیں۔

فصل سوم

نیو ورلڈ آرڈر کے مقاصد و اَسباب

نیو ورلڈ آرڈر ایک عالمی منصوبہ ہے جسے چند اداروں نے باہم مل کر دنیا بھر پر اپنی حکومت قائم کرنے لیے بنایا ہے۔ یہ ایک ایسا عالمی اور سیاسی منصوبہ ہے جس میں حالات وواقعات کے مطابق تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ دنیا بھر مختلف طاقت ور گروہ ہیں جیسے بلڈربرگ گروپ، کونسل آن فورن ریلیشنز، سکل اینڈ بونز سوسائٹی، فری میسن اور دیگر ایسے ادارے ہیں۔(۱)

یہ تنظیمیں اپنے کئی خفیہ مقاصد رکھتی ہیں، جن کی تکمیل کے لیے دن رات مسلسل مصروف عمل ہیں۔ بہت سے لوگوں کے نزدیک ان سب تنظیموں میں نیو ورلڈ آرڈر کے پس پردہ تنظیم الومناتی اور فری میسنز ی ہے۔ جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ پوری دنیا پر اپنی حکومت قائم کرنے کی خواہش مند ہیں اور اس کے لیے مسلسل کوششوں میں مصروف ہیں۔ مغربی اَفکار و اَقدار پر مشتمل کام کرنے والی یہ تمام تنظیمیں مذہب کے خلاف ہیں۔ اس ضمن میں یہ تحریر قابل غور ہے:

> "And thus the warfare against the powers of evilthat crushed the Order of the Temple goes steadily on,and Freedom marches ever onward toward the conquest ofthe world"(2)

> ''اور یوں بدی کی طاقت کے خلاف جس نے ٹیمپل کے احکامات برباد کیے مسلسل جاری رہے گی، اور آزادی کا لشکر دنیا کی فتح کی طرف گامزن ہوگا۔''

اس عالمی منصوبے میں ایک جدید مذہب کی داغ بیل ڈالنے کا عندیہ بھی موجود ہے۔ اس مذہب کی اپنی منفرد خصوصیات ہوں گی اور یہ مذہب اس جدید دنیا کی اکلوتی حکومت کا مذہب ہوگا۔

---

(1) Ralp Epperson, *the New World Order*, (USA, Ralph Epperson, 1990). P: 23

(2) Albert Pike, Legenda, P: 160

"Such, my Brother, is the TRUE WORD of a Master Mason; such the true ROYAL SECRET, which makes possible, and shall at length make real, the HOLY EMPIRE of true Masonic Brotherhood."(1)

”میرے بھائی، آقا میسن کا حقیقی فرمان، سچا نجیب راز، جو سچا ہوگا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ میسنری اخوت پر مشتمل مقدس حکومت کا قیام لائے گا۔“

ان تنظیموں نے پہلے امریکہ کو سپر پاور بنایا۔ امریکہ کے ذریعے پوری دنیا پر حکومت کے خواب دیکھے۔ نیا عالمی نظام امریکہ ہی کے ذریعے پوری دنیا پر نافذ کیا گیا۔ س کی داغ بیل ڈالتے ہوئے اسرائیل کی بنیاد رکھی گئی۔ یہودیوں کے یروشلم لوٹنے اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی خواہشات سے لے کر جنگ عظیم سوم اور پوری دنیا پر حکومت قائم کرنے کے خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے کے لیے انھوں نے بندوق امریکی کاندھوں پر رکھ کر چلائی تھی۔ نئے عالمی نظام کے امریکہ کے طے کردہ اہداف جو بظاہر امریکی حکومت کی خود غرضی کی روش ظاہر کرتے ہیں، اسی لیے بنائے گئے تاکہ امریکہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے اور اس کے ذریعے پوری دنیا کو اپنے قابو میں کر لیا جائے۔ نئے عالمی نظام کے قیام کے بنیادی اہداف و مقاصد یہ تھے:

- امریکی سرزمین کو حملے سے محفوظ رکھنا
- امریکی برتری کو قائم رکھنا
- کھلی بین الاقوامی معیشت کو جاری رکھنا
- دہشت گردی کے خلاف جنگ سے طے شدہ مفادات کا حصول
- یورپ کی بڑی طاقتوں سے جنگ سے گریز کرنا
- دوسری عالمی قوت کے وقوع پذیر ہونے کو روکنا، جیسے چین، روس وغیرہ
- دنیا میں ہونے والے تمام اہم سیاسی و معاشی اور دفاعی معاہدات اور تنظیموں میں اپنی موجودگی اور برتری کو یقینی بنانا
- دنیا میں تیل و گیس، پانی کے ذخائر پر قبضہ کرنا
- نیو ورلڈ آرڈر بطور خارجہ پالیسی کا دفاع کرنا(۲)

مجموعی طور پر نیو ورلڈ آرڈر کے درج ذیل مقاصد بیان کیے جاتے ہیں:

(1) Rex R Hechence, *A Bridge to Light*, P: 235

(2) Albert Pike, Legenda, P: 160

”(۱)یورپ کی بڑی طاقتوں جنگ سے گریز کرنا۔

(۲) دُنیا بھر ہونے والے تمام عین سیاسی و معاشی و دفاعی معاہدات اور تنظیموں میں اپنی موجودگی برتر اور یقینی بنائے رکھنا۔

(۳)اسلامی بلاک کو غیر مستحکم کرنا۔

(۴)دوسری عالمی قوت کے وقوع پذیر ہونے کو روکنا جیسے چین،روس وغیرہ۔

(۵)دُنیا میں تیل و گیس اور پانی کے ذخائر پر قبضہ کرنا وغیرہ۔

(٦)نیو ورلڈ آرڈر بطور خارجہ پالیس کا دفاع کرنا۔“(۱)

احمد سلیم نیو ورلڈ آرڈر کے متعلق لکھتا ہے:

”نیو ورلڈ آرڈر اقتصادی طور پر تین قطبی اور فوجی طور پر ایک قطبی آلہ ہے۔ جس کے تحت یہ کوشش کی جائے گی کہ تیسری دنیا کو زیادہ سے زیادہ اَب اقتصادی مشینری سے کنٹرول کیا جائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہوسکے تو فوجی قوت کا استعمال کیا جائے۔ مختصر الفاظ میں نیو ورلڈ آرڈر یہ ہے کہ ہم (تیسری دنیا) کے آقا ہیں اور آپ ہمارے جوتے چمکائیں۔“(۲)

مصنف مائیکل شوئر اپنی کتاب ”Marching towards hell“ میں لکھتا ہے:

”9/11 کے بعد دو دشمنوں کے درمیان کھلی جنگ شروع ہو چکی تھی۔ ایک طرف اسلامی مجاہدین ہیں جو محدود مقاصد کے لیے مرنے کے لیے ہر طرح کے ہتھیار سے لیس ہیں۔ دوسری طرف ریاستِ امریکہ ہے جو ایک ایسے دشمن پر فتح پانے کے نشہ میں سرشار ہے۔ جس کا وجود محض امریکیوں کے لیے ذہن میں اقتصادیات کی پیداوار ہے۔“(۳)

نیو ورلڈ آرڈر کے مقاصد میں سے ایک مقصد پوری دنیا کی اقتصادیات پر کنٹرول بھی ہے۔ عالمی طاقتیں یہ بات بخوبی جانتی ہیں کہ دنیا پر حکومت کرنے کے لیے دنیا بھر کی اقتصادیات پر قابو پانا بہت ضروری ہے۔ یہودیوں کی خفیہ تنظیموں نے اس مقصد کے حصول کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندیاں کی ہیں۔ وکٹر ای مارسڈن اپنی کتاب ”ہودی پروٹوکولز“ میں نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے یہودی لابی کا اقتصادی غلبہ پانے کے متعلق انکشاف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

---

(۱) ہفت روزہ اخبارِ جہاں، ٦ تا ۱۲ فروری، ۱۹۹۵ء

(۲) احمد سلیم – **نیا عالمی نظام اور پاکستان** – لاہور: نگارشات پبلی کیشنز، ۲۰۰٦ء، ص: ۱۱۳

(۳) مائکل شوئر – **امریکہ جہنم کی طرف گامزن** – مترجم: ظہیر انجم، تخلیقات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۸

"نیو ورلڈ آڈر کے مذموم عزائم میں سے ایک عزم یورپ کو پابندِ سلاسل کر کے پوری دنیا کو گھیر نا ہے اور دوسرے ملکوں کو مطیع بنانے کے لیے ان پر مالی اور اقتصادی غلبہ حاصل کرنا ہے۔ صیہون کی طرف سے یہ تب تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک تمام یورپی حکومتیں کمزور اور بے بس نہ ہو جائیں۔ یعنی جب تک اقتصادی بحران اور ہمہ گیر تباہی و بربادی لوگوں کو روحانی اور اخلاقی پستی کے گڑھے میں نہ دھکیل دے۔ اس مقصد کے لیے خوبصورت یہودی عورتوں کا استعمال کیا جائے گا۔ یہ عورتیں دوسری قوموں کے رہنماؤں میں اَخلاقی بے راہ روی پیدا کرنے کا سب سے زیادہ مؤثر اور یقینی ذریعہ بنیں گے۔"(۱)

نیو ورلڈ آرڈر کے اثرات کے متعلق احمد سلیم کہتے ہیں:

"نیو ورلڈ آرڈر کا مقصد تیسری دنیا کو زیادہ سے زیادہ اقتصادی مشینری سے کنٹرول کرنا ہے"(۲)

نیو ورلڈ آرڈر اور امریکی مفادات

نیو ورلڈ آرڈر امریکی مفادات ایک دوسرے سے منتھی ہیں۔ امریکہ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے عالمی جنگوں کے بعد سے مسلسل کوشش کر رہا ہے اور قریب تمام خارجہ پالیسیوں میں اس کا اشارہ موجود ہے۔ ان پالیسیوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سرگرداں طاقتوں میں سے ایک امریکہ ہے۔ امریکہ کی حکمت عملی اسی نیو آرڈر کے نفاذ کے گرد گھومتی ہے۔ یہ حکمت عملی امریکہ کی خارجہ پالیسی اور مسلمان ممالک کے ساتھ اس کے تعلقات میں بنیادی اصول کی حیثیت سے کارفرما ہے۔

"U.S. grand strategy since 1945 has linked the promotion of order and the preservation of U.S. national interests in a tight, mutually reinforcing strategic concept. Building an international order has been a formal program of U.S. foreign policy since at least the 1940s and an aspirational goal since the nation's founding. At first, the concept relied on America serving as a model for the world, a vision that imagined the long-term possibility of a community of likeminded nations. After 1939, the U.S. interest in order became more urgent, practical, and intentional. The United States needed to use its newfound power, President Franklin D.

---

(۱) وکٹر ای مارسڈن- **یہودی پروٹوکولز**- مترجم: محمد یحیٰ خان، نگارشات پبلشرز، لاہور۔ ص:۱۲۱

(۲) احمد سلیم- **نیا عالمی نظام اور پاکستان**- ص:۱۱۳

Roosevelt and others believed, to ensure that the forces of anarchy and instability that helped lead to war in the 1930s were kept at bay." (1)

"۱۹۴۵ کے بعد سے امریکہ نے عظیم حکمت عملی کے ساتھ نیو آرڈر کو فروغ دینے اور امریکی قومی مفادات کے تحفظ کو ایک مضبوط، باہمی تقویت بخش اسٹریٹجک تصور سے جوڑ دیا۔ کم از کم ۱۹۴۰ کی دہائی سے ہی بین الاقوامی آرڈر کی تعمیر امریکی خارجہ پالیسی کا باقاعدہ پروگرام اور اس ملک کی تشکیل کے بعد سے ہی ایک امنگی مقصد رہا ہے۔ پہلے، اس تصور کا انحصار امریکہ پر تھا جو دنیا کے لئے ایک نمونہ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا تھا، یہ ایک ایسا وژن ہے جس نے اسی طرح کی قوموں کی ایک جماعت کے طویل مدتی امکان کا تصور کیا تھا۔ ۱۹۳۹ کے بعد، ترتیب میں امریکی دلچسپی زیادہ ضروری، عملی اور جان بوجھ کر بن گئی۔ صدر فرینکلن ڈی روزویلٹ اور دیگر کا خیال ہے کہ ریاستہائے متحدہ کو اپنی نئی طاقت کا استعمال کرنے کی ضرورت تھی، تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ ۱۹۳۰ کی دہائی میں انتشار اور عدم استحکام کی طاقتوں کو جنگ کے نتیجے میں رکھنے میں مدد ملی۔"

امریکہ نے قومی سلامتی کی سبھی منصوبہ بندیوں اور حکمت عملیوں میں اس نیو ورلڈ آرڈر کے نظریے کو ٹھونسنے اور مربوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان حکمت عملیوں میں ایک معاشی، سماجی نظام، فتح اور اقتدار کی خواہشات اور جمہوری نظاموں میں اشتراکیت پیدا کرنے جیسی حکمت عملیاں شامل ہیں۔ مصنف (Kissinger Henry) نیو ورلڈ آرڈر کے متعلق لکھتا ہے:

"From 1945 onward, the United States has integrated the idea of an increasingly structured international order into its national security strategies. Thanks to these U.S. efforts, the postwar decades saw the rise of an "inexorably expanding cooperative order of states observing common rules and norms, embracing common economic systems, forswearing territorial conquest, respecting national sovereignty, and adopting participatory and democratic systems of governance" (2)

" 1945 کے بعد سے اب تک ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے اپنی قومی سلامتی کی حکمت عملیوں میں تیزی کے ذریعے خود ساختہ بین الاقوامی آرڈر کے نظریہ کو مربوط کر دیا ہے۔ امریکہ کی ان کوششوں کی

(1) Weiss, Thomas G., "T*he United Nations: Before, during and after 1945*," International Affairs, Vol. 91, No. 6, 2015, page. 1221–1235.

(2) Kissinger, Henry, World Order, New York: Penguin, 2014.

بدولت، کئی عشروں کے بعد مشترکہ اصولوں پر عمل پیرا ریاستوں کے، غیر مشترکہ طور پر بڑھتے ہوئے باہمی تعاون کے حکم کے عروج کو دیکھا گیا، مشترکہ معاشی نظام کو قبول کرنا، علاقائی فتح کرنا، قومی خودمختاری کرنا، اور حکومت اور حکومت میں شریک اور جمہوری نظاموں (جیسے ظاہری خدوخال کو) دیکھا گیا ہے۔"

ایک اور مقام پر مشل جے لکھتا ہے:

"With the end of the Cold War, there was hope that this global order would grow beyond its Western core to cover the entire world, and this became a central theme of U.S. national security strategies." (1)

"سرد جنگ کے خاتمے کے ساتھ ہی امید کی جارہی ہے کہ یہ نیو ورلڈ آرڈر کا نظام اور اس کے مغربی اصول آگے بڑھ کر پوری دنیا کا احاطہ کریں گے، اور یہ امریکی قومی سلامتی کی حکمت عملیوں کا مرکزی موضوع بن گیا ہے۔"

امریکا کی سبھی پالیسیوں اور نیو ورلڈ آرڈر یا انٹرنیشنل آرڈر کے قیام اور نفاذ کے اشارے، جگہ جگہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی نمائندہ طاقت امریکہ ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی خفیہ تنظیمیں امریکہ کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔

خلاصۂ کلام

نیو ورلڈ آرڈر دراصل ایک عالمی منصوبہ ہے جسے چند اداروں نے باہم مل کر دنیا بھر پر اپنی حکومت قائم کرنے لیے بنایا ہے۔ اس منصوبہ میں عالمی و سیاسی حالات کے مطابق اس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ دنیا بھر مختلف طاقت ور گروہ اپنے مقاصد و اغراض کے لیے مسلمانوں سے دشمنی کی بنیاد پر سرگرمِ عمل رہتے ہیں۔ ان سب تنظیموں میں سے نیو ورلڈ آرڈر کے پس پردہ تنظیم الومناتی اور فری میسنری ہے۔ جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ پوری دنیا پر مذموم مقاصد پر مشتمل حکومت قائم کرنے کی خواہش مند ہیں اور اس کے لیے مسلسل کوششوں میں مصروف ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کی تمام سازشوں سے بخوبی واقف ہو کر اسلام کے مطابق اپنی زندگی کو بسر کریں تاکہ وہ کسی بیرونی ملک اور سیکولر طبقے کا آلۂ کار نہ بنیں۔

---

(1) Michael J. Mazarr, current international order, Published by the RAND Corporation, Santa Monica, Calif. Pp:43-44

فصل چہارم

نیو ورلڈ آرڈر اور مسلم اُمّہ پر اِس کے اَثرات

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سر گرداں عالمی طاقتیں پوری دنیا پر ایک حکومت قائم کرنا چاہتی ہیں۔ ان طاقتوں کی اس پالیسی کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ اولاً خلافت اسلامی تھی۔ خلافت عثمانیہ آخری مسلمان حکومت تھی۔ خلافت عثمانی کے زوال کا آغاز یورپ کے صنعتی انقلاب سے ہوتا ہے۔ صنعتی انقلاب کا پیش خیمہ کلیسا مخالفت تھی۔ بغاوتیں شروع ہوئیں۔ کلیسا کے خلاف اس جنگ کا آغاز باقاعدہ کسی منصوبہ بندی کے تحت ہوا یا نہیں، اس کے متعلق کچھ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا لیکن یہ البتہ کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں اپنی حکومت کے قیام کی خواہش مند بہت سی تنظیمیں جن پر نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے عمل پیرا ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے اسی دوران بنائی گئیں۔ انہوں نے مذہب کے خلاف باقاعدہ لڑائی شروع کی۔ کلیسا کی حکومت اور اجارہ داری کے خاتمے میں ان تنظیموں کا بہت بڑا کردار ہے۔(۱)

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سر گرداں عالمی طاقتوں نے خلافت عثمانی کے خلاف باقاعدہ اجتماعی سازشیں اور معاہدے کیے۔ یہ عالمی طاقتیں خلافت عثمانی پر ٹوٹ پڑی تھیں۔ خلافت عثمانی کے خاتمے کے لیے ان کے باہمی خفیہ معاہدے ہو چکے تھے۔

"جس طرح بھوکے بھیڑیے شکار کی تارک میں خیمہ گاہ کے چکر کاٹتے ہیں اسی طرح اتحادی طاقتیں اس فکر میں تھیں کہ موقع پاکر ترکی پر ٹوٹ پڑیں کیوں کہ ترکی قدرتی طور پر ایک زرخیز ملک ہے۔"(۲)

ایک معاہدہ "معاہدۂ قسطنطنیہ" ہے جو باسفورس اور دردانیا سے متعلق تھا۔ یہ طے پایا تھا کہ روس، قسطنطنیہ، باسفورس کے دونوں ساحلوں اور بحیرہ مارہورا اور دردانیال کے مغربی ساحل تک قبضہ کرلے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ قسطنطنیہ کی بندرگاہ اتحادیوں کے تجارتی جہازوں کے لیے کھلی رہے۔ دوسری دفعہ یہ تھی کہ ایران کا نام نہاد ناقابل مداخلت خطہ برطانیہ کے تسلط میں رکھا جاءے۔ تیسری دفعہ کے مطابق یہ طے ہوا کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات دولت عثمانیہ سے نکال کر ایک خود مختار اسلامی حکومت کو دے دیے جائیں۔ آخری دفعہ میں روس نے وعدہ کیا کہ اگر ضرورت ہوگی تو دردانیال کے حملہ میں حکومت روس اتحادیوں کی مدد کرے گی۔(۳)

---

(۱)۔ یوسف القرضاوی- **اسلام اور سیکولرازم**- ص:۱۰۹

(۲)۔ آرنلڈ، ٹوائن بی- ترکی- لندن، ۱۹۲۶، ص:۶۸

(۳)۔ محمد عزیز، ڈاکٹر- **تاریخ سلطنت عثمانیہ**- لاہور بک سٹی، لاہور، ۲۰۱۶ء، ج:۲، ص:۳۹۳

ہیرالڈ آرم سٹارنگ کے بقول اس وقت سبھی عالمی طاقتوں کا متفقہ فیصلہ یہی تھا کہ خلافت ختم کر دی جائے۔ مذہبی حلقوں کو مذہب کے نام پر برانگیختہ کیا جا رہا تھا جب کہ غیر مذہبی حلقوں کے درمیان جنگ سے پیدا ہونے والی نفرت ابھارتے ہوئے انہیں ترکی کے خاتمے پر انگیخت دی جا رہی تھی۔ (1)

خلافت عثمانی کے خاتمے کے بعد دوسری جنگ عظیم میں امریکہ اور روس دو طاقتیں بن کر ابھرے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتوں میں ایک بڑی اور نمائندہ طاقت دلائل کی روشنی میں امریکہ قرار پاتی ہے۔ مسلم مخالف تمام پالیسیاں اس بات کا بین ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ وہ عالمی طاقتیں جو نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کر رہی ہیں۔ مسلمانوں کے خاتمے کے لیے بھی سرگرداں ہیں۔ خلیج کے بحران سے لے کر دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ بھی ایسی ہی پالیسیوں کا نتیجہ ہے، اس پر مزید دلائل دہشت گردی سے متعلق ابحاث میں لائے جائیں گے۔

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سرگرداں عالمی طاقتیں اور ادارے مسلمانوں کے خلاف ہر جگہ شد و مد کے ساتھ سرگرم عمل دکھائی دیتے ہیں لیکن جہاں کہیں مسلمانوں کے حقوق اور ان پر ہونے والے ظلم و ستم کی بات آتی ہے۔ ان اداروں کی خاموش پالیسیاں یہ واضح کرتی ہیں کہ انہیں مسلمانوں سے کسی بھی قسم کی ہمدردی نہیں ہے۔ مسلمانوں کو بحیثیت قوم باقاعدہ ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ مسئلہ کشمیر میں یہ عالمی طاتیں خاموش ہیں۔ یہ صرف نظر اپنے مفادات کے حصول کے لیے کیا جا رہا ہے۔ بھارت کے ایٹمی دھماکے ہوں یا کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی جارحیت کی مذمت یہاں نہیں کی جاتی۔ فلسطین اور مشرق وسطی میں بین الاقوامی قوانین اور یو این او کے چارٹر کی خلاف ورزی نہیں نظر آتی۔ یہ سب ان عالمی طاقتوں کے مفادات کے خلاف نہیں۔(۲)

مسلمانوں کی نسل کشی اور زبوں حالی ان عالمی طاقتوں کے مفادات میں ہے۔ عرب مسلمانوں پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ اسرائیل کے ساتھ تنازعات ختم کر کے خطے میں امن قائم کریں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سرگرم عمل طاقتیں اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے اپنے ہی بنائے قوانین کی خلاف ورزیاں کرتی ہیں۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک جیسے ادارے ترقی پذیر اور تیسری دنیا کے غریب ممالک کو کڑی شرائط پر قرض دے کر سود پر سود وصول کرتے ہیں۔ ان ممالک میں مہنگائی، معاشی بحران، جرائم اور بے روزگاری جیسے مصائب پیدا کرنے کا بڑا سبب بھی یہی عالمی طاقتیں بنتی ہیں۔ عالمی ادارے جو تعمیری قرضے اور امداد دیتے ہیں۔ وہ ان ان کے ہی بینکوں اور کاروبار میں لگا دیے جاتے

---

(1). Harlod, Armstrong, *Turkey in Traval*, NewYork, Oxford Press, 1997, P. 64

(2) Mark Moher, *The Nuclare Disarmament*, Center for nonproliferation studies, 1999: p:53

ہیں۔ ان کی افادیت عوامی حلقوں تک نہیں پہنچ پاتی۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے زیادہ تر حصص امریکہ کے پاس ہیں۔ اقوام متحدہ کا سب سے بڑا ڈونر بھی یہ ہی ہے(۱)۔

خلافت عثمانی کے خاتمے کے بعد سے اب تک مسلمان ممالک کے خلاف ان عالمی طاقتوں کی یہ سازشیں اور اتحاد جاری ہیں۔ مسلمان ممالک میں موجود معدنی ذخائر پر قبضہ کرنے، اپنی من مانی حکومتیں مسلط کرنے اور ان کی عسکری و معاشی قوت کمزور کرنے کے لیے یہ عالمی طاقتیں خفیہ منصوبے بناتی ہیں جن کے نتائج دنیا کے سامنے آتے رہتے ہیں۔

۲۰۰۱ء گیارہ ستمبر واشنگٹن ڈی سی میں ہوئی دہشت گردی سے امریکا اور ساری دنیا عدم تحفظ کا شکار ہو گئی۔ ۱۱ ستمبر منگل کی صبح کا یہ المناک واقعہ ساری دنیا کو ہی بڑے مصائب میں مبتلا کر گیا۔(۴) عالمی طاقتوں نے اس سازش کے پس پردہ قوت کی تلاش کی بجائے اسے اسامہ اور طالبان کے ساتھ نتھی کر دیا۔ یوں افغانستان کو ٹارگٹ کیا جانے لگا۔(۵)

حملہ کے چار ہفتے بعد بش انتظامیہ نے افغانستان پر پاکستان، ازبکستان اور تاجکستان کی فضائی حدود میں سے پرواز کا حق اور عمل درآمد کے علاقے حاصل کیے۔ حساس مقامات تک امریکی فوج کی رسائی کو ممکن بنانے کی تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں۔(۶) بظاہر جنگ کا مقصد انتقام تھا۔ لیکن اصل وجہ وسطی ایشیا میں تیل اور قدرتی گیس کے ذخائر پر اختیار حاصل کرنا تھا۔ اس جنگ کو انسانیت دوست مداخلت اور دہشت گردوں کو انجام تک پہنچانے کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ دوسری طرف افغانوں میں غذا کی رسد محض فوجی پروپیگنڈا تھا۔ اگر صحیح طرح سے تقسیم ہوتا۔ جو ہوا ہی نہیں بس دن بھر میں ۳۷۵۰۰ افراد کے لیے غذا اور بمباری کا سلسلہ ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ انسان دوستی کا دعوی اس وقت جھوٹا ہو گیا جب امریکی حکومت نے اقوام متحدہ کے اداروں کی اس درخواست کو ٹھکرا دیا کہ بمباری میں اتنا وقفہ کر دیا جائے کہ خوراک ٹرکوں کے ذریعے افغانستان میں پہنچ سکے۔ یونیسف نے تخمینہ لگایا کہ بمباری کی وجہ سے اور اس سے پہلے بمباری کے خطرے کی وجہ سے امدادی کاموں میں رکاوٹ سے موسم سرما میں ایک لاکھ سے زیادہ بچے مر جائیں گے عالمی قوت کے علمبرداروں کا اس فکر سے آزاد اپنی عوام سے کہنا تھا کہ امریکیوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے دہشت گردی کے خلاف جنگ لازمی ہے۔

---

(1) Ibid, P:76

(4) Mujahid Kamran, *9/11 and the New World Order*. P:67

(5) The 9/11 Commission Report –(1st USA: Musaicum books), 2018, P: 45-48

(6) Mujahid Kamran, 9/11 and the New World Order. P:67

عالمی طاقتوں نے یہ پروپیگنڈہ جاری رکھا کہ عراقی عوام صدام سے تنگ اور حملے کے لیے بے قراری سے تڑپ رہے ہیں۔ اپنے ہاتھوں میں فوجیوں کے لیے پھول لیے کھڑے ہیں۔ جو انہیں صدام سے نجات دلانے آنے والے ہیں۔ (۱) عراق کے خلاف جنگی منصوبے کی مذمت دنیا بھر کی امن پسند عوام نے کی بلکہ خود امریکی عوام بھی سڑکوں پر نکل آئی اور شدید احتجاج ریکارڈ کروائے۔ ان مظاہرین میں تقریباً ہر ملک کے چھوٹے بڑے شہروں میں جنگ کے خلاف امن پسند انسانوں نے حصہ لیا۔ سعودی عرب کے بعد عراق دوسرا سب سے بڑا تیل پیدا کرنے والا ذخائر کے لحاظ سے مالا مال ملک ہے۔ اس پر قبضے کی یہی بڑی وجہ ہے۔ سلامتی کونسل کی منظوری کے بغیر ہی عراق پر آپریشن خوف و دہشت کے نام سے حملہ کیا گیا۔ عراق پر امریکی حملے کے بعد ۱۱ مارچ ۲۰۰۳ کو جامعۃ الازھر نے اسے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ قرار دیا۔ تمام مسلمانان عالم کے لیے جہاد کا فتوی جاری کیا۔ فتوی کا متن تھا۔ عراق پر حملہ کو ہر کوئی غیر ضروری سمجھتا ہے۔ اسلامی قوانین کے مطابق جب دشمن کسی بھی مسلم ریاست کے خلاف جارحیت کا مرتکب ہو تو ایسے میں مسلمان مرد و عورت پر جہاد فرض ہوتا ہے۔ موجودہ صورت حال میں عرب اور مسلمان برادری کو ایک نئی خلیجی جنگ کا سامنا ہے۔ جو ہماری سرزمین کے وقار اور قوم کو نشانہ بنانا چاہتی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اپنے تحفظ کے لیے متحد ہو جائیں۔ لبنان میں ایران کی حامی حزب اللہ نامی تنظیم نے ۲۰۰۸ء میں اسرائیل کے جنگی عزائم کو زبردست شکست دے کر لبنان میں سعد حریری کی حکومت گرا کر اپنے حمایت یافتہ نجیب میقاتی کو برسر اقتدار لا کر مغرب کے مفادات کو سخت زک پہنچائی تھی۔ (۲)

خلاصۂ کلام

نیو ورلڈ آرڈ کے نفاذ کے لیے سرگرم عمل طاقتوں نے خلافت عثمانی کے زوال میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے بعد سے اب تک انہوں نے مسلمان ممالک کو عسکری، معاشی اور سیاسی طور پر مستحکم نہیں ہونے دیا۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے رچائی گئی سازشوں اور منصوبوں نے مسلمان ممالک کو کمزور کر رکھا ہے۔ عالمی طاقتوں کے لیے کام کرنے والے اداروں نے مختلف منصوبوں کے ذریعے مسلم ممالک کو اپنا باج گزار بنا لیا ہے۔ دہشت گردی اور امن کے نام پر عراق، افغانستان اور پھر شام تباہ کر دیے گئے۔ مسلم ممالک کی معاشی مدد کے نام پر انہی کے پیسوں سے انہیں قرضے دیے جاتے ہیں۔ جو امداد اور قرضے جاری ہوتے ہیں، اپنی سفارشات کے ساتھ منسلک کرتے ہوئے سخت شرائط عائد ہوتی ہیں۔ جس سے قرضے حاصل کرنے کے خواہشمند ممالک اپنے عوام پر اس کے سود کا بوجھ ٹیکسز کی صورت لاد

(1) John Nixon- Debriefing the President, *The Interrogation of Saddam Hussein*, (1st USA: Transworld Publishers), 2017, P: 44-45

(2) John C. Rolland- Lebanon: *Current Issues and Background*, (NewYork: Nova Science Publishers:2003), P: 223

دیتے ہیں۔ بجلی، پٹرول وغیرہ مہنگا ہو تو دیگر اسباب زندگی اور سہولیات بھی مہنگی ہو جاتی ہیں۔ گیس اور توانائی کے دیگر ذرائع کے حصول میں بھی عالمی طاقتیں رکاوٹ پیدا کرتی آ رہی ہیں جیسے ایران پاکستان کے درمیان توانائی کے منصوبوں میں رکاوٹ ہے جس کی وجہ سے عوام کو مہنگے داموں کم توانائی کی محدود پیمانے پر سہولیات دستیاب ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کا بوجھ پاکستان کے پچاس ہزار سے زیادہ لوگوں کی ہلاکت کا سبب بن چکا ہے۔ دوسری جانب افغان مہاجرین کی تعداد نامعلوم حد تک وسعت اختیار کرتے ہوئے ملکی وسائل کا بڑا حصہ استعمال کر رہی ہے۔ مقامی آبادی کے حقوق اور وسائل کی ترسیل متاثر ہوئی ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سرگرم عمل عالمی طاقتوں کے منصوبوں اور کاروائیوں نے اسلامی ممالک کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ اندرونی اور بیرونی ہر دو سطح پر، معاشی، سیاسی، مذہبی اور سماجی و اخلاقی جہات سے کئی بد اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

باب دوم

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی اَثرات کا جائزہ

فصل اول: نیو ورلڈ آرڈر اور سیاسی عدم استحکام

فصل دوم: نیو ورلڈ آرڈر اور دہشت گردی

فصل سوم: نیو ورلڈ آرڈر اور اسلام نظام حکومت کے قیام میں رکاوٹیں

فصل چہارم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی اثرات کا حل

فصل اول

نیو ورلڈ آرڈر اور سیاسی عدم استحکام

موجودہ عالمی نظام پوری دنیا میں یک حکومتی یا یک طاقتی نظام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ورلڈ آرڈر میں عالمی طاقت / سپر پاور اپنی من مانی پالیسیاں پوری دنیا پر لاگو کرنے کی کوششیں کرتی رہتی ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ جہاں دیگر بہت سے عوامل اور ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے۔ وہیں ایک طریقہ سیاسی عدم استحکام بھی ہوا کرتا ہے۔ یک طاقتی نظام کی خواہش مند طاقتیں یا دوسرے الفاظ میں نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سرگرداں عالمی طاقتیں اپنے علاوہ دیگر ممالک میں سیاسی استحکام نہیں ہونے دیتیں۔ مضبوط اور متفق سیاسی حکومت، نظام ان کے مفاد میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سبھی تیسری دنیا کے ممالک میں جہاں انہوں نے اپنی اجارہ داری قائم رکھنی ہوتی ہے کسی بھی ایک سیاسی جماعت کو مضبوط نہیں ہونے دیا جاتا۔ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام کی بنیادی اور اہم وجہ یہ بھی ہے کہ عالمی طاقتیں پاکستان میں سیاسی استحکام کے حق میں نہیں ہیں۔ مضبوط پاکستان ان کے لیے نقصان دہ ہے۔ سیاسی عدم استحکام کا جائزہ لینے سے قبل سیاست کا معنی و مفہوم جاننا ضروری ہے۔

سیاست کا لغوی مفہوم:

علامہ ابو منصور الازہری سیاست کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''ساسه سياسة إذا أحسن القيام عليه''(۱)

''ساسہ سیاستہ تب کہا جاتا ہے جو کوئی شخص کسی کام کو بخوبی انجام دے''

علامہ ابن منظور الافریقی سیاست کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''ساس يسوس، ساس الأمر سياسة قام به ورجل ساس من قوم، سادة قادة لكل جميع ساسة للرجال، سوس الرجل أمور الناس، إذا ملك أمرهم''(۲)

''سیاست کا لفظ، ساس، یسوس (باب نصر ینصر سے مستعمل ہے) یعنی کوئی آدمی جب کسی کام کو درست کرے یا اس کی ذمہ داری سنبھالے، ہر قوم کے آدمیوں میں سے کوئی سردار یا قائد

(۱) الازہری، ابو منصور محمد بن احمد - **تہذیب اللغۃ**-، بیروت، دار احیاء التراث، ۲۰۰۱ء۔ ۲/ ۱۳۱

(۲) الافریقی، محمد بن مکرم ابن منظور، - **لسان العرب**- بیروت، دار صادر، دون سنۃ الطبع۔ ۶/ ۱۰۸

ہوتا ہے (جو ان کے معاملات کو درست کرتا ہے) آدمی نے لوگوں کے امور کو درست کیا، جب وہ اُن کے امور کا مالک و مختار ہو۔''

سیاست کا اصطلاحی مفہوم:

ابن عابدین الشامی کے نزدیک سیاست کی اصطلاحی تعریف:

''السياسة القيام على الشيء بما يصلحه''(۱)

''کسی چیز کے مناسب قیام کے لیے تدابیر اختیار کرنا جن کے باعث فساد ختم ہو جائے''

علامہ ابن نجیم کے نزدیک سیاست کی اصطلاحی تعریف:

''السياسة القانون الموضوع لرعاية الآداب والمصالح وانتظام الأموال''(۲)

''سیاست وہ قانون ہے جو آداب و مصالح اور اموال کے انتظام اور حفاظت کی خاطر وضع کیا گیا ہو۔''

شاہ ولی اللہ کے نزدیک سیاست کی اصطلاحی تعریف:

''هي الحكمة الباحثة عن كيفية حفظ الرابط الواقع بين أهل المدينة''(۳)

''سیاست اس حکمت سے عبارت ہے جو ایک شہر کے افراد کے مابین تعلق استوار رکھنے کی کیفیت سے بحث کرتی ہے''

ڈاکٹر عبد الفتاح عمرو کے نزدیک سیاست کی اصطلاحی تعریف:

''السياسة مجموعة الأوامر والإجراءات الصادرة عن مختص شرعا، والتي تطبق من خلالها أحكام الشريعة الإسلامية فيما لا نص فيه على المحكومين بشروطها المعتبرة''(۴)

---

(۱) شامی، ابن عابدین الشامی - **الفتاوی** - عالم الکتاب، بیروت، ۲۰۰۳ھ ج: ۴، ص: ۱۴۲

(۲) ابن نجیم - **البحر الرائق** - دار التذکیر، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ج: ۵، ص: ۷۰

(۳) شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم - **حجۃ اللہ البالغہ** - تحقیق: سید سابق، دار الکتب الحدیثہ، مکتبۃ المثنی، قاہرۃ، بغداد، س ن، ج ۱، ص ۴۴

(۴) عبد الفتاح عمرو، (ڈاکٹر)، - **السیاسۃ الشرعیۃ فی الاحوال الشخصیہ** - دار النفائس، بیروت۔ ص ۲۵

''سیاست ان اوامر اور اجراءات سے عبارت ہے جو ایسے شخص سے صادر ہوں جنہیں شریعت نے خاص کیا ہو۔ نیز ایسے اوامر ہیں جن کے ساتھ شرعی احکام بنائے جائیں۔ یہ اجراءات ایسی جگہوں میں ہوں جہاں شریعت کی صریح نص موجود نہ ہو۔ اور ان اجراءات کا تعلق محکومین کے ساتھ ہو مگر معتبر شروط کے ساتھ۔''

قرآن وسنت اور سیاست:

سیاست وہ عظیم شعبہ ہے جو عبادت کی غرض سے کیا جائے تو اللہ تعالی کی رحمت وبرکات میسر آتی ہیں۔ قرآنِ کریم میں سیاست کے مفہوم میں کئی آیات وارد ہوئی ہیں، جس کے تحت امامت، خلافت، ولایت، حکومت جیسے شعبہ جات زیرِ بحث آتے ہیں۔ یہ وہ تمام شعبے ہیں جو انسان کے عقائد اور اَعمال کی اصلاح کے لیے ہیں۔ سیاست اور لوگوں کے امور کے متعلق قرآنِ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾(۱)

ترجمہ: ''بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں، اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، بیشک اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت فرماتا ہے، بیشک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے''

دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ﴾(۲)

''پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں (ان کا) جانشین بنایا تا کہ ہم دیکھیں کہ (اب) تم کیسے عمل کرتے ہو''

تیسرے مقام پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) النساء:۵۸

(۲) یونس:۱۴

﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾(۱)

ترجمہ: ”(یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے“

اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ- وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ- أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ﴾(۲)

ترجمہ: ”اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں (اپنا) نائب بنایا سو تم لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلے (یا حکومت) کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا ورنہ (یہ پیروی) تمہیں راہِ خدا سے بھٹکا دے گی، بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ یومِ حساب کو بھول گئے۔ اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کائنات دونوں کے درمیان ہے اسے بے مقصد و بے مصلحت نہیں بنایا۔ یہ (بے مقصد یعنی اتفاقیہ تخلیق) کافر لوگوں کا خیال و نظریہ ہے۔ سو کافر لوگوں کے لئے آتشِ دوزخ کی ہلاکت ہے. کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لائے اُن لوگوں جیسا کر دیں گے جو زمین میں فساد بپا کرنے والے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکرداروں جیسا بنا دیں گے“

قرآنِ کریم نے جس طرح سیاست اور اس کے متعلقات کو واضح طور پر بیان کیا اور مشورہ، شوری کے نظام کو اِسلام کی اَساس قرار دیا اسی طرح حدیث نبوی میں بھی سیاست اور رعایا کی خبر گیری و ذمہ داری اور حکومت کی نگرانی

---

(۱) الحج:۴۱

(۲) ص:۲۶-۲۸

کے متعلق بہت سے امور بیان کئے گئے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ''(۱)

''تم میں سے ہر ایک نگہبان اور ہر ایک سے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس امام بھی نگہبان ہے اور اُس سے اپنی رعیت کے بارے سوال کیا جائے گا، اور آدمی سے اُس کے گھر والوں کے متعلق پوچھا جائے گا اور عورت اپنے گھر کی نگہبان ہے اور اس سے اپنے گھر کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ نوکر اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے۔ اُسے سے اپنے آقا کے مال کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی''

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اَسلاف کا ہمیشہ سے یہی طریقہ کار رہاہے کہ وہ مسلمانوں کے معاملات کو سنوارنے کے لیے کوشش کیا کرتے تھے۔ حضرت سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ:

''مَنْ لم يَهْتَمَّ بأُمُور المُسْلِمِيْنَ فلَيْسَ مِنْهُمْ''(۲)

''جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا اہتمام نہیں کرتا وہ اُن میں سے نہیں ہے۔''

حضرت عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَا مِنْ أُمَّتِي أَحدٌ ولِيَ مِنْ أَمْرَ المُسلميَن الناسَ شيئًا لم يَحْفَظْهُمْ بمَا حَفِظَ بِهِ نَفْسَهُ وأهله إلا لم يجد رائحة الجنة''(۳)

''میرا کوئی بھی امتی جس کو مسلمانوں کا کوئی بھی کام سونپا جائے تو اُس نے اُس کی اُس طرح حفاظت نہ کی جس طرح وہ اپنی جان اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائے گا۔''

(۱) بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۹۸۷ء۔ حدیث:۲۲۷۸، ۲/۸۴۸

(۲) ابن عساکر، ابو القاسم علی بن الحسن ابن ہبۃ اللہ، **تاریخ مدینہ دمشق**، بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔ ۲۱/۲۰۷

(۳) طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، **المعجم الصغیر**، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۹۸۵ء، حدیث:۹۱۹، ۳/۱۳۷

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن الله سائل كل راع عما استرعاه أحفظ أم ضيع"(۱)

"بے شک اللہ تعالی ہر ذمہ دار سے سوال کرے گا جس پر اُسے ذمہ دار بنایا گیا کہ آیا اُس نے اُس کی حفاظت کی یا اُس کو ضائع کیا"

اختصار کے ساتھ ان تمام احادیث وآثار سے واضح ہوتا ہے کہ سیاست کا اسلامی معاشرہ میں بہت اعلیٰ مقام و مرتبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر سیاست کو لوگوں کی خدمت اور خدا کی عبادت سمجھ کر کیا جائے تو اللہ تعالی راضی ہوتا ہے اور اس پر صحیح طریقے سے کاربند نہ ہونے والوں سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے۔

علامہ محمد اقبال نے اس اَبتر نظام کو امتِ مسلمہ کے زوال کے مترادف قرار دیا اور اُس سیاسی نظام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے جس میں صرف انسانوں کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا:

نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے　　اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
الیکشن، ممبری، کونسل، صدارت　　بنائے خوب آزادی نے پھندے
میاں نجّار بھی چھیلے گئے ساتھ　　نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے(۲)

علامہ نے جدید سیاسی نظام کی حقیقت واضح بیان کر دی اور اس کے متعلق نہ صرف اپنی رائے دی بلکہ بلکہ امت مسلمہ کو اس نظام کو تبدیل کرنے کا مشورہ دیا۔

نیو ورلڈ آرڈر کا ملکی حکومتوں کی سیاست میں کردار:

نئے عالمی نظام کے نفاذ کے لیے مسلسل سرگرم عمل عالمی طاقتیں جو یک طاقتی نظام کی خواہاں ہیں مختلف ممالک کی سیاست پر بلاواسطہ اور بلواسطہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں کٹھ پتلی حکومتیں قائم کی جاتی ہیں۔ مختلف لسانی، مذہبی، علاقائی دھڑے بندیاں قائم کر کے مضبوط سیاسی حکومت کے قیام کی راہ میں رکاوٹیں حائل کی جاتی ہیں۔ یوں ان غیر ملکی طاقتوں کے لیے کسی بھی ملک کی سیاست اور حکومت پر براہ راست اثر انداز ہونا آسان ہو جاتا ہے۔ نئے عالمی نظام میں دو تہذیبوں کے ٹکراؤ کے دوران اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے عالمی طاقتیں حکمت عملیاں بناتی اور ان پر عمل کرتی ہیں۔ یک طاقتی نظامی کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی یہ عالمی طاقتیں اپنے حلیفوں اور حریفوں کو مذہبی بنیادوں پر اکٹھے ہونے کی دعوت دیتی ہیں۔ امریکہ کے صدر نکلسن کی جانب سے ایک ایسی ہی دعوتی تقریر کا اقتباس دیکھیے:

---

(۱) ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان، **صحیح ابن حبان**، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۳ء، حدیث / ۴۴۹۲، ۱۰ / ۳۴۴

(۲) علامہ محمد اقبال، **بانگ درا**، اقبال اکیڈمی، ۲۰۰۷ء، لاہور، پاکستان۔ ص ۳۲۳۔

"میں امریکہ، روس، یورپ، جاپان، چین اور بھارت کو پر زور طریقے سے کہتا ہوں کہ ان کا فائدہ اس میں ہے کہ وہ مسلم بنیاد پرستی کی بڑھتی ہوئی طاقت کے خلاف اپنی طاقتیں یکجا کرنے کے ساتھ اپنی طاقتوں کو مرکوز کریں۔ مسلم ملکوں کی فوجی حکمت عملی، ان کی سب جغرافیائی پوزیشنیں، معدنی، آبی، زرعی اور صنعتی وسائل کی فراوانی، ان کی وسیع منڈیاں اور ان کی حالیہ ٹیکنالوجی میں کامیابیاں ایک نہ ایک دن عالم اسلام کی قوت بن سکتی ہیں، جو غیر مسلم دنیا کے لیے ایک سنگین خطرہ بن جائیں گی"(۱)

Conflict of civilization یا دو تہذیبوں کی کش مکش کا یہ روپ اور نتیجہ بہر طور نکلنا تھا کہ سبھی کفر ایک ملت اور یکجا ہو کر اسلامی تہذیب و تمدن کے خلاف بر سر پیکار ہو جائے۔ یک طاقتی عالمی نظام کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتوں نے مختلف ادارے اور کونسلز بنائی ہوئی ہیں جن کے ذریعے وہ ترقی پذیر ممالک کو ترقی کے لیے رقوم دیتے ہیں۔ ان ممالک کے سیاست دان فنڈز اور قرضوں کے لیے ان اداروں سے درخواست کرتے ہیں۔ یوں یہ سلسلہ دراز ہو جاتا ہے۔ عالمی طاقتیں ان ذرائع سے سیاسی طور پر رسوخ حاصل کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ طاقت ور ترین ممالک میں بھی کلیدی عہدوں پر فائز ہونے والے نیو ورلڈ آرڈر کے قیام کے لیے کوشش کرنے والے لوگوں کے اشاروں پر مقرر ہوتے ہیں۔

"دنیا کے مختلف معاملات کو مزید کنٹرول میں رکھنے کے لیے کونسل آن فارن ریلیشنز Council On Foreign relations اور ٹرائی لیٹرل کمیشن Trilateral commission کا بھی قیام عمل میں لایا گیا۔ سی ایف آر عملا امریکہ میں کلیدی پوزیشنوں کے لیے ایمپلائمنٹ ایجنسی Employment Agency کا کردار ادا کرتی ہے۔ چاہے ریپبلکن پارٹی ہو یا ڈیموکریٹ، سی ایف آر کی منشا کے بغیر نہ تو اسپیکر کا تقرر کر سکتے ہیں اور نہ ہی ججوں کا۔ اسی طرح تمام انتظامی پوسٹوں پر تقرری کے لیے سی ایف آر کی غیر رسمی منظوری درکار ہوتی ہے۔ ایک عالمی حکومت کا قیام شروع سے ہی سی ایف آر کے ایجنڈے پر رہا۔ اس کے بانی پال وار برگ کے بیٹے جیمس نے ۱۹۵۰ میں سینیٹ کی اسٹینڈنگ کمپنی کے روبرو ایک بیان میں واضح کیا کہ عالمی حکومت ناگزیر ہے اس نے کہا کہ ہمیں عالمی حکومت تشکیل دینی ہے چاہے آپ اسے پسند کریں یا نہ کریں، چاہے یہ مرضی سے ہو یا مفتوح ہو کر ہو۔"(۲)

اسی کونسل آن فارن ریلیشنز نے ۱۵ دسمبر ۱۹۲۲ میں اپنے میگزین فارن افیئرز میں ورلڈ گورنمنٹ کی تصدیق کرتے ہوئے یوں لکھا:

---

(۱) ملک، امجد حیات، **نیو ورلڈ آرڈر**، احد پرنٹنگ پریس، لاہور، پاکستان، ص ۱۶۔

(۲) مسعود انور، **جنگوں کے سوداگر**، دار الاحسان، کراچی، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۴۹

" Obviously there is going to be no peace or prosperity for mankind as long as [the earth] remains divided into 50 or 60 independent states until some kind of international system is created … the real problem today is that of the world government."([1])

یقیناً، انسانیت کے لیے امن و صلح (زمین میں) تب تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک انسانیت پچاس ساٹھ مختلف آزاد ریاستوں میں تقسیم رہے گی۔ یہاں تک کہ کوئی بین الاقوامی نظام قائم کیا جائے۔۔۔ اس وقت کی اہم ترین مشکل بین الاقوامی حکومت کا قیام ہے۔

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی طاقتیں بین الاقوامی حکومت کے قیام کے لیے مسلسل منصوبہ بندیاں کرتی ہیں۔ ایسا ہی ایک منصوبہ ۱۹۶۱ میں یو ایس سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے سامنے آیا۔ یہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کا ڈاکومنٹ نمبر ۷۲۷۷ ہے۔ جس کا عنوان جنگ سے آزادی یا Freedom from war ہے۔ یہ دیگر سبھی ممالک کے ہتھیار ضبط کر کے فقط یو این او کی فوج کے پاس ہتھیار رکھنے کا منصوبہ ہے۔ (۲)

نیو ورلڈ آرڈر اور پاکستانی سیاست:

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے عمل پیرا طاقتیں پوری دنیا پر ایک حکومت کے قیام کی خواہش مند ہیں۔ یہ عالمی طاقتیں دیگر ممالک میں مضبوط سیاسی استحکام کے خلاف ہیں۔ یہ طاقتیں کسی بھی ملک میں بادشاہت کے حق میں بھی نہیں ہیں الا یہ کہ وہ بادشاہت ان کی کٹھ پتلی ہو۔ پاکستان چونکہ نظریاتی ریاست ہے اور اس کے قیام کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ اور قیام حکومتِ اسلامی ہے۔ یہ عالمی طاقتیں اپنی حکومت کا قیام چاہتی ہیں اور ایسی کسی بھی نظریاتی ریاست کا وجود ان کے لیے خطرناک ہے۔ اس لیے ان طاقتوں نے قیام پاکستان کے بعد سے اب تک پاکستانی سیاست میں کبھی استحکام نہیں آنے دیا۔ پاکستان میں مسلسل عالمی طاقتوں کی مداخلت جاری رہی۔ جس کے نتیجے میں پاکستانی سیاست میں مسلسل تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ بنظر غائر دیکھا جائے تو پاکستان میں ہونے والی بڑی بڑی سیاسی تبدیلیوں کا سبب یہی عالمی طاقتیں اور ان کے خفیہ ایجنڈے دکھائی دیتے ہیں۔

([1]) Cuddy, Dennis Laurence, and Robert Henry Goldsborough. *The New World Order: Chronology and Commentary*. Baltimore, MD: American Research Foundation, Inc., 1992. P. 32

([2]) *The United States Program for General and Complete Disarmament in Apeaceful World*, American Opinion books Service, 1961. https://famguardian.org/subjects/GunControl/Law/freedom-from-war-state-dept-pub-7277.pdf

دوسری جنگ عظیم کے فوراً بعد دنیا دو حصوں میں بٹ گئی تھی۔ اب نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی خفیہ طاقتوں نے عالمی ادارے قائم کیے گئے۔ بلڈر برگ گروپ کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ جس میں دنیا بھر کے بااثر ترین افراد جمع ہوئے۔ ان افراد نے دنیا کے مستقبل سے متعلق اہم فیصلے کیے اور نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے مزید منصوبے بنائے گئے۔ پوری دنیا میں از سر نو مختلف جنگوں کی آگ بھڑکائی گئی۔ اور روس اور امریکا کے درمیان سرد جنگ شروع کی گئی۔ (۱) برصغیر کی تقسیم کرتے ہوئے ناانصافی برتی گئی اور مسلمان علاقے بھارت کو دے دیے گئے تاکہ دونوں ممالک میں ہمیشہ مخالفت جاری رہے۔ سرد جنگ میں پاکستان کو باقاعدہ جھونکا گیا۔ کیوں کہ عالمی طاقتیں اب دو طاقتوں میں سے صرف ایک طاقت چاہتی تھیں۔ یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتوں میں ایک امریکہ ہے۔ لیاقت علی خان پاکستان کے پہلے وزیر اعظم تھے۔ ان کے ہم عصر امریکی صدر ٹرومین تھے۔ جن کے دور میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے گئے۔ ہیری ٹرومین ڈاکٹرائین کا آغاز اسی دور میں ہوا۔ یہ ڈاکٹرائین کمیونزم کی مخالفت تھی۔ نیو ورلڈ آرڈر کی رو سے پوری دنیا میں دو سپر پاوروں کی موجودگی غیر یقینی تھی۔ (۲) امریکہ نے وزیر اعظم سے سی آئی اے کے آپریشنز کے لیے پاکستان میں اجازت مانگی تو انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد وزیر اعظم حسین سہروردی سے پشاور میں اڈے مانگے گئے اور امریکہ کو یہ اڈے فراہم کر دیے گئے۔ یہ وہ سٹریجیٹک تبدیلی تھی جس کی بنیاد پر پاکستان میں تیز رفتاری کے ساتھ کئی سیاسی تبدیلیاں ہوئیں۔

جنرل ایوب کے دور میں پاکستان ترقی کر رہا تھا اور یہ ترقی اپنے عروج پر تھی۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے عالمی طاقتوں نے سوویت یونین کے خلاف جنگ کے لیے پاکستان کو استعمال کرنا تھا اس لیے پاکستان کو امداد مل رہی تھی۔ مغربی پاکستان میں اس امداد سے ہونے والے ترقیاتی کام ہی مشرقی پاکستان میں علیحدگی اور مغربی پاکستان سے کسی حد تک منافرت کا سبب بنی۔ (۳) جس کے نتیجے میں بالآخر سقوط ڈھاکہ کا سانحہ پیش آیا۔

The 1978 communist revolution and subsequent invasion of Afghanistan by the soviet forces brought about a profound geo strategic change in the region. Pakistan became a crucial fronline state for the west. To win

---

۱۔ مسعود انور۔ جنگوں کے سوداگر۔ ص:۱۲۸

(2) *Britannica*. Place of publication not identified: Encyclopaedia Britannica, 2010. https://www.britannica.com/video/172729/overview-Harry-S-Truman.

(3) Sisson, Richard, and Leo E. Rose. "War and Secession: Pakistan, India, and the Creation of Bangladesh." Oxford University Press, 1992.P.121

Islamabad's support against the perceived soviet expansionism the USA lifted the sanctions against it. The USA needed Pakistan more than Pakistan needed the USA. The Reagan administration decided to shut its eyes to Pakistan's nuclear weapons programme, which had earlier caused serious strains in pak us relations.(1)

۱۹۷۸ میں کمیونسٹ انقلاب اور اس کے بعد افغانستان پر سوویتی افواج کا جارحانہ حملہ علاقے میں تبدیلی کا باعث بنا۔ مغرب کے لیے پاکستان کی حیثیت ایک اہم ترین فرنٹ لائن ریاست کی ہو گئی۔ اسلام آباد کی حمایت حاصل کرنے کے لیے امریکہ نے پاکستان پر سے سبھی پابندیاں اٹھا دیں۔ امریکہ کو پاکستان کی زیادہ ضرورت تھی۔ ریگن انتظامیہ نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے آنکھیں بند کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جس نیوکلیر پروگرام کی وجہ سے امریکہ کے ساتھ پہلے کشیدگی جاری تھی۔

افغانستان پر روس کا حملہ بھی ایک سازش کا نتیجہ تھا۔ اس سازش کے نتیجے میں بالآخر ایک سپر پاور نے ختم ہونا تھا نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی طاقتیں یک طاقتی نظام کی حامی ہیں۔ انور مسعود لکھتے ہیں:

ایک طرف صدر داؤد کی حکومت کو ایک کمیونسٹ انقلاب کے ذریعے ختم کیا گیا۔ دوسری جانب رد عمل کے طور پر بذریعہ پاکستان، پاکستان اور افغانستان کے پشتون علاقوں میں اس کمیونسٹ انقلاب کے خلاف اسلامی جہاد کے جذبے کو ابھارنا شروع کر دیا گیا۔ اس تحریک کو سعودی عرب کے ذریعے لامحدود فنڈز کی فراہمی شروع کر دی گئی۔(۲)

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے کوشش کرنے والے امریکہ کے لیے پاکستان اچانک ضروری ہو گیا تھا۔ پاکستان کے ذریعے ہی افغانستان میں براہ راست روس کے خلاف کاروائی ممکن تھی۔ یوں پاکستان اور امریکہ کی فوجی شراکت کا آغاز ہوا۔ پاکستانی فوجی افسران امریکہ تربیت کے لیے گئے اور امریکہ نے یہاں میگ نامی ادارے کی بنیاد رکھی جو عسکری معلومات میں معاونت اور مدد کے لیے بنایا گیا تھا۔(۳) ایوب خان کے دور میں یہ تعلقات اور اثرات مزید بڑھ جاتے ہیں اور اس دور میں سوویت یونین کے خلاف پاکستان امریکہ کا اتحادی بن کر سامنے آتا ہے۔

(1) Zahid Hussain, *Frontline Pakistan_ The Struggle with Militant Islam*, Columbia University Press, 2008, P.159

۲۔ انور مسعود-جنگوں کے سوداگر-ص:۲۵۲

(3) Hamid, Syed Ali. *The Friday Times*, December 13, 2019. https://www.thefridaytimes.com/how-the-us-pakistan-military-alliance-was-born/.

پاکستان توڑنے کا مذموم ارادہ:

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوششیں کرنے والی عالمی طاقتیں پاکستان کو طاقت ور نہیں دیکھنا چاہتیں۔ پاکستانی ایٹم بم جسے اصطلاحا "اسلامی ایٹم بم" کہا جاتا رہا ہے۔ سبھی عالمی طاقتوں کے لیے خطرہ ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ تمام "ملت کفر" ایک ایجنڈے پر متفق ہے۔ انہیں مسلمانوں کو طاقت اور قوت حاصل کرنے سے روکنا ہے۔ پاکستان دیگر اسلامی ممالک کو عسکری قوت فراہم کرنے کے لیے بھرپور مدد مہیا کرتا رہتاہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان نے عرب اسرائیل جنگ کے بعد پیرس میں صیہونیوں کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ایک بار پھر اسلام دشمن بیان میں کہا:

> ''عالمی صیہونی تحریک کو پاکستان کی طرف سے لاحق خطرات سے بے خبر نہیں رہنا چاہیے، اور اب پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہیے۔کیونکہ یہ نظریاتی مملکت ہمارے وجود کے لیے خطرہ ہے۔تمام پاکستانی تمام یہودیوں سے نفرت اور عربوں سے محبت کرتے ہیں۔یہ عرب سے محبت کرنے والے ہمارے لیے عربوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔اس لیے عالمی صیہونی طاقت پر لازم ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف فوری اقدامات کرے، چونکہ بھارت میں ہندو آباد ہیں جن کے دل مسلمانوں کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لیے پاکستان کے خلاف کارروائیوں کے لیے بھارت بہترین اڈہ ہے۔لہذا ضروری ہے کہ ہم اس اڈے کو استعمال کریں اور اپنی خفیہ منصوبہ بندی کے ذریعے پاکستان پر کاری ضرب لگائیں اور اسے کچل دیں۔''(۱)

سوویت یونین کے خلاف جہاد

نیو ورلڈ آرڈر کے تحت ون ورڈ گورنمنٹ کے منصوبے کے تحت سوویت یونین کا خاتمہ ضروری تھا۔ اس مقصد کے لیے عالمی طاقتوں نے پاکستان میں سرمایہ دارانہ نظام کے نفاذ کی کوشش کی۔ پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف تھی۔ پانچ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء لگایا اور ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ امریکی صدر نیکسن کے ساتھ ان کے بہت اچھے ذاتی تعلقات تھے لیکن جمی کارٹر کی آمد کے ساتھ ہی امریکہ سے حاصل مفادات میں کمی آنے لگی۔ٹرومین ڈاکٹرائین کی روشنی میں یہ واضح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو امریکہ کے ناپسندیدہ وزیر اعظم تھے۔ بھٹو نے ایٹمی پروگرام کا آغاز بھی کر دیا اور یہ نعرہ لگایا کہ روکھی

---

(۱) جیوئش کرنیکل، ۱۹ اگست ۱۹۶۷، لندن

https://www.thejc.com/

سوکھی کھائیں گے، ایٹم بم بنائیں گے اس کے ساتھ ہی امریکہ کی جانب سے پاکستان پر مختلف قسم کی پابندیاں لگا دی گئیں۔ بھٹو کی کمیونزم پسندی نے اسلام پسندوں کے ہاں وزیر اعظم کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کر دیے تھے۔ جنرل ضیاء الحق نے اسی اسلام پسندی کے سبب مارشل لاء لگایا۔(1) بھٹو نے پھانسی سے قبل جو بیان کیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی حکومت کے خاتمے میں امریکہ ملوث تھا:

Dr. Henry Kissinger, the secretary of state for the United States, has a brilliant mind, he told me that I should not insult the intelligence of the United States by saying that Pakistan needed the reprocessing plant for her energy needs. In reply, I told him that I will not insult the intelligence of the United States by discussing the energy needs of Pakistan, but in the same token, he should not insult the sovereignty and self respect of Pakistan by discussing the plant at all… I got the death sentence. (2)

متحدہ امریکہ کے سیکرٹری ڈاکٹر ہنری کسنجر بہت ذہین دماغ کے مالک ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے یہ کہتے ہوئے کہ "پاکستان کو توانائی کی ضروریات کے لیے ری پروسیسنگ پلانٹ کی ضرورت ہے" متحدہ امریکہ کی انٹیلی جنس کو چیلنج نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں نے جواباً انہیں کہا تھا: میں امریکی انٹیلی جنس کو چیلنج نہیں کرتا۔ لیکن بالکل ایسے ہی انھیں بھی پلانٹ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے پاکستان کی آزادی اور عزتِ نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ مجھے پھانسی دے دی گئی۔

بھٹو کی اس تحریر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک ان کی پھانسی کی سزا کا سبب امریکہ کی ناراضگی اور ایٹمی منصوبہ شروع کرنا تھا۔ سیاسی تبدیلی کا سبب جہاد افغانستان تھا۔ عالمی طاقتوں نے سوویت یونین کو ہرانے کے لیے اسلامی جہاد کی ترویج شروع کی۔ پان اسلام ازم کا نعرہ لگایا گیا۔ اس جہاد نے بالآخر روس کو دو ٹکڑے کر دیا۔ روس کے خاتمے کے فوراً بعد ہی ضیاء الحق اور ان کے ساتھ افغان جہاد میں کلیدی کردار ادا کرنے والے کئی جرنیل اچانک شہید ہو گئے۔ امریکہ کی روس کے خلاف جنگ ختم ہو گئی۔ اب دنیا میں ایک ہی سپر پاور رہ گئی تھی۔ جس نے اب ون گورنمنٹ کے قیام کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔

(1) Hussain, Zahid. *Frontline Pakistan the Struggle with Militant Islam*. Colmbia Univ Pr, 2008. P.83

(2) Engdahl, F. William. *A Century of War Anglo-American Oil Politics and the New World Order*. Wiesbaden: Böttiger, 1993. P.163

وار آن ٹیرر اور پاکستان

نیو ورلڈ آرڈر کے تحت ون گورنمنٹ کے قیام کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے دیگر ممالک میں اپنی حکومت قائم کرنا ضروری تھا۔ ایشیاء کے معدنی ذخائر اور اسلامی ممالک میں قائم بادشاہتوں کے خاتمے کے لیے عالمی طاقتوں نے منصوبہ بندی شروع کی۔ اسلاموفوبیا کی تحریک شدت کے ساتھ شروع کر دی گئی۔ نیو ورلڈ آرڈر کی رو سے ایک بین الاقوامی حکومت کے قیام کے لیے ایک ہی ایک ہی ایک ہی نسل اور ایک ہی قوم طاقت و حکومت کی اہل ہے۔ (1) نائن الیون کے مشہور زمانہ سانحے نے پوری دنیا میں اچانک ایک نئی تبدیلی پیدا کی۔ دو عمارتوں کے ساتھ جہاز ٹکرائے اور اس کے بعد عالمی طاقتیں پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف سرگرم عمل ہو گئیں۔

> If the bush administration had been unprepared for the shock of sepptember 11, 2001, they certainly wasted no time in preparing their response, the war on terror. Terror was to replace communism as the new global image of 'the enemy'. The new terrorists could be anyehere and everywhere. Above all, as the war was defined in Washington, they were mostly found in the Islamic regions which also happened to control most of the world's oil reserves. Old cold warriors were galvanized again into action. Defense secretary Donald Rumsfeld, now in his seventies, was in the center of global power politics as never before. (2)

اگر بش انتظامیہ ستمبر ۱۱، ۲۰۰۱ کے صدمے کے لیے تیار نہیں تھی تو پھر انہوں نے اپنا رد عمل ظاہر کرنے پر کوئی وقت ضائع کیوں نہیں کیا؟ "وار آن ٹیرر"۔ "ٹیرر" کمیونزم کی جگہ نئے بین الاقوامی دشمن کی شبیہ تھی۔ نئے دہشت گرد کسی بھی جگہ بلکہ ہر جگہ ہو سکتے تھے۔ جیسا کہ واشنگٹ نے وضاحت کی تھی یہ دہشت گرد زیادہ تر اسلامی ممالک میں پائے گئے۔ اور جو زیادہ تر دنیا کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ پرانے سرد جنگجو دوبارہ متحرک ہو چکے تھے اور وہ بین الاقوامی سیاسی طاقت کے مرکز میں یوں موجود تھے جیسے پہلے کبھی نہیں تھے۔

---

(1) Bakali, Naved. *Islamophobia: Understanding Anti-Muslim Racism through the Lived Experiences of Muslim Youth*. 1st ed. Rotterdam: Sense Publishers, 2016,P.121

(2). Engdahl, F. William. *A Century of War Anglo-American Oil Politics and the New World Order*. Wiesbaden: Böttiger, 1993.

یہ "وار آن ٹیرر" دراصل تیل حاصل کرنے کے لیے چھیڑی گئی تھی۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر ہونے والے حملے کے اگلے ہی دن یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس جنگ میں پہلا ہدف عراق ہو گا۔ عراق کو تباہ کر دیا گیا۔ پاکستان سے کہا گیا کہ طالبان سے گفت و شنید کی جائے تا کہ وہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیں۔ طالبان سے مذاکرات ناکام ہوئے اور امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ پاکستان پر اس صورت حال میں عالمی طاقتوں کا دباؤ بہت بڑھ چکا تھا۔ پاکستان نے اس جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا۔

افغان جنگ کے خاتمے کے ساتھ ہی عالمی طاقتوں نے پاکستان کو ٹارگٹ کرنا شروع کر دیا۔ پاکستان پر الزامات عائد کیے گئے کہ اس نے نیوکلیر ٹیکنالوجی شمالی کوریا اور ایران اور دیگر اسلامی ممالک کو دی ہے۔ اس ضمن میں دباؤ اتنا زیادہ بڑھایا گیا کہ قدیر خان لیبارٹریز کے سربراہ اور پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے والے ڈاکٹر عبد القدیر خان اور دیگر اہم ترین عہدیداران کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا گیا۔ امریکہ نے ایسے ثبوت فراہم کیے جن کی رو سے ڈاکٹر عبد القدیر خان اور ان کے ساتھی نیوکلیر ہتھیاروں کی بلیک مارکیٹنگ میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ زاہد حسین اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> The CIA chief, George Tenet, disclosed that the intelligence agency had successfully penetrated Dr Khan’s network long before the IAEA began investigating the illicit nuclear technology sale to Iran. We were inside his residence, inside his facilities, inside his room, tenet said in a speech at the end of 2004. We were everywhere these people were. He said that CIA agents working with British spies, had pieced toghether a picture of the network revealing, scientists, subsidiaries, companies, agencies and manufacturing plants on three continents. As evidence grew, president bush sent tenet to New York to meet with Musharraf in September 2003, as the US feared that DrKhans operation was entering a new, more dangerous phase. When confronted with a higly credible investigation report and mind boggling details about dr khans activities, Musharraf was lef with no choice but to cooperate with the IAEA and the USA. It was, perhaps the most testing time for the military ruler since he had joined the US war on terror some two years earlier. The bus administration warned him that failure to act on the information could lead to sanctions

by the united sataes and the United Nations. Pressure mounted as Washington threatened to go public with the information on Dr Khan you need to deal with this before you have to deal with it publicaly powell told Musharraf. ([1])

سی آئی اے چیف جارج ٹنیٹ نے بتایا کہ انٹیلی جنس ایجنسی نے ڈاکٹر خان کے نیٹ ورک میں آئی اے ای اے کی ایران کو بیچی گئی غیر قانونی نیوکلئر ٹیکنالوجی کے متعلق تفتیش کے آغاز سے بہت پہلے ہی رسائی پالی تھی۔ ہم اس کے گھر میں تھے، اس کے دفتر میں، اس کے کمرے کے اندر، ۲۰۰۴ کے اختتام پر ٹنیٹ نے ایک تقریر میں کہا۔ ہم ہر اس جگہ تھے جہاں یہ لوگ تھے۔ اس نے کہا کہ سی آئی اے کے ایجنٹ برطانوی جاسوسوں کے ساتھ کام کر رہے تھے انہوں نے تین براعظموں پر پھیلے ہوئے اس نیٹ ورک کی تصویر کے مختلف ٹکڑے سائنس دان، معاونین، کمپنیاں، ایجنسیاں، کارخانے جوڑے اور اسے پکڑا۔ جب یہ ثبوت ملے تو صدر بش نے ٹنیٹ کو نیویارک میں مشرف سے ۲۰۰۳ میں ملنے کے لیے بھیجا، جیسا کہ امریکہ خوف زدہ تھا کہ ڈاکٹر خان آپریشن ایک مزید خطرناک مرحلے میں داخل ہو رہا ہے۔ جب مشرف کا سامنا ایسی مکمل اور تفصیلات پر مشتمل رپورٹس کے ساتھ ہوا تو مشرف کے پاس کوئی دوسری چوائس باقی نہیں رہی۔ مشرف کو آئی اے ای اے اور امریکہ کے ساتھ تعاون کرنا پڑا۔ یہ کسی فوجی حکمران کے لیے امریکی جنگ میں شمولیت کے بعد شاید سب سے مشکل مرحلہ تھا۔ بش انتظامیہ نے مشرف کو بتایا کہ ان معلومات کی روشنی میں اگر کوئی قدم نہ اٹھایا گیا تو ملک پر امریکہ اور یو این کی جانب سے سنگین پابندیاں لگ سکتی ہیں۔ یہ دباؤ اس وقت مزید بڑھ گیا جب واشنگٹن نے یہ دھمکی دی کہ وہ ڈاکٹر خان کے بارے میں موجود سبھی معلومات کے ساتھ عوام کے سامنے جانے لگے ہیں۔ پاول نے مشرف سے کہا تھا کہ آپ کو اس معاملے کو ہمارے دیکھنے سے پہلے دیکھنا ہو گا۔

سی آئی اے کی پاکستان میں باقاعدہ مداخلت کا آغاز امریکی صدر ٹرومین کے دور میں ہوا تھا۔ (۲) لیکن نائن الیون کے بعد "وار آن ٹیرر" کے نعرے تلے اس ایجنسی نے تمام تر قوانین اور انسانی حقوق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پاکستان اور دنیا بھر میں جو کاروائیاں سرانجام دیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ پوری دنیا سے کئی اہم شخصیات غائب کر لی جاتیں اور انہیں مختلف ممالک میں موجود قید خانوں میں پہنچا دیا جاتا۔ سی آئی اے کی ایسی کاروائیوں کا سب سے

([1]) Hussain, Zahid. *Frontline Pakistan - The Struggle with Militant Islam*. Columbia: Columbia University Press, 2015. P. 165

([2]) Dawn News. July 4, 2012. https://www.dawn.com/news/731670/timeline-history-of-us-pakistan-relations#:~:text=1971%2D1974%3A%20Being%20an%20important,to%20Peoples'%20Republic%20of%20China.

پہلا سراغ فراہم کرنے والے ایک پاکستانی صحافی مسعود انور تھے۔ جنہوں نے ۲۰۰۱ء میں ایک خبر دی(۱) جس کی بنیاد پر پوری دنیا میں صحافیوں نے چھان بین کی اور سی ائی اے کی اغواکاریوں اور خفیہ عقوبت خانون کی کہانیاں منظر عام پر آنے لگیں۔(۲) اس کے بعد پاکستان میں دھماکوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا۔ جس کے نتیجے میں دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کیا گیا اور اس آپریشن میں امریکہ نے بذات خود پاکستانی علاقوں میں ڈرون حملوں کے ذریعے ٹارگٹ کلنگ شروع کی اور بڑی تعداد میں طالبان کو نشانہ بنایا گیا۔ اس وار آن ٹیرر اور اس سے قبل افغان جہاد نے پاکستانی معاشرے اور سیاسیات پر جو دور رس متضاد اثرات مرتب کیے ہیں وہ بہت گہرے ہیں۔ ان سب حالات کا بغور جائزہ لینے سے بالکل واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ عالمی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے سبب پاکستانی سیاست میں ہمیشہ تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ پاکستان میں سیاسی اور ملکی عدم استحکام کا سبب یہی مداخلت ہے۔ سرمایہ داروں نے حکومتوں پر قبضہ کرلیا اور سیاست سرمایہ داروں کے قابو میں رہنے لگی۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ اور ون گورنمنٹ کے منصوبوں میں بھی عالمی سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے پوری دنیا کی معیشت پر قابو پانا ہے۔

سیاسی عدم استحکام: اَسباب اور تدارک

مسلمانوں کے سنہری دورِ حکومت میں جب مسلمانوں نے اسلام کا پرچم بلند کیا اور آدھی سے زیادہ دنیا پر اسلام کو پھیلایا تو کفار و یہود نے یہ پلان بنایا کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس کے ساتھ مسلمان کمزور ہو جائیں اور پھر سے ان کی ساخت بحال ہو جائے اور وہ دنیا میں اپنی حکومت کا سکہ جما سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے قوانین کے مطابق ایک مصنوعی اور اپاہج ''سیاست'' کو جنم دیا اور اور اُسے سب سے پہلے خود پر لاگو کیا اور پھر مسلم ممالک نے اُن سے متاثر ہو کر اپنے ممالک میں نافذ کر دیا۔ نیو ورلڈ آڈر جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا کہ کوئی نئ چیز نہیں بلکہ یہ کفار و یہود کا ایک ہتھکنڈا اور ہتھیار ہے جسے وہ استعمال کر کے مسلمانوں کے مابین انتشار اور بے راہ روی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ ذیل میں ہم سیاسی عدم استحکام کے اَسباب پر نظر ڈالتے ہوئے ان کا تدارک بھی پیش کریں گے۔

ا۔ قرآن وسنت سے لاتعلّقی

قرآنِ کریم اللہ تعالی کی وہ عظیم اور آخری کتاب ہے جس میں اللہ تعالی نے تمام اشیاء اور علوم کا بیان فرما کر قیامت تک کے آنے والے لوگوں کے لیے راہِ ہدایت اور روشن راہ کو واضح کر دیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک

---

(1) "How a Pakistani Journalist Exposed the CIA's Most Secretive Operation." TRT World, May 18, 2017. https://www.trtworld.com/magazine/how-a-pakistani-journalist-exposed-the-cia-s-most-secretive-operation-7126.

(2) Marty, Dick. Rep. Alleged Secret Detentions and Unlawful Inter-State Transfers Involving Council of Europe Member States. Draft Report – Part II (Explanatory Memorandum), n.d.

مسلمانوں نے قرآن و سنت اور علوم اسلامیہ کے ساتھ اپنے دامن کو جوڑے رکھا، بلندی، عروج اور ترقی ان کا مقدر ٹھہری۔ اور جیسے ہی انہوں نے قرآن و حدیث اور علوم اسلامیہ سے خود کو دور کیا تو ذلت ورسوائی اور پستی ان کا مقدر بن گئی۔ اسی بات کی طرف ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر(۱)

علامہ اقبال کے یہ چند اَشعار جو مسلم امہ کی تاریخ کے متعلق چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی تقرقی اور بلندی کا راز تعلق بالقرآن تھا اور علوم اسلامیہ اور کتابوں سے لگاؤ تھا۔ مگر افسوس کہ یہ امت آج کے دور میں قرآن کے پیغام سے بے خبر ہو گئی اور پستی اس کا مقدر بن گئی۔ اگر ہم پھر سے ترقی کرنا چاہتے ہیں اور پوری دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن و سنت کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہو گا اور علوم اسلامیہ اور اسلاف کی کتب کا مطالعہ کو اپنا زیور بنانا ہو گا تاکہ دنیا میں پھر سے مسلمان ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قد تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتي أهل بيتي''(۲)

''میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔
ایک کتاب اللہ اور دوسری میری اہلِ بیت اطہار''

۲۔بے عملی

اللہ تعالی نے انسان کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ لوگوں کو آزمائے کہ اُن میں سے کون اچھے اعمال والا ہے۔ یعنی اللہ تعالی نے انسانوں کو عمل کرنے کی خاطر دنیا میں بھیجا۔ دنیا اور آخرت میں نجات کے لیے اللہ تعالیٰ کے قوانین پر پابندی ضروری ہے اور وہ دنیاوی قوانین جو قرآن و سنت کی روشنی میں لوگوں کی فلاح کے لیے بنائے گئے ہیں ان کی بھی پابندی ضروری ہے حقوق العباد ہی دراصل ضابطہ ء اخلاق ہیں۔ بدقسمتی سے ہم نے برائی کو برائی سمجھنا چھوڑ دیا ہے اور کل کیا ہو گا کی جستجو میں لگ گئے ہیں۔ مسائل کا حل ڈھونڈنے کیلئے حقیقی مسائل کا ادراک، اسکی بنیادی وجوہات، ذمہ داران کا تعین اور تصحیح کرنے کے طریقے وضع کرنا ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ ہمارے نظام سے دو چیزیں نکل گئی ہیں جسکی وجہ سے مسائل درپیش ہیں۔

(۱) علامہ محمد اقبال-**بانگِ درا**- اقبال اکیڈمی، لاہور، پاکستان، ۲۰۱۸ء، ص: ۲۳۲

(۲) ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی-**السنن**- دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان، رقم: ۳۷۸۶، ۵/ ۶۶۲

اُمتِ مسلمہ کے اہلِ فکر و نظر ہمیشہ اُمت کو خود احتسابی کی طرف متوجہ کرتے رہے ہیں۔ اپنی تاریخ کے دوران جب بھی اُمت زوال سے دوچار ہوتی نظر آئی ہے، اہلِ علم نے زوال کے اسباب جاننے کی کوشش کی ہے اور اُمت کی دوبارہ عروج کی طرف پیش رفت کی راہیں تلاش کی ہیں۔ زوال کی علامتیں مسلمانوں کی آپس کی گفتگو میں عموماً زیرِ بحث آتی ہیں مثلاً مسلمانوں کی دینی فرائض سے غفلت، اخلاقی پستی، تفرقہ اور انتشار، ایک دوسرے کی حق تلفی، باہم کشت وخون، بے سمتی اور مایوسی، بے حوصلگی اور کم ہمتی، احساسِ ذمہ داری کا فقدان، ضروریاتِ زندگی کے لیے دوسروں پر انحصار، کاہلی اور جمود، علمی و تحقیقی کاوشوں سے بے اعتنائی، اسراف اور فضول خرچی، ذہنی مرعوبیت، سیاسی آزادی سے محرومی اور مقصد زندگی سے لاتعلقی۔ زوال کی اس کیفیت کو عروج سے بدلنے کے لیے زوال کی وجوہات کو جاننا ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان وجوہات پر قابو پاکر، امت کو دوبارہ عروج کی جانب گامزن کیا جاسکتا ہے، اور جو کچھ کھویا گیا ہے اس کی تلافی کی جاسکتی ہے۔ امت مسلمہ کے زوال کے اَسباب درج ذیل ہیں:

۱- یقین کی کمی اور لذتِ ایمان سے محرومی

۲- دین کے علم کی کمی

۳- دینی و اخلاقی تربیت کی خامی

۴- انطباق و اجتہاد سے غفلت

اگر اُمت کے زوال کی کیفیت کو عروج سے بدلنا ہے تو مندرجہ بالا اسباب کو دور کرنے کی طرف توجہ دینی ہو گی۔ دینِ حق پر ایمان لانے والی اور ہدایتِ الٰہی کی پیروی کا عہد کرنے والی امت کا زوال سے دوچار ہونا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے، اس لیے کہ حق اور ہدایت سے وابستگی کا فطری نتیجہ، افراد اور گروہوں کا عروج ہے نہ کہ زوال۔

۳۔ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر

امر بالمعروف کا حکم دینا اور نہی عن المنکر پر عمل کر ہر مسلمان کا بنیاد فرض ہے۔ مگر موجودہ دور میں انسان برائی سے منع کرنا تو دور کی بات ہے برائی کو برائی سمجھتا ہی نہیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے افسوس کا مقام اور ایمان کی انتہا درجے کی کمزوری ہے۔ اسی کے متعلق ہی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ''(۱)

---

(۱) مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی۔ حدیث/ ۴۹، ۱/ ۶۹

''تم میں سے جو کوئی بھی برائی دیکھے اُسے چاہیے کہ وہ اُسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ کے ساتھ روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے روکے، اگر زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے دل سے ہی برا جانے اور یہ ایمان کا انتہائی کمزور ترین درجہ ہے''

اس حدیث میں واضح طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برائی کے خاتمے کے لیے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ سنہرے اسلامی اَدوار میں ہمیشہ برائی کے قلع قمع کرنے کے لیے جنگ جاری رہی اور یہی دینِ متین کا عظیم خاصہ ہے اور اسی کے متعلق قرآن و سنت کی تعلیمات ہیں جو اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ حق کے لیے آواز بلند کی جائے اور برائی کو روکا جائے۔

۴۔ نااہل حکمران

اسلام ایک مکمل ضابطہء اخلاق ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلام خلافت اور اقتدارِ اعلیٰ کے لیے اچھے اور عمدہ لوگوں کے انتخاب کا متمنی ہے۔ اس لیے کہ نااہل لوگ برسرِ اقتدار ہو کر اسلام کو نقصان پہنچائیں گے اور کفار و یہود کے طریقوں اور اطوار کو اپنائیں گے۔ دینی سوجھ بوجھ رکھنے والا، قرآن و سنت سے تعلق جوڑنے والا ہمیشہ انسانیت کی فلاح کی خواہش رکھتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ گزشتہ تین صدیوں کے ورلڈ آڈر کا بنظرِ غائر جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ہر جنگ کے پیچھے کوئی نہ کوئی خفیہ یہود و کفار کی سازشیں موجود ہیں۔ یہود نے اپنے مفاد کی خاطر ہر دور میں ایک ورلڈ آڈر جاری کیا جو مسلمانوں کے سیاسی استحکام کو نقصان پہنچا سکے اور انہیں زوال کی طرف لے جائے۔ اسی کے متعلق ڈاکٹر محمد طاہر القادری لکھتے ہیں کہ:

''اٹھارہویں صدی کے آغاز کے وقت دنیا میں برطانیہ اور فرانس دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ان کے مابین ایک بڑی جنگ ہوئی جس میں فرانس کو شکست ہوئی اور برطانیہ نے ایک معاہدے کی شکل میں ورلڈ آرڈ جاری کیا۔ برطانیہ کو جبل طارق کے علاقے ملے تھے۔ پھر برطانیہ اور فرانس میں ایک اور جنگ چھڑی جس میں پھر فرانس کو شکست فاش ہوئی اور برطانیہ کے دوبارہ ورلڈ آرڈر جاری کیا اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا۔''(۱)

ان تمام حقائق واَحداث سے معلوم ہوتا ہے کہ نااہل لوگ بغیر کسی مشورہ اور بغیر سوچے سمجھے معاملات کا سٹیپ لیتے ہیں جس کے نتیجے میں عوام الناس کو بھگتنا پڑ جاتا ہے۔

---

(۱) شیخ الاسلام، ڈاکٹر، محمد طاہر القادری، **نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اسلام**، منہاج پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان۔ ۲۰۰۱ء۔ ص ۱۶-۱۷

۵۔ مؤاخذہ اور محاسبہ:

نیو ورلڈ آڈر کے تحت ایک چیز ہمیشہ سے یہ نظر آتی رہی ہے کہ امیر لوگوں کا محاسبہ نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی چاپلوسی کی جائے گی، اور غریبوں کا محاسبہ کیا جاتا ہے اور یہ ایک ایسی مہلک بیماری ہے اور طرزِ عمل ہے جس نے بنی اسرائیل اور دیگر اقوام کے لوگوں کو تباہ کرکے رکھ دیا۔ کفار و یہود نے اسی پالیسی کے ذریعے مسلمانوں کے سیاسی استحکام کو ضرر پہنچانے کی کوشش کی لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا قلع قمع کرتے ہوئے آپ نے امیر و غریب کو محاسبہ کے حوالے سے ایک ہی مقام پر لاکر کھڑا کر دیا اور یوں معاشرے میں سماجی استحکام پیدا ہو گیا۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہمیشہ غریب و لاچار لوگوں کی طرف دباؤ کا رخ رکھا جاتا تھا جیسا کہ قرآنی قصّوں سے واضح نظر آتا ہے۔

﴿وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾(۱)

''اور فرعون نے اپنی قوم کو بلایا اور کہا: اے میری قوم: کیا میرے پاس مصر میں ایک ملک اور اعلی نہریں نہیں جو یہاں بہتی ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے؟''

اسی کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں کہ:

''عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ j أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ a فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ a فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ a أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا''(۲)

''حضرت عروہ سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو انہوں نے سفارش کے طور پر کہا کہ کون ہے جو اس کے بارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرے؟ تو کسی کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تو حضرت اسامہ بن زید نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس عورت کے متعلق بات کی تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک بنی اسرائیل کی قوم میں

---

(۱) زخرف:۵۱

(۲) بخاری، **صحیح بخاری**، حدیث:۳۵۲۶، ۳/ ۱۳۶۶

> جب کوئی امیر چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی غریب چوری کرتا تھا تو اُس کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے، اگر میری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اگر چوری کرتیں تو میں اُن کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

درج بالا حدیث سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ سیاسی استحکام کے لیے امیر و غریب کے لیے محاسبہ کا ایک ہی طریقہ کار ہونا چاہیے۔ جو سزا غریب کے لیے ہو وہی امیر کے لیے تجویز کی جائے تاکہ معاشرے میں امن ہو اور رعایا کو اطمینان ہو اور پامالی حقوق کو روکا جاسکے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ان تمام اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم سیاسی استحکام کو مزید مضبوط بنا سکتے ہیں۔

خلاصۂ کلام:

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں نے اسلامی اَقدار کے مطابق سیاست کو اپنایا اور اسلامی قواعد و ضوابط کے مطابق انہوں نے سیاست کی، دنیا میں فتح و جیت ان کا مقدر بنی اور جیسے ہی اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کی اور اسلامی تعلیمات سے صرفِ نظر کیا ذلت و رسوائی ان کا مقدر ٹھہری۔ یہ وجہ ہے کہ ہمارے اَسلاف نے اسلامی تعلیمات سے کسی بھی حالت میں صرفِ نظر نہیں کیا اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر خلفائے راشدین کی خلافت سے خوشہ چینی کرتے ہوئے مختلف ملکوں کی باگ ڈور سنبھالی۔ دینِ اسلام برابری اور مساوی حقوق کا درس دیتا ہے، جبکہ مغربی قوانین میں وہ مہلکات ہیں جو کہ انسان کی پستی اور ذلت کی طرف دھکیلتی ہیں۔ یہ دینِ اسلام کا ہی خاصہ ہے کہ انسانوں کے ہر حوالے سے حقوق کا خیال رکھتا ہے، چاہے معاشی ہوں، علمی یا دیگر ہر ایک کے متعلق ثقاہت ملتی ہے۔ مسلمانوں کے ہر جگہ پر رسوائی کی وجہ صرف اور صرف اُن کا دین سے دور ہونا ہے۔ کیونکہ جب ایک مسلمان اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے کے باوجود اللہ رب العزت کی نافرمانی کرے گا تو اس کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔

فصل دوم

نیو ورلڈ آرڈر اور دہشت گردی

پاکستان میں دہشت گردی کے اسباب تلاش کریں اور مختلف جہات سے اثرات کا جائزہ لیں تو صاف دکھائی پڑتا ہے کہ اس منظم، مربوط اور خوفناک دہشت گردی کی جڑیں عالمی طاقتوں کی باہمی کش مکش سے جا ملتی ہیں۔ ان جڑوں کے سرے پر موجود تناور درخت یک طاقتی عالمی نظام کے بیج سے پھوٹا ہوا ہے۔ اسلاموفوبیا، اسلامی جہاد، اسلامی دہشت گردی، ملا، مولوی، مجاہد اور دہشت گرد، باغی غدار سبھی الگ الگ لفظوں کو ایک ہی معنی پہنائے گئے اور باقاعدہ پروپیگنڈے کے ذریعے مسلمانوں کے مذہبی طبقات کو دہشت گرد بنایا اور دکھایا گیا۔ مذہبی لبادے میں عالمی طاقتوں نے پاکستان کو کمزور کرنے کی کوشش کی اور اندرونی خلفشار اور انارکی پیدا کی۔ درحقیقت مذہب کے نام پر دہشت گردی کرنے والے مسلمان نہیں تھے اور نہ ہی وطن دشمنی کسی مومن کا شیوہ ہو سکتی ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ یہ ہمیشہ انسانیت کے ساتھ بھلائی، امن و محبت کی ترویج کا درس دیتا ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی عنصر سرے سے ہی موجود نہیں جو اغیار کو نقصان پہنچائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا مادۂ اشتقاق 'سلم' یعنی سلامتی و امن ہے۔ جو کہ اپنے اور اَغیار سب کو امن و آشتی فراہم کرتا ہے۔ ہم سب سے پہلے دہشت گردی کے معانی و مفاہیم متعین کرنے کی کوشش کریں گے۔

دہشت گردی کا مفہوم:

دہشت کا معنی خوف، ڈر ہے۔ جبکہ دہشت گردی سے مراد تشدد کئے جانے کا خوف ہے۔ عربی زبان میں دہشت گردی کے لئے لفظ ''اِرھاب'' استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ انگریزی زبان میں اس کے لئے لفظ ''Terrorism'' استعمال کیا جاتا ہے۔ لفظ ''Terrorism'' فرانسیسی زبان کے لفظ ''Terrorisme'' سے اخذ کیا گیا ہے۔

"Terrorism comes from the French word terrorisme"(1)

دہشت گردی ایک اصطلاح کے طور پر استعمال ہونے والا لفظ تو ضرور ہے۔ مگر اس کی تعریف جامع انداز میں ابھی تک سامنے نہیں آسکی۔ انگریز مصنف اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

---

(1) John L Esposito, *The Oxford Encyclopedia of Modern Islamc World*, Oxford University Press, New York, 1995. vol 4,p 206.

"There are more than hundred definitions for terrorism"(1)

"دہشت گردی کی ایک سو سے زائد تعریفات ہیں۔"
لیکن اس کے باوجود کوئی بھی تعریف حتمی نہیں کہی جا سکتی ہے۔

"There is no international accepted definition of terrorism"(2)

"دہشت گردی کی کوئی حتمی تعریف نہیں ہے"

بعض ماہرین کے نزدیک دہشت گردی افراد معاشرہ میں خوف وہراس پھیلانے کا نام ہے بعض اسے سیاسی مقاصد کے حصول کا ذریعہ کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک دہشت گردی حکومت کے قوانین کی خلاف ورزی اور معاشرہ میں بدامنی پھیلانے کا نام ہے وغیرہ۔ الغرض ہر ایک نے اس کی مختلف انداز میں تعریفات کی ہیں اور تمام تعریفات میں جو قدر مشترک ہے وہ یہ ہے کہ اس عمل میں تشدد اور تباہی کا راستہ بہر صورت اختیار کیا جاتا ہے۔ دہشت گردی کی چند اصطلاحی تعریفات درج ذیل ہیں۔ انگریز مصنف Bruce Hoffman دہشت گردی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Terrorism is the deliberate creation and exploitation of fear through violence in the pursuit of political change" (3)

"دہشت گردی ایک سوچی سمجھی تدبیر اور تشدد یا تشدد کے استعمال کی دھمکی کے ذریعے لوگوں کو خوف زدہ کر کے سیاسی تبدیلی کا مقصد حاصل کرنے کا عمل ہے۔"

"Terrorism is the calculated use of violence or threat of violence" (4)

"دہشت گردی طے شدہ تشدد یا تشدد کے استعمال کی دھمکی کا نام ہے"

Jenkins کے مطابق دہشت گردی تشدد کے استعمال یا استعمال کی دھمکی کا نام ہے:

"The fundamental issue is fear" (5)

"بنیادی وجہ خوف وہراس کی کیفیت پیدا کرنا ہے"

---

(1) Ibid, p:208

(2) Ibid, p: 208

(3) Bruce Hoffman, *Inside Terrorism*, New York ;Columbia university press, 2006, p-41

(4) Terror and just Response in J-P Sterba, Noam Chomsky, (Ed) Terrorism and International justice- Oxford university press, 2003, P:69

(5) Combating international terrorism, B-M Jenkins, Santa Monica, CARAND, 1997, P:50

”نظم اور اس کی اتھارٹی کا انکار کرنے والے دہشت گرد لوگ تین قسم کے ہیں:

۱۔ راہزن

۲۔ باغی

۳۔ خوارج

اور یہ خوارج دہشت گرد ایسے لوگ ہیں جن کے پاس (فتنہ پھیلانے کی) طاقت ہے، جو حکومت کے خلاف مقابلے مین کسی تاویل کے بوتے پر نکل آئیں۔ ان کی رائے میں حکمران باطل ہیں، چاہے کفر یا گناہ کی حد تک ہوں۔ یہی معصیت ان کی تاویل کے مطابق حکومت سے ان کی جنگ کو واجب کر دیتی ہے پھر یہ لوگ ہم مسلمانوں کا خون اور مال حلال سمجھتے ہیں، ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہین اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان کا حکم باغیوں جیسا ہے۔ اور اس پر فقہاء کا اجماع ہے۔ جیسا کہ اس کی تحقیق فتح القدیر میں ہے۔“(۱)

رابطہ عالم اسلامی کا سولہواں سیشن مکہ مکرمہ میں خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبد العزیز آل سعود کی نگرانی میں (۲۱ تا ۲۶ شوال ۱۴۲۲ھ بمطابق ۵ تا ۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء) اسلامی فقہی اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ اس سیشن کے بعد دہشت گردی کے حوالے سے بیان مکہ (Makkah Declaration) کے نام سے جو اعلامیہ صادر ہوا اس میں دہشت گردی کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

”الإرهاب: هو العدوان الذي يمارسه أفراد أو جماعات أو دول بغياً على الإنسان: دينه، ودمه، وعقله، وماله، وعرضه، ويثمل صفوف التخويف والأذى والتهديد والقتل بغير حق وما يتصل بصور الحرابه وإفافة السبيل وقطع الطريق“(۲)

”دہشت گردی سے مراد وہ سرکشی ہے جس کا ارتکاب مخصوص افراد، جماعتیں یا ملک دوسرے انسانوں کے دین، خون، عقل، مال اور عزت کی پامالی کے ذریعے کرتے ہیں۔ اس ظلم اور حقوق کی پامالی میں ایذاء رسانی، خوف وہراس پیدا کرنا اور ناحق قتل کرنا شامل ہے۔ اسی طرح گروہوں کی شکل میں لوٹ مار، خوان خرابہ اور شاہراہوں پر قبضہ کرکے لوگوں کو ہراساں کرنا بھی اسی نوعیت کے جرائم ہیں.“

دہشت گردی کے لئے قرآن حکیم میں لفظ حرابہ استعمال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) حصکفی، محمد بن علی بن محمد، **الدر المختار**، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ ۲۰۰۲ء۔ ۴: ۲۶۳-۲۶۴

(۲) الارھاب بین المقاومۃ وتکرین الھیمنۃ، ۲۳

''اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا''(۱)

''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریزی، راہزنی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں)۔۔۔۔''

دہشت گردی انتہا پسندی کی مسلح شکل ہے اور عربی، اردو، انگریزی لغات میں یہ لفظ اِرھاب، حرابہ، ڈر، خوف، فتنہ وفساد، قتل وغارت گری، بغاوت، Terrorism کی شکل میں استعمال ہوا ہے اور اس عمل کو سرانجام دینے والے افراد دہشت گرد، اِرھابی، محارب، باغی اور Terrorist کہلاتے ہیں۔ جن کا مقصد عوام الناس میں بے چینی، پریشانی، خوف وہراس کی کیفیت پیدا کرنا ہوتا ہے۔ فتنہ وفساد، قتل وغارت گری، ڈاکہ زنی، خودکش حملوں وغیرہ کے ذریعے یہ افراد اپنے مقاصد مذمومہ حاصل کرتے ہیں۔ دہشت گردی ایک ایسا فتنہ ہے جو پورے معاشرے کو خوف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ دہشت گرد چونکہ غلط اور بے بنیاد تاویل کے سہارے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں کرتے ہیں اس لئے ان کے یہ اقدامات فتنہ کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی مذمت میں ارشاد فرمایا:

''وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ''(۲)

''اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی زیادہ سخت (جرم) ہے۔''

نیو ورلڈ آرڈر اور دہشت گردی

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے مسلسل مصروف عمل عالمی طاقتیں پوری دنیا میں اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے دہشت اور خوف کے ہتھیار استعمال کرتی ہیں۔ تاریخ میں فاشسٹ اور کمیونسٹ گروہوں کا قتل عام بتاتا ہے کہ دہشت پھیلانے کے لیے اور مخالف کو کچلنے کے لیے قتل عام کرنا ان کے لیے معمولی بات ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے لیے روتھس شیلڈ کے ایکشن پلان کی شق ۱۷ کے مطابق:

> اس نے انقلابی جنگ کے منصوبوں کا بھی ذکر کیا۔ اس میں اسٹریٹ فائٹنگ کے خصوصی آرٹ کا بھی تذکرہ تھا۔ اسی میں 'دہشت اور خوف کے تسلط' کے لیے بنائے گئے منصوبوں کی تفصیل پیش کی گئی جو روتھس شیلڈ کے مطابق ہر انقلابی منصوبے کا لازمی حصہ ہے'(۳)

---

(۱) المائدۃ:۳۳

(۲) البقرۃ:۱۹۱

(۳) انور مسعود – جنگوں کے سوداگر- ص: ۴۷

انقلابِ فرانس سے شروع ہونے والے اس 'دہشت اور خوف کے تسلط' کی تھیوری جاری رہی۔ ہر انقلاب اور سیاسی تبدیلی کے لیے قتلِ عام کے طریقِ کار کو اپنایا گیا۔ عوام کے جذبات میں انگیخت اور ابال پیدا کر کے حکمرانوں کے خلاف اقدامات کرتے ہوئے انہیں قتل کروا دیا گیا۔ یہی طریقِ کار ان نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے عمل پیرا طاقتوں کا طرز عمل رہا ہے۔ سپین کے انقلاب میں انہی خفیہ طاقتوں نے تشدد پسندی کا مظاہرہ کیا۔ اسپین میں لاکھوں معصوم افراد کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ ۱۹۳۹ میں ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کا کام اسپین میں ہونے والے خونچکاں واقعات کی سرکاری طور پر تحقیقات کرنا تھا۔ اس نے اس بات سے اتفاق کیا کہ جولائی ۱۹۳۶ سے لے کر دسمبر ۱۹۳۷ کے درمیانی عرصہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق بارسلونا میں پچاس ہزار مزاحمتی افراد کو قتل کر دیا گیا۔ ویلنشیا میں یہ تعداد تیس ہزار تھی اور میڈرڈ کی کل آبادی کا دسواں حصہ اسپین کو کلیت پسند ریاست بنانے کی نذر کر دیا گیا۔ (١) دہشت اور بربریت ان کی منصوبہ بندی میں شامل رہا۔ جس کا ثبوت پہلی، دوسری عالمی جنگوں سے ہونے والی تباہی میں دیکھا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں دہشت گردی

یک طاقتی عالمی نظام کے مکمل نفاذ کا خواب مشرق اور مغرب یعنی اسلام اور غیر مسلم دونوں تہذیبوں کے تصادم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پوری دنیا کو بتدریج اسی تصادم کی جانب لے جایا جارہا ہے۔ ۹/۱۱ کے بعد یہ تصادم باقاعدہ صورت یوں اختیار کرتا ہے کہ ایک جانب سارا مغرب اور دوسری جانب مشرق اور اسلامی ممالک۔ ایک ایک کر کے اسلامی ممالک کو نشانہ بنایا گیا۔ عراق کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اپنے حق بجانب ہونے کے لیے براہین و دلائل تراشے گئے۔(٤) افغانستان اور پھر شام کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ یک طاقتی عالمی نظام کے نفاذ کی خواہش مند طاقتوں نے مسلمانوں کو اجتماعی طور پر دہشت گرد ثابت کرنے کی مسلسل اور مربوط کوششیں کیں۔ اس سلسلے میں ان کے پروپیگنڈے کے سبھی اوزار اور ہتھیار استعمال ہوئے۔ مسلمانوں کے تصور جہاد کی غلط تشریحات و توضیحات کی گئیں۔ مسلمانوں کو بنیاد پرست اور تشدد پسند دکھایا گیا۔ اکبر محمود لکھتے ہیں:

> "The influx includes newspapers, journals, magazines, radio, television videocassettes, cable-network, computer, and internet and satellite

(١) مسعود انور۔ جنگوں کے سوداگر۔ ص ۲۲۲

(4) Rehman, Javaid. *Islamic State Practices, International Law and the Threat from Terrorism: a Critique of the Clash of Civilizations in the New World Order*. Oxford: Hart, 2005. P.7-10

technology. They want to westernize the education, economy and civilization of Muslim and developing countries.

The purposes of cultural invasion are:

1. promote the idea of secularism
2. promote the western life style, fast food, soft drinks, jean and liberalism
3. prove Muslims as narrow minded extremist and terrorists" (1)

یہ مسلسل قطار جس میں اخبارات، جرائد، رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن، وڈیو کیسٹس، کیبل نیٹ ورک، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور سیٹلائیٹ ٹیکنالوجی شامل ہیں۔ اس سبھی سے ان کا مقصد مسلم اور ترقی یافتہ ممالک کی تعلیم اور معیشت کو مغرب زدہ بنانا ہے۔ اس ثقافتی یلغار کے مقاصد:

۱. سیکولر آئیڈیاز کی ترویج ہے۔
۲. مغربی طرز زندگی، فاسٹ فوڈ، سوفٹ ڈرک، جینز اور لبرل ازم کا فروغ ہے۔
۳. مسلمانوں کو تنگ ذہن، شدت پسند اور دہشت گرد ثابت کرنا ہے۔

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے مسلسل عمل پیرا عالمی طاقتیں مشرقی اسلامی تہذیب کو ختم کرنا چاہتی ہیں۔ دہشت گردی مسلمان تہذیب کے دامن پر ایک ایسا داغ اور دھبا ہے جس سے انسانوں کے درمیان اس تہذیب اور اس تہذیب سے جڑی ہر شی سے نفرت پیدا ہو جانی یقینی امر ہے۔ اس مسلسل پروپیگنڈے نے مسلمانوں کے لیے دنیا کے ہر معاشرے اور طبقے میں ایک عجیب و غریب نفرت اور حقارت پیدا کر دی۔ اس نفرت کے نتیجے میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف تحریکیں شروع ہوئیں۔ مقدسات اسلامی کی بے حرمتی باقاعدگی سے ہونے لگی۔ اس بے حرمتی کے نتیجے میں مسلم کمیونٹیز میں غم و غصہ پیدا ہونا لازمی تھا۔ مسلمانوں نے اپنی اپنی جگہ احتجاج کیا۔ احتجاج نے جب جب خطرناک صورت حال اختیار کی عالمی طاقتوں کو موقع مل گیا۔ سازشی عناصر کے ذریعے شدت پسندی کو مزید ہوا دی گئی اور یوں مسلمانوں کو مستند دہشت گرد اور بنیاد پرست قرار دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا۔ اس سلسلے میں بے شمار مختلف واقعات پیش کیے جاسکتے ہیں۔

---

(1) Akbar, M. Media and Islam, Mecca Publishers Lahore, Pakistan. (2003). p, 153

نیو ورلڈ آرڈر کے قیام کے لیے سر گرم عمل عالمی طاقتوں کے مطابق دہشت گردی کا مرکز افغانستان تھا۔ افغانستان پر سبھی عالمی طاقتوں نے بھرپور یلغار کی۔ اقوام متحدہ کی فوجوں نے اڈے بنائے اور افغانستان میں امن و امان قائم کرنے کی کوششیں کی جانے لگیں۔

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے مصروف عمل یہ عالمی طاقتیں ان سبھی واقعات کے پس منظر میں ضرور موجود ہیں۔ افغان میں موجود جہادی اور مذہبی گروہ روس کے ٹوٹنے کے بعد افغانستان میں مصروف عمل رہے۔ اتنی بڑی جنگ کے بعد انہیں بالکل بے یارو مددگار چھوڑ دیا گیا۔ ان گروہوں کو مختلف ملکوں کی ایجنسیوں نے انگیج کر لیا اور ان میں بتدریج اپنے آدمی شامل کر دیے۔(۱)

ان طاقتوں نے پاکستان میں دہشت گرد مجاہدین کے بھیس میں داخل کر دیے۔(۲) لال مسجد کا واقعہ دہشت گردی کے نئے دور کی ابتدا تھی۔ پاکستان بھر میں بے تحاشا بم دھماکے کیے گئے۔(۳) خود کش دھماکوں کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ افواج پاکستان نے بے شمار قربانیاں دینے کے بعد اس دہشت گردی پر کسی حد تک قابو پایا۔ انڈیا اور دیگر تمام پاکستان مخالف طاقتیں دہشت گردی کو پاکستان کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کر رہی تھیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کو غیر محفوظ ملک ثابت کر دیا جائے۔ امریکہ کی خفیہ ایجنسیوں کے ایجنٹ اور بلیک واٹر کے کارندوں کی پاکستان میں موجودگی کے بارے میں علم ہوا۔ ریمنڈ ڈیوس نے راہ چلتے دو پاکستانی شہریوں پر گولی چلائی جس کے بعد اسے پولیس نے گرفتار کر لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ریمنڈ ڈیوس سی آئی اے اور بلیک واٹر کا ایجنٹ ہے۔(۴) پاکستان کا ہمسایہ ملک بھارت بھی پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات میں باقاعدہ ملوث رہا اور اس کے پاکستانی حکومت نے باقاعدہ بین الاقوامی میڈیا کے سامنے رکھے۔(۵)

---

(1) Tomsen, Peter. *The Wars of Afghanistan: Messianic Terrorism, Tribal Conflicts, and the Failures of Great Powers*. New York: PublicAffairs, 2011. P.32

(2) "Specific Proof of Indian Terrorism in Pakistan Unveiled." *Dawn News*, November 15, 2020. https://www.dawn.com/news/1590441.

(3) Gunaratna, Rohan, and Khuram Iqbal. *Pakistan: Terrorism Ground Zero*. London: Reaktion Books, 2011. P.41

(4) How a Single Spy Helped Turn Pakistan Against the United States, New York Times, April, 9, 2013, by Mark Mazetti, Access Date: 02-10.2021
https://www.nytimes.com/2013/04/14/magazine/raymond-davis-pakistan.html

(5) The Dawn News, *Specific proof of Indian terrorism in Pakistan unveiled*, Baqir Sajjad Syed, 15 November 2020, accessed on 10-02-2021.
https://www.dawn.com/news/1590441

خلاصۂ کلام

اسلام ذات پات سے برتر ہو کر تمام بنی آدم کی عزت و آبرو کی حفاظت ، اُن کے ساتھ تحمل، اعلیٰ برتاؤ اور امن و امان کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے ہمیشہ امن و سلامتی کی ترویج کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسلام اعلی اخلاق و کردار اور امن وآشتی کا حامل وہ آخری دین ہے جس کے دامن رحمت میں اپنے پرائے سب محفوظ و مامون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ہر گوشہ امن، رحمت، محبت و مودب کا پیغام لئے ہوے ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار احادیث مبارکہ معاشرے میں امن کے قیام کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔ اختصار کے ساتھ معلوم ہوا کہ اسلام نے ہمیشہ امن و سلامتی کی تلقین کی ہے۔ بلکہ اپنے تو اپنے اَغیار کو بھی اسلام امن و آشتی فراہم کرتا ہے۔ دہشتگرد اور دہشت گردوں کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ شدت پسند نظریات اسلام کی تعلیمات کے متصادم ہیں۔ اسلام ہمیشہ اخلاق حسنہ، محبت و امن کے ذریعے پھیلا ناکہ تلوار کے زور سے۔ اسلام کے اخلاق حسنہ اس بات کو تعبیر کرتے ہیں کہ اسلام کتنا مقدس اور اعلیٰ دین ہے جو غیر مسلم کو بھی اپنی حفاظت میں لیتا ہے اور ان پر بے بجا ظلم کرنے سے روکتا ہے۔ یہ بات اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اور اسی طرح کے نظائر و امثلہ کسی دوسرے مذہب میں آج کے دور میں نہیں ملتے۔

فصل سوم

نیو ورلڈ آرڈر اور اسلامی نظامِ حکومت کے قیام میں رکاوٹیں

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتیں دیگر ممالک میں اپنی مرضی کی حکومتیں قائم کرنے کی خواہش مند ہیں۔ وکٹر ای مارسڈن نے نیو ورلڈ آرڈر کے ۲۴ آرٹیکلز میں سے ۱۴واں آرٹیکل صرف نظامِ حکومت کی تبدیلی پر لکھتے ہوئے انکشاف کیا ہے:

"ہم اس وقت تک مطمئن نہیں ہوسکتے جب تک نظامِ حکومت میں تبدیلیاں اپنی مرضی سے نہ لے آئیں۔"(۱)

ان طاقتوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اسلامی خلافت اور اسلامی نظام حکومت تھا۔ ان طاقتوں نے پہلی جنگِ عظیم میں اسلامی خلافت کے خاتمہ کر دیا اس کے بعد سے ان عالمی طاقتوں کی کوشش ہے کہ دنیا بھر میں اسلامی حکومتوں یا مسلم بادشاہتوں کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ عالمی طاقتیں جمہوریت کے حق میں ہیں کیوں کہ جمہوری نظام میں انہیں اپنا اثر ورسوخ اور کٹھ پتلی حکمران مقرر کرنے میں آسانی رہتی ہے۔

پاکستان کا قیام اور نظریہ

پاکستان کا قیام ایک اسلامی ریاست کے طور پر ہوا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی انفرادی مذہبی اور ثقافتی حیثیت کی بنیاد پر الگ وطن کا مطالبہ کیا جس کے نتیجے میں انہیں آزاد اور خود مختار ریاست بنانے کی اجازت دے دی گئی۔ قائد اعظم نے مارچ ۱۹۴۰ء میں اپنی صدارتی تقریر میں لندن ٹائمز کا حوالہ دیتے ہوئے اسی بات کو بنیاد بنایا تھا کہ ہندو اور مسلمان دونوں الگ اور انفرادی حیثیت کے مالک ہیں اس لیے ہندوں اور مسلمانوں کا ایک ساتھ رہنا ممکن نہیں ہے:

"Undoubtedly the difference between the Hindus and Muslims is not of religion in the strict sense of the word, but also of law and culture that they may be said indeed to represend two entirely distict and separate

(1) Victor E, Marsden, *The protocols learned elders of Zion,* Russia: published:1934, Page: 265

civilisations. However, in the course of time the supersitions will die out and Inida will be moulded into a singl nation"(1).

"بلاشبہ ہندؤں وار مسلمانوں میں فرق محض (انفرادی) مذہب کا نہیں ہے، بلکہ یہ قانون اور ثقافت کا بھی ہے جس کی وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں دو مخصوص اور مختلف تہذیبیں ہیں۔ اس کے باوجود آنے والے زمانے میں یہ توہمات ختم ہو جائیں گے اور انڈیا ایک قوم میں ڈھل جائے گا۔"

تین صدیوں کے ورلڈ آرڈر کا بنظرِ غائز جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ ہر جنگ کے پیچھے کوئی نہ کوئی خفیہ سازش اور ورلڈ آرڈر کے اثرات موجود تھے۔ یہود نے اپنے مفاد کی خاطر ہر دور میں ایک ورلڈ آرڈر جاری کیا جو مسلمانوں کے سیاسی استحکام کو نقصان پہنچائے اور انہیں زوال کی طرف لے جائے۔ اٹھارہویں صدی کے آغاز میں برطانیہ اور فرانس دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ان کے مابین ایک بڑی جنگ ہوئی جس میں فرانس کو شکست ہوئی اور برطانیہ نے ایک معاہدے کی شکل میں ورلڈ آرڈر جاری کیا۔ برطانیہ کو جبل طارق کے علاقے ملے تھے۔ پھر برطانیہ اور فرانس میں ایک اور جنگ چھڑی جس میں پھر فرانس کو شکست فاش ہوئی اور برطانیہ کے دوبارہ ورلڈ آرڈر جاری کیا اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا۔(۲) مملکتِ خداداد پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام اسلام کی اسی بنیادی حرکی قوت کے ظہور کی علامت تھا۔ اسلامیانِ ہندوستان نے دو قومی نظریے کے تحت ایک اراضی علیحدہ حاصل کی تھی۔ اس اراضی کے حصول کا مقصدِ وحید، یہاں اپنی تہذیبی روایات، اصول و قوانین اور نظامِ حیات کے مطابق زندگی گزاری جائے:

"Ideologically it was not territorial or an economic or a linguistic or even strictly a national community that was seeking a state, but a religious community. The drive for an Islamic state in India was in origin not a process by which a state sought Islamicness but one by which Islam sought a state."(3)

"قیامِ پاکستان مسلمانوں کے مذہبی وجود کا مرہونِ منت ہے، نظریاتی اعتبار سے یہ کوئی علاقائی، معاشی، لسانی اکائی نہ تھی، بلکہ یہ کوئی وطنی قومیت بھی نہ تھی کہ جو ریاست کی متلاشی تھی، یقیناً یہ ایک مذہبی

(1) Yusufi Khan, Khurshid Ahmad, *Speeches, statements, and messages of Quaid-e-Azam*, Lahore: Bazm-e-Iqbal, 1996, Vol:2, P:1178-1184

(۲) شیخ الاسلام، **نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اسلام**، ص:۱۶-۱۷

(3) Wilfred Canwell smith, *Islam in Modern History*, New york, the new American library, 1961, Page: 2016

قوم تھی۔ ہندوستان میں اسلام ریاست کے لیے جدوجہد اپنی اصل کے اعتبار سے کوئی عملیاتی نتیجہ نہ تھا جس کی بناء پر ایک ریاست اسلامی بننا چاہتی تھی۔ بلکہ یہ ایک ایسی تحریک تھی جس کے ذریعے اسلام ریاست کا طالب تھا''

قیام پاکستان سے ہی اس بات کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ پاکستان میں اسلامی قانون اور شریعت کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا۔ ملک کے دستور کی بنیاد ''قرارداد مقاصد'' پر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کو تسلیم کر کے قرآن وسنت کی حدود میں رہتے ہوئے عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعہ ملک کا نظام چلانے کی ضمانت دی گئی ہے۔ اسی حوالہ سے یہ ملک ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کہلاتا ہے اور اسی بنیاد پر پاکستان کو ایک نظریاتی اسلامی ریاست کا مقام حاصل ہے۔

- دستور میں اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے۔
- قرآن و سنت کے منافی قوانین نافذ نہ کیے جانے اور تمام قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کا دستوری وعدہ کیا گیا ہے۔
- مروجہ قوانین کی اسلامی حیثیت کے تعین کے لیے وفاقی شرعی عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے دو دستوری ادارے کام کر رہے ہیں۔
- اسلامی نظریاتی کونسل ملک کے تمام مروجہ قوانین کا جائزہ لے کر انہیں قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کے لیے ایک جامع رپورٹ پیش کر چکی ہے۔
- وفاقی شرعی عدالت نے متعدد قوانین کے بارے میں واضح فیصلے صادر کر رکھے ہیں۔
- قومی اسمبلی اور سینٹ آف پاکستان مختلف مواقع پر قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لا قرار دینے کا بل الگ الگ طور پر منظور کر چکی ہیں۔

نیو ورلڈ آرڈر اور پاکستان میں نفاذ شریعت میں رکاوٹیں:

پاکستان میں اب تک شریعت کا نفاذ نہیں ہو سکا۔ مذہبی جماعتیں بظاہر مسلسل نفاذ شریعت کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ چند مرتبہ پاکستان میں نفاذ شریعت کے لیے مسلح جدوجہد بھی کی گئی جو کامیاب نہیں ہوئی۔ شریعت کے نفاذ میں ہنوز ناکامی کی بہت سی دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ مسلسل ایک ایسے بااثر طبقے کی موجودگی بھی ہے جو نفاذ شریعت کے مخالف ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی خواہش مند عالمی طاقتیں اپنے مفادات انہی طبقات کے ذریعے حاصل کرتی ہیں۔ وکٹر ای مارسڈن لکھتے ہیں:

> ہم ان مظلوم طبقوں کو ان کے اصل حقوق دلانے کے لیے نجات دہندہ کے روپ میں آگے بڑھتے ہیں اور انہیں اپنی عسکری تنظیموں مثلاً سوشلسٹوں، انارکسٹوں اور کمیونسٹوں کی صفوں میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان تنظیموں کو ہم اپنی اجتماعی تحریک، فری میسن کے ذریعہ ہر قسم کی مدد دیتے ہیں۔ سوشلسٹ، انارکسٹ اور کمیونسٹ یہ سب ہماری فوج کے طور پر کام کرتے ہیں۔(۱)

پاکستان میں اشتراکیت پسند ایسے ہی طبقات میں سے ہیں۔ پاکستان بنتے ہی میاں افتخار الدین کی قیادت میں ایسے ہی پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کے لیے آواز اٹھی۔ یہ اشتراکی طبقہ نفاذ شریعت کا حامی نہیں ہے اور خاصی اہم تعداد میں حکومتی عہدوں پر فائز رہا۔ یہ اشتراکی قوم پرستی کے پرچارک بھی ہیں اور آزاد فکری و جمہوریت کے دلدادہ بھی۔ پاکستان کے چاروں صوبوں میں قوم پرست تحریکوں کے راہنما مثلاً اجمل خٹک، رسول بخش پلیجو، تاج لنگاہ اور خیر بخش مری وغیرہ ماضی میں اشتراکیت کے پرچارک رہے ہیں۔

دوسرا طبقہ جو پاکستان میں نفاذ شریعت میں رکاوٹ ہے وہ مذہب بیزار بیوروکریسی ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتوں نے پروپیگنڈہ ہتھیار سے عوام پاکستان کے مقتدر اور مغرب سے تعلیم یافتہ طبقے کے ذہنوں میں مذہب بیزاری کاشت کی ہے۔ وکٹر ای مارسڈن یہودی پروٹوکولز میں سے ایک کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

> ’’لوگوں کو مذہب سے بیگانہ اور بدظن کیا جائے۔ عوام کے ذہنوں پر مذہب کی ایسی بھیانک تصویر بٹھائی جائے کہ وہ اگر مذہب دشمن نہ بن سکیں تو کم از کم لبرل اور سیکولر ضرور بن جائیں۔ مختلف مذاہب کی مقتدر شخصیات کو آپس میں لڑایا جائے۔ مذہبی کتابوں کے اَوراق پھاڑ کر راتوں کو عام جگہوں پر یوں پھیلایا جائے کہ مخالف فرقے یا مذہب کی کارستانی دکھائی دے۔‘‘(۲)

پاکستان میں اعلی عہدوں پر فائز عہدیداران اور مقابلے کے امتحانات پاس کرکے حکومت کا نظام کار چلانے والی شخصیات بالعموم مذہب بیزار ہوتی ہیں۔ اس بیزاری میں بہت بڑا ہاتھ علماء اور دین دار طبقات کا بھی ہے لیکن زیادہ تر اس کا سبب مغربی طرز تعلیم اور پروپیگنڈہ ہے۔

اسلام ایسی قوت ہے جو پوری قوم کو وحدت کی زنجیر میں پرو کر رکھتی ہے۔ پاکستان میں بسنے والی مختلف اقوام کے لیے اتحاد و یگانگت اور یکجہتی و اتفاق کا باعث اسلام کی قوت ہی ہے۔ اسلام کی اس حرکی قوت کی وجہ سے ہی پاکستان وجود میں آیا۔ عالمی طاقتوں کی خواہش یہی ہے کہ پاکستان میں وحدت قائم نہ ہو۔ طارق جان اس ضمن میں لکھتے ہیں:

---

(۱) وکٹر ای مارسڈن-یہودی پروٹوکولز-ص:۱۳۷

(۲) وکٹر ای مارسڈن، <u>یہودی پروٹوکولز</u>، مترجم: محمد یحیی خان، نگارشات پبلشرز، لاہور، س ن، ص: ۱۱۳

"یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ ابھی بھی یہ قوم اسلام کی متلاشی ہے۔ اتنی دیر پا مؤثر رہنے کی صلاحیت تو کسی نظام میں بھی نہیں کہ آپ نظام بھی نہ نافذ کریں اور وہ نظام صرف نام کی وجہ سے آپ کو اکٹھا رکھے۔ سیکولر طبقات اس بات کو بخوبی تسلیم کرتے ہیں۔اس لیے پاکستان کی وحدانی قوت کو پاش پاش کرنے میں لسانی اور علاقائی تعصّبات ابھارنے میں اس سیکولر طبقات کا بھی ہاتھ ہے۔ آج کے دور میں قومیت کی سیاست کون سے گروہ کر رہے ہیں؟ بنگلہ دیشی تحریک سے لے کر سندھو دیش، بلوچ قوم پرست تحریکیں، پختون شدت پسند، مہاجر ازم کے علم بردار اور خود پنجاب میں پنجابیت اور سرائیکیت کا فتنہ جگانے والے کون لوگ ہیں؟ کیا دینی پس منظر کے حامل لوگ ہیں؟ ایک اندھا بھی دیکھ سکتا ہے کہ پاکستان کے ملّی اور جغرافیائی وجود پر تیشہ زنی کرنے والے یہ تمام لادین گروہ جس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اُس کے عناصر ترکیبی لسانی قوم پرستی، بے دینی، ہندو دوستی اور اباحیت پسندی ہیں"۔(۱)

پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ میں جو بیانات قراردادِ مقاصد کے حوالے سے ہندو نمائندوں نے پارلیمان میں دیئے، انہی کی تقلید آج بھی چند پاکستانی کر رہے ہیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے جب قراردادِ مقاصد کو قابلِ نفاذ شق بنایا تو بعض ججوں نے یہ کہہ کر کہ قراردادِ مقاصد والی شق آئین کی دوسری شقوں کی طرح ہے اس کی اولیت اور اہمیت کی راہ کاٹ دی۔(۲)

عدلیہ میں بعض جج صاحبان ہمیشہ ایسے رہے جو سیکولر میلان رکھتے ہیں۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس، جسٹس منیر احمد نے اپنی تصنیف "جناح سے ضیاء تک" میں پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے پر زور دیا ہے۔ سپریم کورٹ کے ایک جج جسٹس حمود الرحمٰن کی زیر سرکردگی ایک بنچ نے فیصلہ دیا کہ گو قراردادِ مقاصد اہم دستوری دستاویز اوراعلامیہ ہے مگر چونکہ یہ دستور کا مؤثر حصہ نہیں، اس لیے اسے بالادستی حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح ۱۹۹۳ء میں جسٹس نسیم حسن شاہ کی صدارت میں سپریم کورٹ کے بنچ نے حاکم خان کیس میں قرار دیا کہ "۲۔ الف" بھی دستور کی دیگر دفعات کی طرح ایک دفعہ ہے۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے بعد شریعت کی حقیقی اور مکمل بالادستی ہوا میں تحلیل ہو کر رہ گئی۔ آئین کی پندرھویں ترمیم کے جواز کے طور پر اس فیصلے کا ذکر بھی کیا جارہا ہے۔

عالمی طاقتوں کی خواہش یہی ہے کہ اگر لوگ اسلام سے اپنا تعلق باقی ہی رکھنا چاہتے ہیں تو وہ بس اتنا ہو کہ ریڈیو اور ٹیلی وژن پر کبھی کبھار کوئی دینی گفتگو نشر ہو جائے۔، جمعہ کے روز اخبار میں دینی صفحہ شامل ہو جائے، عام نظام تعلیم میں ایک پیریڈ دینی تعلیم کا مقرر کر دیا جائے، سرکاری قوانین کے مجموعہ میں ایک حصہ اسلام کے شخصی قوانین کا

---

(۱) طارق جان-**سیکولرازم**-منشورات، لاہور، پاکستان، ۲۰۱۰ء، ص:۱۶۱

(۲) ایضاً، ص:۱۶۳

رکھ لیا جائے، معاشرے کے بے شمار اداروں میں ایک مسجد بھی تعمیر کر دی جائے، اور نظام حکومت میں ایک وزارت او قاف کی بھی قائم ہو جائے۔ لادینیت کے حامی کہتے ہیں:

"اسلام کو چاہیے کہ وہ اسی پر اکتفا کرے اور لادینیت کا شکریہ بجالائے کہ اس نے اسلام کو محراب و منبر سے اتنا سر اوپر اٹھا کر باہر جھانکنے کی اجازت دی۔ مگر خود اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ زندگی کے صرف ایک گوشہ یا ایک پہلو پر قناعت نہیں کر سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ گھر سارا سیکولرازم کے حوالے ہو اور اس گھر میں اسلام کی حیثیت مہمان کی ہو"(۱)

نفاذ شریعت کی راہ میں ایک اور اہم رکاوٹ ملک بھر میں تعلیمی نظام میں دوئی ہے۔ اس دوئی نے دو مخالف طبقات کو جنم دیا ہے۔ پاکستان میں اس وقت دو بالکل علیحدہ تعلیمی نظام رائج ہیں۔ ایک دینی مدارس کا نظام تعلیم اور دوسرا دیگر اداروں کا نظام تعلیم ہے۔ جو لوگ حکومت اور دیگر اداروں تک پہنچتے ہیں ان میں اکثریت کی تعداد مغربی اداروں سے تعلیم یافتہ افراد کی ہوتی ہے۔ دینی مدارس کے فاضلین اور تعلیم یافتہ افراد کے لیے حکومت کے مقتدر حلقوں میں کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ مغربی نظام تعلیم دراصل ان عالمی طاقتوں کے منصوبے کا ایک حصہ ہے: جان ٹرومین اس بات سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھتا ہے:

"دنیا پر حکمرانی کرنے سے پہلے اس کے مالیاتی نظام پر کنٹرول حاصل کرنے والے اپنے اثر و رسوخ میں توسیع کے لیے سیاسی نظام، تعلیمی نظام اور اہم بنیادی شعبوں اور اداروں میں غلبہ کے ذریعے بظاہر دنیا کی غالب سماجی شخصیت لیکن حقیقت میں استعماری طاقت بن گئے ہیں۔ جدید انسانی تاریخ کے نصاب اور تعلیمی نصاب میں اپنی مرضی کی تبدیلیاں کروانے والے ان اداروں کا متحدہ معاون استعماری (N.W.O) کردار ہے۔"(۲)

وکٹر اسی آرٹیکل کے تحت مزید انکشاف کرتا ہے:

"جو ممالک ترقی یافتہ اور روشن خیال سمجھے جاتے ہیں، ان میں ہم نے ایک بے معنی، گندہ، نفرت انگیز اور فحش لٹریچر پیدا کر دیا ہے۔"(۳)۔(۴)

(۱) یوسف القرضاوی-**اسلام اور سیکولرازم**-عالمی ادارہ فکر اسلامی، اسلام آباد، پاکستان، ۲۰۱۰ء، ص:۱۰۹

(۲) جان ٹرومین، -**دنیا بھر میں امریکی مظالم کی کہانی**-، ادارہ نشریات، محمود حسن، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۳

(3) Victor E, Marsden, *The protocols learned elders of Zion*, Russia, published:1934, Page: 265

(۴) امجد حیات ملک-**نیو ورلڈ آرڈ، شیطانی آیات کی تحریک**-اُحد پرنٹنگ پریس، لاہور، پاکستان، ۱۹۹۶ء، ص: ۲۰۵

عالمی طاقتیں پوری دنیا میں ایسا نظام تعلیم لانا چاہتی ہیں جو ان کی ون گورنمنٹ کو سپورٹ کرے۔اس مقصد کے لیے بین الاقوامی ادارے مختلف تعلیمی پالیسیاں بناتے ہیں جن کا نفاذ پوری دنیا کے تعلیمی اداروں میں کیا جاتا ہے۔ اس کے پس پشت دنیا بھر میں نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی سوچ کارفرما ہے۔انگریز محقق عالمی طاقتوں کے اس منصوبے کے متعلق لکھتا ہے:

> The Teachers should deliberately reach for power and then make the most of their conquest in order to influence the social attitudes, ideals and behavior of the coming generation… the growth of science and technology has carried us into a new age where ignorance must be replaced by knowledge, competition by cooperation, trust in providence by careful planning and private capitalism by some form of social economy. (1)

> اساتذہ کو ضرور دانستہ طور پر طاقت حاصل کرنی چاہیے اور پھر اپنی مفتوحہ جگہ پر معاشرتی رویوں پر اثر انداز ہونچا چاہیے، آنے والی نسل کے رویوں اور مثالی نمونوں پر اثر انداز ہونا چاہیے۔ سائنس اور تیکنالوجی کا ارتقاء ہمیں نئے دور میں لے کر جائے گا جہاں جہالت دانش سے بدل جائے گی، مقابلہ تعاون سے تبدیل ہو جائے گا، خدا پر ایمان اور اعتماد محتاط منصوبہ بندی سے بدل جائے گا اور ذاتی سرمایہ دارانہ نظام ایک طرح کی سماجی اکنامکس سے تبدیل ہو جائے گا۔

پاکستان میں انگریزی میڈیم اور امریکی اور یورپی تعلیمی نظاموں کے تحت بہت سے ادارے کام کر رہے ہیں۔ عوام الناس کے خواص اپنے بچوں کو مہنگی فیس دے کر ان انگریزی سکولوں میں پڑھاتے ہیں ۔ ان اداروں کا تعلیمی نصاب مذہب بیزاری میں اضافہ کرتا ہے۔ جدید مغربی تعلیم کی بنیاد دین سے دوری اور الحادی سوچ پر مبنی ہے۔ کسی نصابی کتاب میں سائنسی مضامین پڑھاتے ہوئے اسلامی اور دینی نقطہ ہائے نظر شامل نصاب نہیں کیے جاتے۔ کیوں کہ یہ سائنسی نصاب مغربی طرز پر مرتب کیے گئے ہیں۔ان نصابات کے مرتب کرنے اور سائنسی نظریات پروان چڑھانے، بتانے اور تحقیق کرنے والے لادین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نصابات ایمانی ارکان سے عاری ہیں۔ علوی خان اہلِ مغرب کی کارگزاریوں کے باعث پاکستان نظامِ تعلیم پر پڑنے والے اثرات کے متعلق لکھتا ہے:

---

(1) Dennis Cuddy, *The new world order, chronology and commentary*. P. 32

"Globalization not only captured their trade and industry but also shattered the Muslim's culture, civilization, religious values, educational system and way of life."(1)

"عالمگیریت نے نہ صرف ان کی تجارت اور صنعت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا بلکہ اس سے امت مسلمہ کی ثقافت، تہذیب، مذہبی اقدار، تعلیمی نظام اور طرز زندگی کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔"

عالمی نظام کے نفاذ کے لیے عمل پیرا طاقتوں نے یہ تعلیمی نظام پوری دنیا پر اپنی من مانی حکومت قائم کرنے کے لیے بنایا تھا۔ اس تعلیمی نظام کے بنیادی عناصر اور تعلیمی مقاصد میں مادہ پرستی، سیکولر ذہنیت اور عقلیت پسندی ہیں۔ اس نظام سے گزرنے والے ہی موجودہ دنیا میں مقتدر حیثیت پا سکتے ہیں۔ اور اس نظام سے تعلیم یافتہ طبقہ پاکستان میں نفاذ شریعت کے حق میں کبھی نہیں تھا۔

خلاصۂ کلام

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی خواہش مند طاقتیں یہ چاہتی تھیں کہ پاکستان معرض وجود میں نہ آنے دیا جاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اُس کی نعمت تھی کہ اُس نے اس ملک کی باگ دوڑ ایک عظیم لیڈر اور قائد محمد علی جناح کے ہاتھ میں دی جنھوں نے پاکستان کے قیام کے لیے ایک عظیم کردار ادا کیا۔ قیامِ پاکستان کے دوران جن طبقات نے قیامِ پاکستان اور وجودِ پاکستان کی مخالفت کی، قائد اعظم محمد علی جناح نے اُنہیں اسلامی اور منطقی دلائل کے ساتھ خاموش کروایا۔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کے ساتھ یکجا ہو کر چلنے والے علمائے کرام کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ جب سے پاکستان معرض، وجود میں آیا عالمی طاقتیں اسے توڑنے کے درپے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ اس ملک میں لسانی، مذہبی، علاقائی اور تہذیبی تصادم پیدا کیا جائے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی رہیں تاکہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو کر اسلام کا قلعہ نہ بن سکے۔ کیوں کہ سبھی عالمی طاقتوں کو سب سے زیادہ خطرہ اسلامی جمہوریہ پاکستان سے ہے۔ جو دنیا بھر میں واحد اسلامی ملک ہے جس کی بنیاد کلمۂ طیبہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " پر رکھی گئی۔ جس کے آئین کی پیشانی قرارداد مقاصد کے جھومر سے سجی ہوئی ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر تہذیبوں کے تصادم کی تیاری کا نام

(1) Alvi, K. (2005). Monthly Dawah, Dawah Academy Publishers, Islamabad, p, 29-30.

ہے۔ مغربی تہذیب کی مشرقی یعنی اسلامی تہذیب پر بے نام اجارہ داری کا نام ہے۔ پاکستان مشرقی تہذیب اور اسلامی تمدن کا سب سے مضبوط علم بردار بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی طاقتیں مختلف طریقوں سے ملک میں ایسا انتشار و افتراک پیدا کرتی رہتی ہیں جس سے ملک اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف نہیں جاتا۔

فصل چہارم

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سیاسی اَثرات کا حل

نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے پاکستان پر عالمی طاقتوں کے مرتب کردہ منفی سیاسی اثرات کے تدارک کے لیے ہمیں قرآن و سنت سے مدد لینی چاہیے۔ اسلام کے فراہم کردہ سیاسی اصول و قوانین پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ کتاب و سنت سے منور شدہ نظام ہی ایک مسلمان کا سرمایۂ حیات ہے۔

اسلام کا تصورِ اہلیت اور مقصدِ حکومت

اسلامی سیاست کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ حاکمیت اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ کی یہ حاکمیتِ مطلقہ محض لفظی نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جو اسلامی سیاسی نظام اور دیگر نظام ہائے سیاست میں بنیادی نوعیت کا فرق قائم کرتی ہے۔ اللہ کی حاکمیت جس پر قرآن و سنت کی بے شمار آیات واحادیث شاہدِ عدل ہیں۔ اس تصور کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی حکومت کا کوئی بھی حکمران دراصل اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے اسلامی نظام حکومت کی دیکھ ریکھ کا ذمہ دار ہو گا۔ سب سے اعلیٰ اور مقتدر حیثیت کتاب و سنت کی رہے گی۔ اہلیت اور مقصد حکومت کا تعین بھی کتاب و سنت کی روشنی میں کیا جائے گا۔۔ حضرت سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ:''مَنْ لم يَهْتَمَّ بأُمُور المُسْلِمِيْنَ فلَيْسَ مِنْهُمْ''(۱)

''جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا اہتمام نہیں کرتا وہ اُن میں سے نہیں ہے۔''

اسلامی سیاست کا یہ بنیادی اصول، اسلامی نظام حکومت کے مقاصد اور حکمران کی اہلیت کے حوالوں سے ایسی ٹھوس اور مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے جس کی پیروی کر کے نیو ورلڈ آرڈر کے زیر اثر سیاست میں ہونے والی خرابیوں کو بیک وقت دور کیا جاسکتا ہے۔

رعایا کے حقوق

اسلامی نظام سیاست کیا دوسرا بنیادی اصول رعایا کی بھلائی اور فلاح و بہبود کو ہر دوسری چیز سے مقدم رکھنا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ۲۱/ ۲۰۷۔

''إن الله سائل كل راع عمّا استرعاه حفظ ذلك أم ضيّعه''(۱)

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر نگران سے اُس کے منصب اور عہدے کے متعلق سوال کرے گا کیا اُس کی اُس نے حفاظت کی یا اُس کو ضائع کیا''

یہی وہ بنیادی احساسِ ذمہ داری ہے جسے اسلام حکمرانوں میں بیدار کرنا چاہتا ہے۔ اگر پاکستانی سیاست دانوں اور سیاسی پارٹیوں کے مینو فیسٹو کا حصہ یہ اصول بن جائے تو نیو ورلڈ آرڈر کے منفی اثرات خود بخود زوال آشنا ہونے لگیں گے۔

عدل و انصاف اور مساوات

اسلامی بلا کسی امتیاز کے امیر و غریب کے لیے مساوی حقوق کا خواہاں ہے۔ اسلام بلا رنگ و نسل ہر خاص و عام کو مساوی حقوق فراہم کرتا ہے۔ کسی ذات پات، رنگ و نسل، روپ کا امتیاز کئے بغیر ہر ایک کو عزت دینا اسلامی فریضہ ہے۔

''أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا''(۲)

''حضرت عروہ سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو انہوں نے سفارش کے طور پر کہا کہ کون ہے جو اس کے بارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرے؟ تو کسی کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تو حضرت اسامہ بن زید نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس عورت کے متعلق بات کی تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک بنی اسرائیل کی قوم میں جب کوئی امیر چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی غریب چوری کرتا تھا تو اُس کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے، اگر میری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اگر چوری کرتیں تو میں اُن کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

(۱) ابن حبان، **صحیح ابن حبان**، حدیث: ۴۴۹۲، ۱۰/ ۳۴۴

(۲) بخاری، **صحیح بخاری**، حدیث: ۳۵۲۶

مساوات کی بنیاد پر عدل و انصاف کی فراہمی اور محاسبہ سیاسی استحکام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ جو سزا غریب کے لیے ہو وہی امیر کے لیے تجویز کی جائے تاکہ معاشرے میں امن قائم رہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی خواہش مند طاقتیں مملکت خداداد پاکستان میں جو سیاسی عدم استحکام پیدا کرنا چاہتی ہیں اِس قرآنی اصول پر عمل پیرا ہو کر ان کی خواہشیں اور برے ارادے عقیم کیے جاسکتے ہیں۔

اسلام امن و محبت کا دین ہے اور ظلم و تعدّی ناپسند کرتا ہے۔ اسلام کا خاصا ہے کہ کسی کے ساتھ ظلم ہو تو مدد کرتا ہے اور دادرسی کو پہنچتا ہے۔ اسی لیے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ لِيُعِيْنَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ''(۱)

''جو کسی ظالم کے ساتھ اُس کی مدد کرنے کی غرض سے چلا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ ظالم ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا''

پاکستان میں منفی سیاسی اثرات کا تدارک فقط یوں ہی ممکن ہے کہ ہر جگہ ظلم کے خلاف حکومت فی الفور اقدامات کرے۔ سیاسی پارٹیاں اپنے مقاصد اور نصب العین میں اس کو بنیادی جگہ دیں۔

اہل حکمران:

اسلام کا مقصود حکومت کے لیے ایسے اہل افراد کو منتخب کرنا اور تیار کرنا ہے جو اسلامی نظام حکومت و سیاست کو پہلے اپنی ذات پر کماحقہ نافذ کریں اور اس کے بعد وہ تمام انسانوں پر نافذ کرنے کی کامل و اتم صلاحیت سے بہرہ ور بھی ہوں۔ اس سلسلے میں قرآنِ کریم کی زیر نظر آیت اساسی حیثیت رکھتی ہے جس سے ابن تیمیہ نے سیاستِ شرعیہ کے دو بنیادی اُصولوں کا استنباط کیا:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا ٱلْأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِٱلْعَدْلِ﴾ (۲)

"اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس امر کا پابند کیا ہے کہ وہ اجتماعی ذمہ داریوں کو ان کے اہل افراد کو ادا کریں اور لوگوں میں انصاف کا مرحلہ درپیش ہو تو شریعتِ اسلامیہ سے ہی فیصلہ کریں۔"

یہ آیت اسلام کے نظامِ سیاسی کا مرکز و محور ہے جس میں کئی بنیادی تصورات کی نشاندہی کی گئی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے مناصب یعنی ذمہ داریاں اہل افراد کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اہل افراد کو ذمہ داری تفویض

(۱) طبرانی، المعجم الکبیر، حدیث:۶۱۹، ۱/۲۲۷

(۲) النساء:۵۸

(ادا) کرنا ایک فرض ہے۔ اس فرض کے مخاطب ومکلف مسلمانوں کے اہل حل وعقد یا ذمہ دار لوگ ہیں۔ یہ آیت اجتماعی ذمہ داریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کو 'امانت' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، گویا یہ اختیار اور منصب اللہ کی طرف سے ایک 'امانت ' ہے جس کی ادائیگی میں کوتاہی خیانت کے مترادف ہے۔ اس آیت میں مندرج اہلیت سے مراد ایسے افراد کو مناصب پر فائز کرنا ہے جو اللہ کے قانون کو اللہ کی سرزمین پر بہتر طور پر نافذ کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں تاکہ معاشرے میں اللہ کے قانون کی عمل داری ہو۔ آیت کے مذکورہ بالا مفاہیم پر قرآن وسنت کی کئی آیات واحادیث واضح دلیل ہیں، مثلاً: کسی اہل فرد کو تعین کرنا ایک حق نہیں بلکہ ایک فرض اور بار ہے جس کو بہ احسن طور انجام دینا انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ جو شخص اس ذمہ داری کو صحیح طور پر انجام نہیں دیتا، اس کے بارے میں زبانِ نبویؐ سے شدید وعید آئی ہے:

''قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : إِذَا ضُيِّعَتْ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ'' (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب امانت ضائع کی جانے لگے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! امانت کے ضیاع سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب ذمہ داریوں کو نااہل افراد کے سپرد کیا جانے لگے تو پھر قیامت کا انتظار کرو''

اسلام کی رو سے تمام اختیارات کی مالک اللہ جل جلالہ کی ذاتِ باری تعالیٰ ہے یعنی حاکمیتِ الٰہیہ۔ اور دنیا میں جو شخص بھی اس اختیار کو استعمال کرتا ہے، اسے اس اختیار کو اللہ کی ایک امانت سمجھ کر ہی استعمال کرنا چاہئے، اور یہ مناصب بھی من مانی اور حکمرانی چلانے کی بجائے اسی جذبے اور تصور سے اہل افراد کو دیے جانے چاہئیں تاکہ وہ ان کا حق ادا کریں۔ اسلام کی نظر میں یہ منصب اور ذمہ داری ایک اعزاز کی بجائے ایسی ذمہ داری اور امانت ہے جس کا محاسبہ بڑا شدید ہوگا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا'' (۲)

---

(۱) بخاری، **صحیح بخاری**، حدیث: ۵۹، ۱/ ۳۳

(۲) مسلم، **صحیح مسلم**، حدیث: ۱۸۲۵، ج ۳، ص ۱۴۵۷

"یہ منصب ایک ذمہ داری ہے جو روزِ قیامت رسوائی اور ندامت کا موجب ٹھہرے گی۔ ماسوا اس شخص کے جو اس حالت میں اس پر فائز ہوا کہ وہ اس کا حق رکھتا تھا اور اس نے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی پوری کوشش کی۔"

اسلام کا مسلم ذمہ داران سے تقاضا یہ ہے کہ وہ اجتماعی ذمہ داریوں پر ایسے افراد کو فائز کریں بلکہ مسلمانوں کی خدمت اُنہیں پر مامور کریں جو اس کی بہتر اہلیت رکھتے ہوں۔ یعنی ایسے شخص کا ماضی اس امر کا آئینہ دار ہو کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتا ہو اور ماضی میں دی گئی ذمہ داریوں کو ذاتی اختیار و تعیش میں صرف کرنے کی بجائے قومی مصالح اور منصب کے فرائض کو نبھانے پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہو۔

اس سلسلے میں مذکورہ بالا آیت کا شانِ نزول مزید رہنمائی کرتا ہے:

''لما أخذ منه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مفتاح الكعبة يوم الفتح ثم رده عليه. قال محمد بن إسحاق في غزوة الفتح حدثني محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن أبي ثور عن صفية بنت شيبة أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما نزل بمكة واطمأن الناس خرج حتى جاء إلى البيت فطاف به سبعا على راحلته يستلم الركن بمحجن في يده فلما قضى طوافه دعا عثمان بن طلحة فأخذ منه مفتاح الكعبة''(۱)

(یہ آیت فتح مکہ کے موقع پر اس وقت نازل ہوئی) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپ نے بیت اللہ کی چابیاں بنو شیبہ سے لے کر حضرت عباسؓ کو دینے کا قصد کیا (تو اللہ تعالیٰ کو یہ اَمر ناگوار گزرا) ابن اسحاق کہتے ہیں کہ صفیہ بنت شیب نے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ المکرمہ میں تشریف لائے، اور لوگوں کو اطمئنان ہوا، تو آپ بیت اللہ کا طواف کے لیے نکلے، آپ نے سات چکر طواف کے اپنی سواری پر کئے اور اپنے عصا مبارک سے رکن استلام کیا پھر آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور اُن سے کعبۃ اللہ کی چابیاں لیں (اور اللہ نے روکتے ہوئے یہ حکم نازل فرمایا کہ عثمانؓ بن طلحہ کا خاندان چونکہ پہلے بیت اللہ کا کنجی بردار تھا، اور اُنہوں نے اپنی ذمہ داری بہ طریق احسن انجام دی تھی، اس لئے اب بھی یہ ذمہ داری اُنہی کو تفویض کی جانی چاہیے)

چنانچہ بیت اللہ کی چابیوں کی ذمہ داری کے لئے حضرت عثمانؓ بن طلحہ کے خاندان کو منتخب کرنے کی بنیاد ان کی ماضی کی وہ ثابت شدہ اہلیت تھی جو مستقبل میں بھی اس امر کی قوی ضمانت ہے کہ وہ آئندہ بھی اس منصب کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہوں گے۔ علامہ ابن تیمیہ کسی بھی منصب پر تعیناتی کے بارے میں لکھتے ہیں:

(۱) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، **تفسیر ابن کثیر**، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ ۱۴۰۱ھ۔ ۱/ ۵۱۵-۵۱۸

"اَصلح فرد موجود ہے تو ولی الامر کا فرض یہ ہے کہ وہ اُسے ولایت واختیار عطا کرے، اگر اَصلح موجود نہ ہو تو پھر صالح کو یہ ذمہ داری تفویض کرنی چاہئے۔ ہر منصب اور عہدے کے مناسب حال الامثل فالامثل کو مقرر کرنا والی کا فرض ہے۔ اگر والی نے اپنی طرف سے پوری کوشش اور جدوجہد کے بعد ایسا کر دیا تو اس نے ولایت وخلافت کا حق ادا کر دیا اور کہا جاسکتا ہے کہ ایسا حکمران عادل اور عند اللہ 'مقسط' ہے۔"(۱)

"صاحبِ منصب کے لئے قوی اور امین ہونا بنیادی اوصاف ہیں۔ اور قوت سے مقصود علم وعدل اور اپنے احکام کو نافذ کرنے کی اہلیت ہے جبکہ امانت سے مراد خشیتِ الٰہی اور حقوقِ الٰہی کو قلیل متاع دنیا کے عوض فروخت نہ کر دینا ہے"۔(۲)

اسلام میں منصب پر تعین اہلیت کی بنا پر ہی ہوتا ہے، نہ کہ کسی اور بنا پر اور جو شخص یہ ذمہ داری ایسے فرد کو تفویض کرے جو اس کا اہل نہیں ہے تو ایسے شخص کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے سخت الفاظ میں وعید نازل فرمائی ہے:

من وُلِّي من أمر المسلمين شيئًا فولّٰى رجلاً وهو يجد من هو أصلح للمسلمين فقد خان الله ورسوله(۳)

"جس شخص کو مسلمانوں کے معاملات میں کوئی ذمہ داری سونپی گئی اور اس نے کسی شخص کو آگے منصب پر فائز کیا، حالانکہ اس منصب کے لئے اس سے بہتر شخص موجود تھا تو آگے منصب پر فائز کرنے والا یہ شخص اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی امانت) میں خیانت کا مرتکب ہے۔"

''من استعمل رجلاً من عصابة وهو يجد في تلك العصابة أرضٰى منه فقد خان الله وخان رسوله وخان المؤمنين''(۴)

ایک اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ سے بھی آیا ہے کہ:

"جس نے ایک جماعت پر ایسے شخص کو ذمہ داری سونپی حالانکہ اس جماعت میں اس سے زیادہ موزوں اور بہتر شخص موجود تھا تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کا ارتکاب کیا۔"

---

(۱) ابن تیمیہ، ابو القاسم احمد بن عبد الحلیم، **السیاسۃ الشرعیۃ**، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ۔، ۱۴۱۸ھ۔ ص ۹۶

(۲) ایضاً: ص ۹۷

(۳) ابن تیمیہ، ابو القاسم احمد بن عبد الحلیم، **فتاویٰ ابن تیمیہ**، مکتبہ ابن تیمیۃ۔ ج ۶، ص ۳۶۹

(۴) حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، -**المستدرک علی الصحیحین**- تحقیق: مصطفی عبدالقادر، دارالنشر، دارالکتب الاعلمیہ، بیروت ۱۴۱۱ھ، الحدیث: ۷۰۲۳، ج۴: ۹۲

معاشرتی امن وامان

افرادِ معاشرہ میں حقوق کی مساوی تقسیم حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے ان حقوق کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے معاشرے میں افراتفری، مایوسی، ناامیدی اور بدامنی کی فضا قائم ہو جاتی ہے، جو نتیجتاً تشدد اور بالآخر دہشت گردی کی وجہ بنتی ہے۔ جس معاشرے میں معاشرتی ناانصافی ہو وہاں احساس کمتری / محرومی جنم لیتی ہے اور لوگ جائز وناجائز ہر طریقے سے دولت حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگ جاتے ہیں۔ ناانصافی ہی دراصل ناامیدی کو جنم دیتی ہے اور لوگوں میں متشدد رویہ پیدا ہوتا ہے جو بالآخر فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری کا سبب بنتا ہے۔ بہت سارے معاشرتی مسائل یا معاشرتی برائیاں ایسی ہیں جو معاشرے میں تشدد کی راہیں ہموار کرتی ہیں اور دہشت گردی کی بنیاد بنتی ہیں۔

نیو ورلڈ آرڈر کے منفی سیاسی اثرات کے حل کے لیے معاشرے میں امن و امان کا قیام بہت ضروری ہے۔ پاکستانی حکومت کو اس سلسلے میں ضروری اقدامات کرنے چاہیں۔ مذہبی منافرت، لسانی تعصبات اور قبائلی عصبیتوں کا قلع قمع کرنے کے لیے قانون سازی ہونی چاہیے۔ ملک بھر میں پاکستانیت اور وطنیت کے جذبے کو ابھارنے کے لیے حکومتی سطح پر اقدامات بہت ضروری ہیں تاکہ مختلف صوبوں اور نسلوں کے لوگوں کے درمیان یک جہتی اور اتحاد قائم ہو سکے اور معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن سکے۔

قومی لیڈر شپ کا احیاء

جن معاشروں میں دہشت گردی اپنی بنیادیں مضبوط کر چکی ہے اس کی ایک بنیادی وجہ قومی لیڈر شپ کا فقدان ہے کیونکہ جس ملک و معاشرے میں قومی سطح پر لیڈر شپ (قیادت) مضبوط ہوتی ہے اور فیصلہ کرنے کی حتمی طاقت رکھتی ہے تو وہاں بہت سارے داخلی مسائل جنم نہیں لیتے بلکہ اگر مسائل پیدا بھی ہوں تو حکمت و دانشمندی کے ساتھ ان کے حل کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں قومی جذبہ پروان چڑھتا ہے اور بہترین لیڈر شپ کا فقدان دہشت گردی کا سبب بنتا ہے۔ یعنی یہ معاشرے میں سیاسی اور حکومتی لیڈروں کی بداعمالیوں کے باعث رونما ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: حضرت قاسم بن مخیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ’’إذا صلح سلطانكم صلح زمانكم، فإذا فسد سلطانكم فسد زمانكم‘‘(۱)
>
> ’’اگر تمہاری حکومت سنور جائے تو تمہارا زمانہ سنور جائے گا اور اگر م تمہارے اہل حکومت فساد میں مبتلا ہو جائیں تو تمہارا زمانہ بگڑ جائے گا۔‘‘

---

(۱) دانی، ابو عمرو عثمان بن سعید، -**السنن الواردہ فی الفتن**- دار العاصمۃ، الریاض۔ حدیث: ۲۹۸، ۳: ۶۵۳

گویا ریاست کی بھلائی اس کے حکمران، لیڈروں اور رہنماؤں کے سنور جانے پر منحصر ہے۔ اہل سلطنت اور اہل حکومت اگر بگڑ جائیں تو فساد بپا ہو گا۔ وہ Corrupt(فساد) ہوں گے جس کے باعث معاشرے میں Corruption، بدامنی، فساد جیسی برائیاں جنم لیں گی۔

قومی سطح پر لیڈر شپ کے احیاء کے ذریعے ہی منفی سیاسی رجحانات اور بد اثرات کا تدارک ممکن ہے۔ پاکستانی سیاست میں ایک طویل عرصے سے لیڈر شپ کا فقدان دکھائی دیتا ہے۔ اچھے، پڑھے لکھے اور قابل ذہین و فطین لوگ سیاست میں آنے سے دامن بچاتے ہیں۔ سیاست دان فقط وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس وافر مقدار میں دولت اور جاگیر ہوتی ہے۔ پاکستان میں اچھی سیاست کی ترویج بہت ضروری ہے۔ اس ضمن میں یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں میں سیاست بطور مضمون پڑھائی چاہیے۔ افراد معاشرہ میں سے ذہین دماغوں کو سیاست کی طرف مائل کرنا چاہیے اور اچھی لیڈر شپ کے احیاء کے لیے باقاعدہ کوشش کرنی چاہیے۔ فقط یہی ایک صورت ہے جو ہمیں نیو ورلڈ آرڈر کے برے سیاسی اثرات سے بچا سکتی ہے اور دنیا بھر کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا کر سکتی ہے۔

غربت اور بیروزگاری کا خاتمہ

معاشرے میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم لوگوں کے درمیان نفرت، حسد، بغض، کینہ جیسے جذبات کو فروغ دیتی ہے اور جب افراد معاشرہ کو ان کے بنیادی حقوق نہیں ملتے تو نتیجتاً ایسے افراد میں انتقام کے جذبات جنم لیتے ہیں اور انتہا پسند اور دہشت گرد تنظیمیں ایسے افراد کو دہشت گردی کے آلہ کار کے طور پر استعمال کرتی ہیں جو فتنہ وفساد انگیزی اور قتل وغارت گری کی راہیں ہموار کرتی ہے۔ جبکہ دین اسلام افرادِ معاشرہ میں حقوق کی مساوی تقسیم کو لازمی قرار دیتا ہے اور حکومتِ وقت کی ذمہ داری قرار دیتا ہے کہ تمام افراد میں حقوق کو مساوی بنیادوں پر تقسیم کیا جائے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''وَفِيْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ''(۱)

''اور ان کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجت مندوں) کا حق مقرر تھا۔''

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) الذاریات: ۱۹

''مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ''(۱)

''تم میں سے جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہے وہ اس کو لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے اور جس کے پاس ضرورت سے زیادہ زاد راہ ہے اور اس کو لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف اصناف مال کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ ضرورت سے زائد کسی شے میں بھی ہمارا حق نہیں رہا۔''

معاشرے یا ریاست میں دہشت گردی کی ایک بنیادی وجہ بے روزگاری ہے۔ ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ افراد معاشرہ کی ضروریات زندگی کی کفیل بنے اور روزگار کے حصول کے وسائل مہیا کرے کیونکہ روزگار کے عدم وسائل کی وجہ سے جب بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے تو افراد ناجائز ذرائع سے معاش کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ڈاکہ زنی، چوری، قتل و غارت گری، فتنہ و فساد اور بالآخر دہشت گردی جنم لیتی ہے۔

بھوک و افلاس انسان کے اخلاق کو تباہ کر دیتی ہے یہ اس کی انا اور خود داری کے لئے زہر قاتل ہے۔ غربت سے جب انسان کی ضروریات زندگی پوری نہیں ہوتیں تو لوگ ذہنی انتشار اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے فتنہ و فساد، قتل و غارت گری اور دہشت گردی میں اضافہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے انسانی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے افلاس کی حالت میں اولاد کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

''وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ''(۲)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو''

نیو ورلڈ آرڈر کے زیر اثر جس تہذیب و تمدن کی ترویج و اشاعت مسلسل بنیادوں پر کی جارہی ہے۔ اس کی بنیاد مادیت اور ظاہر پرستی ہے۔ پاکستانی معاشرے میں بڑھتی ہوئی افراط زر نے امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر کیا ہے۔ پیسے کی ریل پیل اور تعیش پسندی کے بڑھتے ہوئے رجحان کے سامنے حکومت وقت ہی بند باندھ سکتی ہے۔ حکومتی سطح پر ایسے اقدامات ہونے چاہیں، جن سے ضروریات زندگی کی اشیاء بہت کم قیمت پر دستیاب ہوں جب کہ تعیشات گراں قدر ہوں۔ زکوۃ اور دیگر واجبات حکومتی کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور دولت کی مساوی تقسیم کے لیے قانون سازی کی جائے۔

---

(۱) مسلم۔ **صحیح مسلم**۔ حدیث: ۱۷۲۸، ج: ۳، ص: ۱۳۵۴

(۲) بنی اسرائیل: ۳۱

خلاصۂ کلام:

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان کی سیاست پر مرتب ہونے والے اثرات کے تدارک کے لیے انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطحوں پر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کے بنیادی مقاصد میں عدل و انصاف کی فراہمی، غربت و افلاس کا خاتمہ اور فلاحی ریاست کا قیام شامل ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کا مقصدِ وحید اس خطے میں اسلامی تعلیمات کا نفاذ اور اسلامی اصول و قوانین کے مطابق ریاست کا ارتقا تھا۔ پاکستان کی موجودہ سیاست جس ڈگر اور نہج پر چل رہی ہے وہ اسلامی اصول و قوانین سے مطابقت نہیں رکھتے۔ مملکت خداداد پاکستان میں جمہوریت اپنے درست معانی میں ابھی تک قائم نہیں ہو سکی۔ ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر سیاست اور جمہوریت کی بہتری کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنی نوجوان نسل کی اسلامی اصول و قوانین کے مطابق تربیت کرنی چاہیے تاکہ وہ ملک و ملت کے لیے رہنما اور لیڈر بن کر پیدا ہوں۔ سیاسی نظام میں بگاڑ کا سبب رشوت ستانی، ناانصافی اور کرپشن ہے۔ نااہل حکمرانوں اور ان کے نااہل جانشینوں نے سیاست کو بدنام کر رکھا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل افراد سامنے آئیں۔ مقتدر طبقہ اقتدار اعلی کا مالک اللہ تعالیٰ کو سمجھتے ہوئے اس کے بتائے اصول و قوانین کے مطابق رعایا کے حقوق کی پاسداری کرے۔

باب سوم

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سماجی اَثرات کا جائزہ

فصل اول: نیو ورلڈ آرڈر اور خاندانی نظام پر اثرات

فصل دوم: نیو ورلڈ آرڈر اور نظامِ اخلاق پر اثرات

فصل سوم: نیو ورلڈ آرڈر اور مادہ پرستی کا فروغ

فصل چہارم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سماجی اثرات کا تدارک

فصل اول

نیو ورلڈ آرڈر اور خاندانی نظام پر اثرات

خاندان نسل انسانی کی بقا کے لیے ایک بنیادی لوازمہ ہے۔ خاندان کی تشکیل کا مقصد افزائش نسل، تعمیرِ معاشرہ اور بقائے انسانیت ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کی علم بردار قوتیں اپنے پروپیگنڈے، نظریاتی و فکری ہتھیاروں سے پوری دنیا کے سماجی نظام پر اثر انداز ہوئی ہیں۔ ان عالمی طاقتوں نے پوری دنیا پر اپنے من مانے نظامِ حکومت کے قیام کی منصوبہ بندیاں کی ہیں۔ ان منصوبہ بندیوں میں سماجی تبدیلیوں کے منصوبے بھی شامل ہیں۔ نسل پرستی اور نسلی تفاخر کا فروغ اور اس بنیاد پر نسل کشی کا ایک طویل سلسلہ یورپی اور امریکی معاشرے کا ایک تاریک پہلو ہے۔ اس کے پس پردہ بہت سے عوامل کار فرما ہیں۔ ابتدا ہی سے انسانی فطرت میں بلاشرکت غیرے پوری دنیا پر حکومت کرنے کا جذبہ موجود رہا ہے۔ شروع کی تہذیبوں میں زیادہ اولاد اور طاقتور افراد کے حامل خاندان، قبیلے دیگر خاندانوں اور قبیلوں پر حکومت کرتے تھے۔ (1) طاقتور خاندان اپنی نسلی برتری کے گھمنڈ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کی علم بردار طاقتیں بھی اپنی تہذیب و تمدن کی برتری کے ساتھ ساتھ اپنی نسل اور خاندان کی برتری کے گھمنڈ میں مبتلا ہیں۔ اپنی مخصوص نسل کے ارتقا اور اجارہ داری کی خواہش مند ہیں۔ جس کے لیے باقی سارے خاندانوں اور قبیلوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی نسل اور قوم قبیلے کے حوالے سے وہ کسی بھی طرح کے کمپرومائز کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ (2)

نیو ورلڈ آرڈر اور خاندانی نظام

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی طاقتوں نے اپنے پروپیگنڈے سے جدید فکری و نظریاتی سماجی ڈھانچے کی ترویج کی ہے۔ اس جدید سماجی ڈھانچے میں خاندان کی تشکیل کے اصلی مقاصد کے بالکل برعکس نظریات کی ترویج کی گئی ہے۔

افزائش نسل:

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے نتیجے میں بننے والے معاشرے میں جسمانی و جنسی تعلق اور افزائش نسل دو علیحدہ حصے ہیں۔ جنسی ضرورت کی تکمیل بھوک لگنے پر کھانا کھانے جیسی ہے۔ عالمی ادارے یونیسکو کی سیکس ایجوکیشن رپورٹس

---

(1) Sarinathachare, Vagepuram. "Changing Role of Family for New World Order." *The Hans India*, May 29, 2019. https://www.thehansindia.com/hans/opinion/changing-role-of-family-for-new-world-order-533229.

(2) Bulmar, Marti, and John Solomos. *Racism*. NY: Oxford Universty Press, 1999.P 47

کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ جن میں جنسی تعلیم دینے سے متعلق با قاعدہ ہدایات دی گئی ہیں۔ اس تعلیم میں جنسی ضرورت، افزائش نسل اور خاندان بنانے سے براہ راست کسی بھی طرح متعلق نہیں دکھائی دیتی۔ یہاں جنسی خواہش، بھوک جیسی ایک ضرورت دکھائی دیتی ہے۔ جس کی فوری تسکین اہم ہے۔ (۱)

فیملی پلاننگ:

تیسری دنیا کے ممالک میں بڑھتی ہوئی شرح پیدائش کو قابو میں کرنے کے لیے اوران کے ہاں اس ضمن میں افزائش نسل کا شعور پیدا کرنے کے لیے کئی پالیسیاں بنائی اور ان پر عمل درآمد کروایا جاتا ہے۔ فیملی پلاننگ کے پس پردہ مقاصد ہیں اور نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی طاقتیں تیسری دنیا یعنی ایشیا اور افریقہ کے لوگوں کی شرحِ پیدائش میں کمی چاہتی ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک تیسری دنیا کے ممالک کے لوگ نسلی اعتبار سے اس لائق نہیں ہیں کہ وہ دنیا کو بہتر انسان دے سکیں۔ وہ غلام ہیں لہذا ان کے ہاں زیادہ افزائش نسل دنیا میں مزید خرابی اور گندگی کا باعث بن سکتی ہے۔ (۲)

آزادی نسواں

نیو ورلڈ آرڈر نافذ کرنے کی خواہش مند حکومتیں اپنے مخالفین یا مقابلین یا ممکنہ مقابل طاقتوں کے سماجی نظام پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ مغربی تہذیب کے نمائندگان نے لفظ آزادی کو من مانی تعبیرات دے رکھی ہیں۔ یہ "آزادی" کی ترویج کس لیے اور کیوں ضروری سمجھتے ہیں پروٹوکولز کا ایک اقتباس اس کی قدرے وضاحت کرتا ہے:

> "لفظ آزادی، ایک عجیب وغریب فریب اور دھوکہ ہے۔ یہ عوام کے ہر طبقے کو ہر قسم کی طاقت و جبر اور اتھارٹی کے خلاف بر سرپیکار کرتا ہے حتیٰ کہ خدا اور قوانین فطرت کے خلاف بھی ابھارتا ہے۔ لہذا جب ہماری بادشاہت قائم ہو جائے گی ہم اس لفظ کو لغت زندگانی سے خارج کر دیں گے کیوں کہ یہ عوام کو خون کے پیاسے درندے بنا دیتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ یہ درندے خون کی پیاس بجھا لینے کے بعد ہر بار غفلت کی نیند سو جاتے ہیں۔ لہذا ایسے موقع پر انہیں آسانی سے زنجیر پا کیا جا سکتا ہے لیکن خون پیے بغیر ان پر غفلت طاری نہیں ہوتی اور جدوجہد میں لگے رہتے ہیں۔"(۳)

---

(1) UNESCO. Publication. *International Technical Guidance on Sexuality Education An Evidence-Informed Approach*. United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization, July 15, 2018. https://www.unfpa.org/sites/default/files/pub-pdf/ITGSE.pdf.

(2) Therborn Göran. *Between Sex and Power: Family in the World, 1900-2000*. London: Routledge, 2006. P. 276

(۳) وکٹر ای مارسڈن- **یہودی پروٹوکولز**- مترجم: محمد یحیٰ خان، نگارشات پبلشرز، لاہور، ص:۱۴۰

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے رُو بہ عمل عالمی طاقتوں نے مشرقی تہذیب و تمدن کی بنیادی اکائی خاندان میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے مرد و عورت میں برابری سے متعلق پروپیگنڈہ کیا۔ اس ضمن میں مشرقی اور مذہبی معاشروں کے اوپر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ معاشرے مرد پسند معاشرے ہیں۔ ان معاشروں میں عورتوں کے ساتھ زیادتی اور ظلم کیا جاتا ہے۔ (1) اس پروپیگنڈے کا مقصد یہ ہے کہ مشرقی عورت کے دل میں اپنے خاندانی اور سماجی نظام کے لیے نفرت اور انگیخت پیدا کی جائے۔ لامحالہ خاندانی نظام میں ٹوٹ پھوٹ کی صورت اس کے نتائج رونما ہونے تھے۔ حالانکہ جدید مغربی تہذیب اور اس کے علم بردار براہ راست مردوں کی برتری کے قائل رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ اس کے برعکس ہماری مشرقی و مذہبی روایت میں مرد عورت سے برتر و افضل کبھی نہیں رہا بلکہ اس کا نگران و محافظ ہونے کے سبب اسے ہمیشہ چوکیداری کے فرائض سونپتے ہوئے عورت کی عصمت و اہمیت اور عظمت و فضیلت میں مزید اضافہ کیا گیا ہے۔ امریکی معاشرے میں مردوں کی اجارہ داری ہمیشہ سے رہی ہے:

> The civil power of male patriarchs was undisputed in colonial Latin America. As Dore points out, "men's gender privileges and obligations were regarded as natural law. It was taken to be self-evident that women were not equal to men". After independence, Latin American countries began to formulate their own civil laws, though few changes were made to the status of women. (2)

مردوں کی سردارانہ سماجی قوت لاطینی امریکہ میں غیر متنازعہ تھی۔ جیسا کہ ڈور نے لکھا ہے کہ "مرد کی جنسی اجاردہ داری، اختیار اور ذمہ داری فطری قانون کے طور پر مانی جاتی تھی۔ یہ ایک از خود دلیل تھی کہ عورتیں مردوں کے برابر نہیں ہیں"۔ خود مختاری کے بعد، لاطینی امریکہ ریاستوں نے اپنے سماجی قوانین بنانے شروع کر دیے، جس کے نتیجے میں عورت کی سماجی حیثیت میں کچھ تبدیلی رونما ہوئی۔

---

(1) Browning, Don S., M. Christian Green, and John Witte. *Sex, Marriage, and Family in World Religions*. 2nd ed. New York: Columbia University Press, 2009. P.12

(2). Htun, Mala. *Sex and the State: Abortion, Divorce, and the Family under Latin American Dictatorships and Democracies*. Cambridge, UK: Cambridge University Press, 2003.P.58

تحریک آزادی نسواں نے مغربی خواتین کا جس طرح استحصال کیا اب ان کا اگلا ہدف مسلم خواتین ہیں۔ اس مقصد کے لئے قاہرہ کانفرنس، بیجنگ کانفرنس اور بیجنگ کانفرنس یہ سب اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔زینب الغزانی اپنی کتاب میں بیان کرتی ہیں:

"افکار مغرب کا فتنہ عورت کے رخ نسوانیت سے اسلام اور نسوانیت کے اثرات کو مٹا رہا ہے۔ ایمان، عقیدہ اعمال اور رویے منفی طور پر شدت اور تیزی سے متاثر ہو رہے ہیں۔ عورت کی فطرت اور مزاج تبدیل ہو رہا ہے۔اس کے حقیقی مقام کی بنیادیں سرکنے لگی ہیں۔"(۱)

جنسی مساوات:

مغرب میں مرد و عورت کے مابین مساوات کا جو تصور موجود ہے اس کے مطابق معاشرے میں عورت کے ساتھ بالکل مردوں جیسا برتاؤ ہونا چاہیے۔ ہمارے خاندانی نظام میں مساوات کا یہ اصول جب لاگو کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس کے نتائج بہت بھیانک انداز میں رونما ہوا کرتے ہیں۔اسی تناظر میں آزادی نسواں کی تحریک شروع کی گئی۔ یہ تحریک بھی مغرب سے اٹھی۔ مغربی معاشرے میں عورت کے ساتھ جو نفرت آمیز سلوک روا رکھا جاتا تھا اس کے ردِ عمل نے آزادی نسواں کی تحریک شروع کی۔

"یورپ میں تحریک آزادی نسواں کا باقاعدہ آغاز فرانسیسی انقلاب کے فوراً بعد ہوا۔ فرانسیسی انقلاب کے مفکرین کے نزدیک مساوات مرد وزن کا کوئی تصور نہیں تھا۔ ان کے پیش کردہ مساوات کے نعرے آزاد اور جائیداد رکھنے والے مردوں کے سیاسی حقوق تک ہی محدود تھے۔۱۷۴۸ میں فرانس کی انقلابی اسمبلی مین ایک رکن کاندوز (Condorcet) نے اپنی تقریر میں مطالبہ کیا کہ شہریوں کے حقوق میں عورتوں کو بھی شامل کیا جائے۔ جس کے نتیجے میں اسے باغی قرار دے کر پھانسی دے دی گئی۔(۲)

مغربی طاقتوں کے جدید ترین نظریاتی پروپیگنڈے کے نتیجے میں آزادی کے سابقے کے ساتھ مختلف اصطلاحات منظر عام پر آئی ہیں۔ جن میں سے خصوصیت کے ساتھ، آزادیِ نسواں اور آزادیِ اظہار رائے کی اصطلاحات نے دراصل پاکستان میں خاندانی نظام کو بتدریج متاثر کیا ہے۔

مشترک خاندانی نظام

قوموں کی تشکیل کے لیے بنیادی اکائی "مشترک خاندان" ہے جس نے بعد میں قبیلے اور پھر قوم کی شکل اختیار کی۔ "مشترک خاندانی نظام" مشرقی سماجی نظام کا جزولاینک ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی

---

(۱) الغزالی زینب، زینب الغزالی - **مسلمان عورت کا اصل مسئلہ** - مترجم: منیر احمد خلیلی، دار التذکیر، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۰

(۲) چودھری، محمد رفیق - **مساوات مرد وزن** - مشتاق بک کارنرز، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۷

طاقتوں نے مشترک خاندانی نظام کے خاتمے کے لیے مسلسل کوششیں کی ہے۔ مشترک خاندانی نظام اتحاد و یکجہتی کی معاشرتی فضا قائم کرتا ہے۔ جب کہ غیر مشترک خاندان مادہ پرستی کے رجحانات کی پرداخت کرتا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے منصوبوں میں سے اہم دنیا کی آبادی اور افزائش پر قابو پانا ہے۔ اس میں سب سے بڑی رکاوٹ خاندانی نظام ہے۔ یونائیٹڈ نیشنز کی تحقیق کے مطابق مشرق میں آبادی میں اضافے کی وجہ مشترک خاندانی نظام ہے۔([1]) اسی وجہ سے اس خاندانی نظام کے خاتمے کے لیے کوشش کی گئی۔ بیسویں صدی کے بعد برصغیر پاک و ہند میں مشترک خاندانی نظام میں بگاڑ پیدا ہو گیا۔ شہروں میں مشترک خاندانی نظام قریب ختم ہو چکا ہے۔ دیہاتوں میں مشترک خاندانی نظام کے مظاہر کہیں کہیں باقی ہے لیکن زیادہ تر یہ خاندان بھی الگ الگ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ مشترک ہندوستان کے دو حصے پاکستان اور ہندوستان ایک جیسے خاندانی نظام پر مشتمل ہیں۔ زمانۂ موجود میں نئے عالمی نظام کے زیر اثر خاندانی نظام میں ہونے والی تبدیلیاں دونوں جگہ یکساں دکھائی دیتی ہیں۔ پی جی سنگھ مشترک ہندوستان میں خاندانی نظام کی اس بدلتی ہوئی روش کے متعلق یونائیٹڈ نیشن کے ایک تحقیقی جریدے میں لکھتے ہیں:

> Since time immemorial the joint family has been one of the salient features of the Indian society. But the twentieth century brought enormous changes in the family system. Changes in the traditional family system have been so enormous that it is steadily on the wane from the urban scene. There is absolutely no chance of reversal of this trend. In villages the size of joint family has been substantially reduced or is found in its fragmented form. Some have split into several nuclear families, while others have taken the form of extended or stem families. Extended family is in fact a transitory phase between joint and nuclear family system. The available data suggest that the joint family is on its way out in rural areas too. ([2])

([1]) R. Joganmohan Rao. Joint Family and Population Problem, A Study in Legal Policy, Pdf: United Nations, Department of Economic and Social Affairs Family, Journal of Indian Law Institute: vol: 16:04, accessed date: 18-02-2021, http://14.139.60.114:8080/jspui/bitstream/123456789/16349/1/028_Joint%20Family%20and%20Population%20Problem%20-%20A%20Study%20in%20Legal%20Policy%20%28710-726%29.pdf

([2]) J.P.Singh. Problems of India's Changing Family and State Intervention. Pdf: United Nations, Department of Economic and Social Affairs Family, 06-05-2009, accessed date: 18-02-2021, https://www.un.org/esa/socdev/family/docs/egm09/Singh.pdf

عہد قدیم سے مشترک خاندان ہندوستانی معاشرے کا ایک خصوصیت رہا ہے لیکن بیسویں صدی نے خاندانی نظام میں بہت سی تبدیلیاں کی ہیں۔ یہ تبدیلیاں اتنی زیادہ ہیں کہ شہری معاشرے سے یہ مشترک خاندانی نظام ختم ہو رہا ہے۔ دوبارہ مشترک خاندانی نظام کے لوٹنے کے کوئی امکانات بھی نہیں ہیں۔ دیہاتوں میں بھی مشترک خاندان کے حجم میں کمی ہوئی ہے یا یہ خاندان ٹوٹے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ خاندان کئی اکلوتے خاندانوں میں تقسیم ہو گئے ہیں جب کہ دوسروں نے شاخی خاندان کی شکل اختیار کر لی ہے۔ بڑے خاندان کی شاخ بننا دراصل اکلوتے خاندان اور مشترک خاندان کا درمیانی مرحلہ ہے۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ دیہاتی علاقوں سے بھی مشترک خاندانی نظام جلد ہی ختم ہو جائے گا۔

پاکستانی معاشرے میں صورت حال بعینہ ایسی ہی ہے۔ مشترک خاندانی نظام دیہاتی علاقوں میں کہیں باقی دکھائی دیتا ہے ورنہ شہروں سے قریباًاس خوبصورت طرز بود و باش کو تقریباًدیس نکالا مل چکا ہے۔ ستر اور اسی کی دہائی تک کہیں نہ کہیں مشترک خاندانی نظام کی خوبیوں کا تذکرہ، چرچا اور قبولیت بہر حال موجود تھی لیکن اب مشترک خاندانی نظام عائلی زندگی کے لیے سب سے بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ وقاص خان اپنے مقالے میں لکھتے ہیں:

In Pakistan, the very first question that is raised after knowing that a girl is getting married is always, "Is she going to a joint family or a nuclear family system"? Yes, because people in Pakistan consider this to be a really big issue not only for the husband and wife but also for their upcoming family and children. Back in the '70s and '80s the joint family system was considered better than an independent or a nuclear family system by the majority. But as the time changed, the new generation turned smart and grew up having the confidence that they are supposed to be independent and would not entertain anyone's interference in their personal lives.(1)

پاکستان میں لڑکی کی شادی سے متعلق جاننے کے بعد ہمیشہ پہلا سوال یہی کیا جاتا ہے کہ کیا وہ جوائنٹ فیملی مین رہنے جارہی ہے یا نیوکلیئر فیملی میں؟ جی ہاں، کیوں کہ پاکستانی لوگ اسے سب سے بڑا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ جو سرف میاں بیوی تک محدود نہیں ہے بلکہ ان کے بننے والے خاندان اور بچوں کے لیے بھی اہمیت رکھتا ہے۔ ستر اور اسی کی دہائی میں اکثریت کے نزدیک مشترک خاندان، اکائی خاندان سے بہتر

(1) Waqas Khan, Joint Family System in Pakistan, Pakistan Today, Dated: 15 November 2017, Accessed: 22-02-2021, Link: https://archive.pakistantoday.com.pk/2017/11/15/joint-family-system-in-pakistan-part-1/

سمجھا جاتا تھا۔ لیکن وقت بدلنے کے ساتھ نوجوان نسل میں اعتماد پیدا ہونے لگا اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ ان کی ذاتی زندگی میں دوسروں کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔

خلاصہ کلام

نیو ورلڈ آرڈر نے پوری دنیا میں ایک حکومت کے قیام کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے جس طرح کے حقوق کا پرچار کیا ہے اور خاندان سے متعلق جیسے قوانین اور پالیسیاں عالمی سطح پر مغربی تہذیب کے زیر اثر بنائی گئی ہیں انہوں نے براہ راست مشرق کے خاندانی نظام پر اثرات مرتب کیے ہیں۔ ہمارے مشترک خاندانی نظام Joint Family System کو شدید دھچکا لگا ہے۔ ہمارے خاندان کی بنیادی اکائی والدین ہوا کرتے۔ لیکن مغربی خاندان میں ایسی کسی اکائی کا تصور نہیں ہے۔ وہاں کی روش جب ترویج پا کر یہاں تک پہنچتی ہے۔ یہاں کے لوگ اس نظام زندگی سے متاثر ہوتے ہوئے خاندان کی بنیادی اکائی کو غیر اہم متصور کرنے لگتے ہیں۔ معاشرتی اور سماجی طور پر ایسا کرنے کی صورت میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جو یقینی طور پر خاندانی نظام کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان مساوات اور برابری چند متعین اصول و قوانین کے تحت ہونی چاہیے۔ بے سروپا نعرۂ مساوات و آزادی کے کوئی باقاعدہ معانی نہیں ہیں۔ جب مغرب کی پیروی میں مساوات کی بات کی جاتی ہے تو خاندان بکھرنے لگتے ہیں اور خاندانی نظام کو شدید زک پہنچتی ہے۔

فصل دوم

نیو ورلڈ آرڈر اور نظام اَخلاق پر اَثرات

نئے عالمی نظام کے نفاذ کے لیے سر گرداں عالمی ہاتھ اپنی اجارہ داری اور مطلق العنانیت قائم کرنے کے لیے اخلاقی نظام میں بگاڑ پیدا کر رہاہے۔ اخلاقی نظام کسی بھی معاشرے کے لیے ریڑھ کی ہڈی ہوا کرتا ہے۔ اگر اس میں فتور آجائے تو معاشرہ بہت تیزی سے بگڑتا اور تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر ایسا سماج بتدریج دنیا میں محکوم یا پھر معدوم ہو جاتا ہے۔ نئے عالمی نظام کے نفاذ کی کوششیں کرنے والی عالمی خفیہ طاقتیں پوری دنیا کے سماج میں کچھ تبدیلیاں چاہتی ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے اخلاقی نظام پر مرتب ہونے والے اثرات کے متعلق تفصیلا جاننے سے قبل یہ متعین کرنا بہت ضروری ہے کہ اخلاق کا معنی و مفہوم کیاہے اور مشرقی اور مغربی معاشرے میں اخلاق کسے کہتے ہیں۔

اخلاق: معنی و مفہوم

لفظِ ''اَخلاق'' انسانی ثقافت، کلچر، عقائد کے ساتھ مربوط ہے۔ یہ ایسا اَدبی تذوق ہے جس کے ساتھ معاشرے میں امن و محبت اور بھائی چارے کی تلقین کا پرچار ہوتا ہے۔ اَخلاق حسنہ ہر معاشرے اور ہر دور میں تعریف کے ساتھ متّصف رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اَخلاق حسنہ کو ہر دور میں اہم مقام حاصل رہاہے۔

لفظِ اَخلاق کے کئی معانی ہیں جن میں سے: دین، طبیعت، مروت اور سنجیدگی شامل ہے۔

ابن اعرابی کہتے ہیں:

الخلق: المروءة، والخلق الدين(۱)

''خلق کا لفظ مروت اور دین پر دلالت کرتا ہے۔''

اصطلاحی معنوں میں اخلاق سے مراد وہ سبھی اچھے رویے، اچھی عادات اور طور طریقے ہیں جو زندگی گزارنے اور معاشرت کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی درست پاسداری کرتے ہوئے اپنائے جاتے ہیں۔ اخلاق میں فقط زبان کی مٹھاس اور کسی سے برتاؤ میں عمدگی شامل نہیں ہے۔ بلکہ اخلاق زندگی گزارنے کا

---

(۱) زبیدی، محمد مرتضی الحسینی، - تاج العروس- دار الہدایۃ، ۶/ ۳۳۶

طریقہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسے انگریزی لفظ ایتھکس کے متبادل تصور کر رہے ہیں مورل ویلیوز نہیں سمجھ رہے ہیں۔ یہ کوڈ آف کنڈکٹ ہے جو زندگی گزارنے کے لیے کسی فرد کے پیش نظر رہتا ہے۔

Ethics covers those areas of life where our basic human questions meet our limits. Ethics is commonly understood as a form of critical discourse concerned with moral-ity (that is, with the mores – the customs, values, laws, and other social standards – of various human communities). (1)

"اخلاقیات زندگی کی ان سبھی جہات پر مشتمل ہیں جہاں ہماری بنیادی انسانی سوالات کی آخری حدود ہیں۔ اخلاقیات سے عمومی طور پر وہ تنقیدی مباحث ہیں جو شخصی عادات و اطوار سے متعلق ہیں (جو، روایات، ثقافت، قوانین اور دیگر سماجی حدود بندیاں ہیں۔ جو مختلف معاشروں میں مختلف ہیں)۔"

یعنی بالفاظ دیگر اخلاق؛ خاص قسم کے رسم و رواج اور قانون کی پیروی سے بلند ہے۔ اس سے مراد کائنات، خالق کائنات اور اپنی ذات کے مابین تعلق کو سمجھتے ہوئے اس کے دیے گئے قانون و اصول کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ اس اعتبار سے اخلاق کا مفہوم مذہبی اعتبار سے بہت وسیع ہے۔ حدیث نبوی میں اخلاق کے متعلق بہت سا مواد میسر آجاتا ہے۔ جس سے یہ سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے کہ اخلاق کیا ہے اور کیا نہیں ہیں۔

''من أكثر ما يدخل الناس الجنة تقوى الله وحسن الخلق''(۲)

''کثرت کے ساتھ جو عمل لوگوں کو جنت میں لے جائے گا وہ اللہ سے ڈرنا اور حُسنِ اخلاق ہے۔''

''إن أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقا''۔(۳)

''بے شک تم میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔''

''إن العبد ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم''۔(۴)

''بے شک بندہ حُسنِ خلق کے ساتھ روزے رکھنے والے عبادت گزار کے جیسا درجہ پالیتا ہے''

(1) Clairmont, David A. *Moral Struggle and Religious Ethics: on the Person as Classic in Comparative Theological Contexts*. Malden, MA: Wiley-Blackwell, 2011.

(۲) بغوی، حسین بن مسعود بن محمد-شرح السنۃ-، المکتب الاِسلامی، ۱۹۸۳ء- حدیث: ۳۴۹۷، ۱۳/ ۷۹

(۳) ایضاً، حدیث: ۳۴۹۵، ۱۳/ ۷۸

(۴) ایضاً، حدیث: ۳۵۰۱، ۱۳/ ۸۲

''بعثت لأتمم مكارم الأخلاق''۔(۱)

''مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''كان خلقه القرآن۔''(۲)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خُلق تمام قرآن ہی تھا (یعنی آپ قرآن کے مطابق عمل کرنے والے تھے)

''أي كان متمسكا به وبآدابه وأوامره ونواهيه وما يشتمل عليه من المكارم والمحاسن والألطاف''(۳)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے ساتھ متمسک، اُس کے آداب اور اوامر و نواہی، اس کے متعلقات مکارم و محاسن اور اَلطاف بخوبی جانتے تھے۔ہم بہت آسانی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور ان کی سیرت ہی اخلاق کا نمونہ ہے۔یعنی سیرت اخلاق ہے۔ حضرت عائشہ نے جب یہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قرآن مجید ہے تو یہ متعین ہوگیا کہ اخلاق سے مراد سبھی زندگی گزارے کا طریقہ ہے۔ مشرق یا مذہب پسند سبھی معاشروں میں یہ کوڈ آف کنڈکٹ یا نظام و طرز عمل اور ضابطۂ حیات مذہب فراہم کرتا ہے۔ اس کی بنیاد مذہب اور مذہب کی بنیاد الہامی تعلیمات ہوتی ہیں۔

نیو ورلڈ آرڈر اور اخلاقیات:

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی خواہش مند طاقتیں پوری دنیا میں اپنے پروپیگندہ کے ذریعے مختلف نظریات کی مسلسل ترویج کر رہی ہیں۔ جدیدیت اور پس جدیدیت اور مذہب سے بیزاری و مخالفت پر مبنی نظریات و افکار کی ترویج و تبلیغ دراصل مذہب کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے درمیان مخالفت پیدا کرنے کے لیے ہے۔ان متضاد اور مخالف خیالات کے پیدا ہونے سے انہیں کیا فائدہ پہنچتا ہے، اس کے متعلق وکٹر ای مارسڈن لکھتا ہے:

---

(۱) بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی- **السنن الکبری**- مکتبہ دار الباز، مکۃ المکرمۃ۔ ۱۹۹۴ء۔ حدیث:۲۰۵۷۱، ج۱۰، ص۱۹۱۔

(۲) احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن حنبل-**مسند احمد**- موسسۃ قرطبہ، مصر۔ حدیث:۲۵۳۴۱،۶/۱۶۳

(۳) لسان العرب، ابن منظور، ۱۰/۸۷

رائے عامہ کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے ہمارے پاس ایک راز یہ ہے کہ ہمیں کشید گی، مایوسی اور بے اطمینانی کی ایک فضا قائم کرنا ہوگی۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ہر سمت اور ہر گوشے سے قطعی متنازعہ اور متضاد خیالات کو پیش کریں گے۔ اس سلسلہ کو اتنا طول دیں گے کہ غیر یہود صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں گے۔(1)

یہی وہ بنیادی حربہ ہے جس کے ذریعے مختلف معاشروں کے اخلاقی نظام میں تیزی سے تبدیلی پیدا کی جارہی ہے۔ متضاد نظریات کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیموں کو استعمال کرتے ہوئے باقاعدہ نصاب اور منصوبہ بندیاں کی جاتی ہیں جن پر عمل کرانے کے لیے بہت سی خطیر رقوم خرچ کی جاتی ہیں۔ ایک انگریز ماہر تعلیم اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

The teachers should deliberately reach for power and then make the most of their conquest “in order to”influence the social attitudes, ideals and behavior of the coming generation... The growth of science and technology has carried us into a new age where ignorance must be replaced by knowledge, competition by cooperation, and trust in providence by careful planning and private capitalism by some form of social economy.(2)

اساتذہ کو طاقت حاصل کرنی چاہیے اور پھر اپنے مفتوحہ دائرے میں معاشرتی رویوں، مثالی نمونوں اور آنے والی نسل کے طریقوں کو متاثر کرنا چاہیے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترویج ہمیں ایسے نئے دور میں لے جائے گی جہاں جہالت دانش سے بدل جائے گی، مقابلہ بازی باہمی تعاون سے اور خدا پر اعتماد محتاط پلاننگ سے بدل جائے گا۔ کیپیٹلزم ایک طرح کی سوشل اکانومی سے تبدیل ہو جائے گا۔

نیو ورلڈ کے منصوبوں میں سے ایک پوری دنیا کے اخلاقی نظام میں تبدیلی ہے۔ اخلاق و تربیت کے نظام میں یہ تبدیلی تعلیمی نصاب اور اساتذہ کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ پاکستانی اسلامی معاشرہ اپنے اخلاق، طور طریقوں اور اور رسوم و رواج کے اندر غیر اسلامی راستوں پر چلتا جارہا ہے۔ خالص اسلامی اخلاق پر جاہلی عرف، انحطاط پذیر خواہشات اور نت نئی عادات غالب آگئیں۔ جدید دور سے قبل اسلامی اخلاق میں تمام تر بگاڑ کے باوجود موروثی دینی جذبات کے تحت فیصلے کئے جاتے تھے اور لوگوں میں فضائل اخلاق کی غیرت فطری طور پر موجود تھی۔ وہ اپنی تمام معاشرتی اقدار رواج

(1) وکٹر ای مارسڈن- **یہودی پروٹوکولز**- مترجم: محمد یحیٰ خان، نگارشات پبلشرز، لاہور، ص: ۱۴۸

(2). Dennis Cuddy, *Chronological history of the new world order*, P. 3

اور معیارات کو دین کی طرف منسوب کرتے یا کم از کم کسی اصول و قاعدہ کو تلاش کرتے تھے۔لوگوں کے ہاں اتنی فکری استعداد تھی کہ وہ اصلاح کی کوششوں کو دین سے سند کی بنیاد پر پرکھتے تھے۔ کئی ایسے مجدد تھے جو اسلام کے دعویدار تھے اور کئی خارج سے آئے ہوئے فسادی اشخاص تھے،سب کو دین کی سند پر پرکھا جاتا۔نیو ورلڈ آرڈر کے تحت فلسفہ اخلاق میں لادینی عناصر داخل کیے جارہے ہیں۔ اور بتدریج اخلاقی نظام کو مذہب سے الگ کر کے مغربی اخلاقی نظام کی جانب لے جایا جارہا ہے۔

> The main significance of our idea of liberalism as a project for a new world order refers to the application of liberal ideas and practives to the organization of international relation principally through the human rights documents and instruments produced by, or under the patronage of the united nations after world war two. The attempt to promote the general acceptance of these declarations and covenants on human rights constitutes a project for a new order both for the internal organization of the many states of the world and for the way these states relate to each other internationally. ([1])

> ہمارے لبرل ازم کے خیال کا امتیازی وصف اس کا نئے عالمی نظام کے لیے ایک منصوبے کے طور پر ہونا ہے۔ لبرل ازم کے مختلف افکار و اعمال کے نفاذ کے لیے بین الاقوامی سطح پر تعلقات عامہ کے اداروں نے انسانی حقوق سے متعلق دستاویزات اور آلات جو دوسری عالمی جنگ کے بعد یو این او نے یا تو خود بنائے ہیں یا اس کی سرپرستی میں بنائے گئے ہیں۔ان دستاویزات اور افکار و نظریات کی عمومی قبولیت کی ترویج کے لیے انہیں انسانی حقوق کی شکل میں نئے عالمی نظام کے منصوبے کے طور پر دنیا بھر کی کئی ریاستوں میں داخلی اداروں کے ذریعے یا پھر بین الاقوامی باہمی تعلقات کے ذریعے سے پھیلایا جاتا ہے۔

یہ تصورات جب اخلاقیات کی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو بنیادی اخلاقی تصور ہی تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے اور نئے عالمی نظام میں اخلاقیات کی تعریفات بہت سی ہو سکتی ہیں لیکن بہر طور ان سبھی میں مذہب کو کوئی عمل دخل نہیں ہو گا۔ خدا سے اخلاقیات اور ضابطہ اخلاق کو جدا کرتے ہوئے بہت سادگی کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے۔ اس لبرل ازم کے ساتھ سب سے پہلے یہودیوں نے بے شمار فوائد اٹھائے اور یورپ کو اپنے قابو میں کر لیا۔

([1]) Charvet, John, and Elisa Kaczynska-Nay. *The Liberal Project and Human Rights the Theory and Practice of a New World Order*. Cambridge: Cambridge University Press, 2008. P.1

"Liberalism and nationalism with a flourish of trumpets, threw open the doors of the ghetto and offered equal citizenship to the Jew. The jew passed out into the Western World, saw the power and the glory of it, used it and enjoyed it, laid his hand indeed upon the nerve centers of its civilization, guided, directed and exploited it, and then, refused the offer")(1

"لبرل ازم اور قوم پرستی کے پھلنے پھولنے کے ساتھ ہی یہودی (مہاجرین کی) بستی کے لیے دروازے کھول دیئے گئے اور انہیں مساوی شہریت کی پیش کش کی۔ یہودی مغربی دنیا میں داخل ہو گئے، طاقت اور اس کی عظمت دیکھی، اس کا استعمال کیا اور اس سے لطف اندوز ہوئے۔ انہوں نے حقیقتاً مغربی تہذیب کے حساس مراکز اپنے قابو میں کر لیے۔ مغربی تہذیب کے ان مراکز کی قیادت حاصل کر لی، ان کی سمت متعین کی اور ان سے خوب فائدہ اٹھا، اور اُس کے بعد انہوں ے لبرازم اور نیشنل ازم کی آفر قبول کرنے سے انکار بھی کر دیا۔"

ان کے لیے خدا کا نہ ہونا کوئی ایسی ضروری بات نہیں ہے۔ اور یہی وہ خوفناک بنیاد ہے جس نے مادر پدر آزاد اخلاقی معاشرے کو جنم دیا ہے۔ جہاں پر اخلاقیات کے لیے من مانے ضابطے اور اصول و قوانین بنائے اور سکھائے جاتے ہیں۔ اس نظام اخلاق کی نسبت پلوٹو کی جانب کی جاتی ہے، جسے بتدریج ارسطو نے بڑھاوا دیا اور رائج اخلاقیات کے معاملے میں مختلف آراء و افکار میں ایک اہم نظریہ اور فکر کی حیثیت رکھتی ہے۔ (۳)

نیو ورلڈ آرڈر کے تحت پاکستان میں مذہب و روایات کی قید سے آزاد نظریات و خیالات کی باقاعدہ ترویج کی جا رہی ہے۔ پاکستانی معاشرے میں بھی ترقی پسندی اور جدت کے مظاہر انہی افکار و نظریات کا نتیجہ ہیں۔ ایسے احوال و اعمال کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جن میں مذہب مخالفت اور مغرب موافقت کے اثرات شامل ہوتے ہیں۔ ایسی روایات ہمارے معاشرے کے لئے صحت و توانائی کا باعث نہیں ہیں بلکہ زہر قاتل ہیں۔

پاکستان میں مخلوط میراتھن ریس، ویلنٹائن ڈے، نیو ایئر نائٹ اور بسنت میلہ بڑے جوش و خروش سے حکومتی سرپرستی میں منائے جاتے رہے۔ میراتھن ریس کا اہتمام سرکاری سطح پر کیا جاتا۔ روشن خیالی کے خاکے میں رنگ

(1) Victor E, Marsden, The protocols learned elders of Zion, Russia, published:1934, Page: 22

(3) Echeñique, Javier. *Aristotle's Ethics and Moral Responsibility*. Cambridge: Cambridge University Press, 2015.

بھرنے کے لئے مغرب کی ثقافتی اقدار کی ترویج کی جارہی ہے۔ میراتھن ریس جیسی افسوس ناک اور غیر اسلامی روایت کے حوالے سے "البلاغ" میں لکھا گیا تھا کہ یہ مغربی رسم ہے اور اس کا نام تک اس معاشرے میں اس سے قبل کوئی نہیں جانتا تھا۔ نوجوان لڑکیوں کو نیکر پہنا کر لڑکوں کے ساتھ دوڑانا بے ہودگی ہے۔ (۱)

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتیں دنیا میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بے حیائی پھیلاتی ہیں۔ وکٹر ای مارسڈن فحاشی و عرنی کے متعلق انکشاف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''عالمی اقتصادی بحران اور ہمہ گیر تباہی و بربادی لوگوں کو روحانی اور اخلاقی پستی کے گڑھے میں دھکیل دے گا۔اس مقصد کے لیے خوبصورت یہودی عورتوں کا استعمال کیا جائے گا۔ یہ عورتیں دوسری قوموں کے رہنماؤں میں اَخلاقی بے راہ روی پیدا کرنے کا سب سے زیادہ مؤثر اور یقینی ذریعہ بنیں گے۔''(۲)

یہ لوگوں میں شراب نوشی اور دیگر قسم کی منشیات عام کرنے کے لیے مسلسل مصروف رہتی ہیں۔ پاکستان میں بھی یہ طاقتیں بتدریج ان برائیوں کے افشا کے لیے مصروف عمل ہیں۔

عالمی ذرائع ابلاغ، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات و جرائد اور فلموں کے بڑے بڑے مراکز دینی اقدار اور پختہ عقائد کو بنیاد پرستی قرار دے کر نئی نسل کو اپنے عقیدے اور ایمان سے بد ظن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی فلمی کہانیاں اور ان کے کردار ہمارے نوجوانوں کے فطری تجسس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انہیں ایسی راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے ان میں اچھے برے اعمال کی تمیز ختم ہو جائے۔ روح کی پاکیزگی اور حیا متزلزل ہو جائے تو انسان اور جانور کا فرق و امتیاز ہی مٹ جاتا ہے۔ ویڈیو فلمیں اور ڈیش انٹینا، کیبل معاشرے پر انتہائی زہریلے اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ بالی وڈ، براوَوے، بنکاک اور ہانگ کانگ کے مراکز، عیاشی کی سرگرمیاں اس کیبل اور ڈش کی بدولت گھروں میں دیکھی جارہی ہیں۔"(۳)ڈاکٹر مشتاق الرحمن صدیقی پاکستانی معاشرے کی حالت پر تبصرہ کرتے ہیں:

> "ہمارے مغربی ڈسکو کلچر کی مرغوبیت کی ایک جھلک اس طرح سامنے آئی ہے کہ اب ہمارے بعض قومی اور ملی نغمے بھی مغربی انداز میں پیش کیے جانے لگے ہیں۔ مثلاً ایک مقبول نغمہ دل دل پاکستان جان جان پاکستان چاہے کتنا ہی دلپذیر کیوں نہ ہو اس کی بصری پیش کش میں بحر حال مغربی ثقافت کی مرغوبیت اور مغلوبیت جھلکتی ہے۔ اس طرح مغرب سے متاثر ہو کر ہمارے پی ٹی وی اور ایس ٹی این کے بعض

---

(۱) عزیز الرحمن، **روشن خیالی کی ظلمتیں**، ماہنامہ البلاغ، ربیع الثانی، ۱۴۲۶ھ۔ ص ۳۴

(۲) وکٹر ای مارسڈن- **یہودی پروٹوکولز**- مترجم: محمد یحیٰ خان، نگارشات پبلشرز، لاہور، ص: ۱۲۱

(۳) انصاری، محمد الیاس، **وڈیو جنریشن**، فیروز سنز، لاہور، ص: ۲۰-۲۱

ڈراموں اور پروگراموں میں ذو معنی فقرے، غیر اخلاقی مکالمے اور ناپسندیدہ مناظر سنائے اور دکھائے جاتے ہیں"(۱)

ہمارے معاشرے کی صورت گری میں ٹی وی نے سب سے طاقتور ہتھیار کے طور پر کام کیا ہے اور معاشرتی سطح پر دینی اور اخلاقی کردار کو پسپا کر کے آزاد خیالی اور لادینیت کے رجحان کو تقویت دی ہے۔(۲)

اسلامی قطعی طور پر مرد و خواتین کو مل جل کر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ اَقدار اسلام کے منافی ہیں۔ قرآن و سنت میں مؤمنین کو "غض بصر "یعنی آنکھیں نیچا رکھنے اور ایک دوسرے کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں مغرب اور یورپ سے درآمد نظام تعلیم کا خاصہ مخلوط تعلیم ہے:

''مغربی تہذیب کی ترویج کے ذریعے میوزک، فیشن اور مادیت پرستی کو عام کیا جارہا ہے۔ فحش لٹریچر کے باعث بے حیائی کو ترویج دیا جارہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ طرزِ زندگی میں فاسٹ فوڈ، شراب نوشی، جینز کا استعمال اور لبرل ازم کو پروموٹ کیا جارہا ہے۔''(۳)

ہمارے سبھی پاکستانی تعلیمی ادارے اس بات کا باہر و ظاہر ثبوت ہیں۔ یونیورسٹیز میں یہ سارے طور طریقے اور رسم و رواج عام ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے سبھی عالمی ادارے، این جی اوز اور دیگر سکالر شپ اور بیرون و اندرون ملک تعلیم کے وظائف دینے والے لبرل ازم اور فکری و نظریاتی آزادی کے علم بردار ہیں۔ عابد علی اہل مغرب کی دسیسہ کاریوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے وضاحت کرتا ہے کہ:

"Religion is the target of Globalization and Islamic is the basic target. Every religion is the pioneer of ethical values, which are the main hurdles in the way of globalization. So to decrease the religious impacts, religious fundamentalism is being propagated. Because western culture is based on liberalism so they are encouraging prostitution culture and sex industry in Muslim countries. The first impact of globalization in Muslim world will be the wilderness of social and ethical values in the Muslim societies."(4)

---

(۱) صدیقی، ڈاکٹر مشتاق الرحمن، **تعلیم و تدریس: مباحث و مسائل**، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء۔ ص: ۹۸-۹۹

(۲) اشتیاق احمد گوندل، **پاکستان میں اسلام اور لبرل ازم کی کشمکش**، ص: ۱۱۷۔

(3) Akbar, M. W. *Media and Islam*, Mecca Publishers Lahore, Pakistan. (2003). p, 153

(4) Aabid, A. K. (1995). *IslamiSahafat*, Islamic Publications Ltd, Lahore: p, 4.

”گلوبلائیزیشن کا بنیادی ہدف اسلامی اَقدار اور نظریات ہیں۔ ہر مذہب اخلاقی اقدار کا علمبر دار ہوتا ہے جو گلوبلائزیشن کی راہ میں رکاوٹ ہوتا ہے۔اسی لیے مذہبی اثرات کو کم کرنے کے لئے، مذہبی بنیاد پرستی کی تشہیر کی جارہی ہے۔چونکہ مغربی ثقافت لبرل ازم پر مبنی ہے لہذا وہ مسلم ممالک میں جسم فروشی کی ثقافت اور جنسی صنعت کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مسلم دنیا میں گلوبلائزیشن کا پہلا اثر مسلم معاشروں میں معاشرتی اور اخلاقی اقدار کو پامال کرنا ہے۔“

خلاصۂ کلام

نیو ورلڈ آرڈر کے تبلیغ کردہ نظریات کے مطابق اخلاق کی بنیادیں مذہب میں نہیں تلاش کی جاتیں بلکہ اس یک طاقتی نظام نے مذہب کے متبادل ایک نظام العمل قائم کر رکھا ہے جو بظاہر اس بنیاد پر قائم ہے کہ اخلاق وضوابط مذہبی تعلق سے ہٹ کر ہونے چاہیں۔ یو این او کے جنرل سیکرٹری کے عہدے کے لیے جو شخص نامزد ہوتا ہے اسے اپنے مذہبی ضابطوں سے ہٹ کر ایک ETHICAL FRAMEWORK کے تحت کام کرنا پڑتا ہے۔[1] یعنی اس یک طاقتی نظام کی منشا ایک ایسا اخلاقی نظام یا ضابطہ عمل نامزد کرنا ہے جو در حقیقت مشرق مخالف یعنی مذہب مخالفت پر مبنی ہو۔ یہ عجیب حقیقت ہے کہ اس ضمن میں اگر کسی مذہب کو سب سے زیادہ نشانہ زد کیا گیا ہے تو وہ اسلام ہے۔ یہودیت اور صیہونیت اس معاملے سے یوں جدا ہے کہ وہ اپنے مذہب کے پرچار اور اپنے ضوابط و اصولوں پر عمل کرنے میں مکمل آزاد ہیں ۔ اس نظام کے تحت اثر قبول کرنے والے سمجھتے ہیں کہ اَخلاق کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے نزدیک اَخلاق کی عمارت فلسفیانہ اصولوں اور عملی بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔ دین کی تعلیمات کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ ان کے یہاں دینی اخلاق قابل اعتراض اور تمدنی اخلاق پسندیدہ اور قابل تعریف چیز ہیں۔پاکستانی معاشرے میں موجودہ اخلاقی انحطاط اور زوال اسی اثر پذیری کا شاخسانہ ہے۔ ہم نے ان اخلاق وضوابط کو قبول کرنے کی کوشش کی ہے جن کی بنیادیں ہمارے مذہب اور دین میں نہیں ہیں۔ نتیجتاً ہم شتر بے مہار بن چکے ہیں اور اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اخلاقی تباہی اور بے راہروی میں نئے عالمی نظام کا کردار سمجھنے کے لیے اس جدید یک طاقتی یا یک قطبی نظام کی سبھی جہات کو سمجھنا بہت ضروری ہے ۔ اس نظام کی بنیاد جاننا بہت ضروری ہو گا۔ اس نظام کی اصل اور

---

(1) Kille, Kent J. *The UN Secretary-General and Moral Authority Ethics and Religion in International Leadership*. Washington, D.C.: Georgetown University Press, 2007.

بنیاد اپنے باطن میں بظاہر الحاد ہے۔ یہ نظام الحادی نظام ہے جس میں کسی بھی طرح مشرق اور مشرق کے مذہب کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ مغرب اس نظام کا نمائندہ علاقہ ہے۔ پاکستان میں موجودہ اخلاقی زوال، بے ضابطگی، انتشار فکری اور انتشار خیالی کے بنیادی اسباب مغرب کی ظاہری چمک دمک کی جانب جھکاؤ ہے۔

فصل سوم

نیو ورلڈ آرڈر اور مادہ پرستی کا فروغ

مادیت یا مادہ پرستی ایک نظریہ ہے؛ جس کی رو سے اس متنوع کائنات میں مادہ ہی جوہر اصلی کے طور پر موجود ہے۔ اس نظریے کے ماننے والوں کے نزدیک روح، ذہن اور خیالات و افکار کی حیثیت ثانوی ماخذ کی ہے جب کہ مادے کی حیثیت بنیادی مصدر یا ماخذ کی ہے۔ (۱) مادیت یا مادہ پرستی کی تحریک کا آغاز قدیم سے ہوا۔ لیکن اس کی باقاعدہ شکل نشاۃ ثانیہ کے بعد سامنے آئی اور مغرب کی سبھی ترقی اور مذہب مخالفت کا آغاز مادیت یا مادہ پرستی سے ہی ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم اس مادہ پرستی کو الحاد اور لادینیت کے ساتھ کمیونزم، لبرازم، سیکولرزم جیسے بے شمار ناموں سے پکار سکتے ہیں جن سبھی میں یہ عنصر شامل ہے کہ یہ کائنات دراصل مادے سے بنی ہے اور مادہ ہی اصل الاصول اور جوہر مطلق کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ابتدائی میٹریل ازم کے ساتھ بعد میں مزید بہت سے افکار و نظریات شامل ہوتے رہے ۔ رینے ڈیکارٹے، کارل مارکس، ہابز، بیرن، جیولین اور دیگر کئی فلسفیوں نے مادیت کے نظریہ میں وسعتیں پیدا کیں۔ کہیں اسے فلاسفی آف نیچر کہا گیا تو کہیں ڈائیلیکٹس آف نیچر وغیرہ کا نام دیا گیا۔

نیو ورلڈ اور مادہ پرستی

اس دنیا میں نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتیں مادیت پسندی کے ان نظریات کا آغاز کار قرار دی جاسکتی ہیں ۔ ان مذہب مخالف نظریات کے پس پشت یہودی ہیں۔ انور مسعود اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

> ان ملحدوں کے مختلف گروپ ہیں جن میں کمیونسٹ ، گرینڈ اوریئنٹ میسنز، فری تھنکرز، لیگ آف گاڈلیس، الومناتی، انارکسٹ، نازی اور مافیا شامل ہیں۔ ان دہریوں کی اکثریت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اس دنیا میں صرف ایک حقیقت ہے اور وہ ہے مادہ۔ یہ مادہ جس کو توانائی بھی کہا جاتا ہے، کے مختلف مظاہر ہیں جن میں سبزہ، جانور اور انسان سبھی شامل ہیں۔ وہ مرنے کے بعد کسی اور دنیا کی موجودگی سے یکسر انکاری ہیں۔ (۲)

انور مسعود کہتے ہیں:

---

(1) Novack, George Edward. *The Origins of Materialism: the Evolution of a Scientific View of the World*. New York: Pathfinder Press, 1965. P.14

(۲) انور مسعود ــ جنگوں کے سوداگر۔، ص: ۱۴

> لینن نے اپنی کتاب "لیفٹ ونگ کمیونزم" میں واضح کیا ہے کہ ہماری تھیوری (کمیونزم) کوئی طے شدہ عقیدہ نہیں ہے۔ یہ اقدامات کا ایک مینوئل ہے۔ جس طرح لوسیفر نے آسمانی انقلاب کے دوران کیا تھا آج کے اکثر لیڈر اسی طرح کہتے اور کرتے ہیں۔ سرخ اور کالے نظریہ دہریت میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں ہے۔ اس میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ طریق کار کا ہے کہ کس طرح ان مخالف کیمپوں کے رہنما، اس دنیا کے وسائل پر قبضہ کر سکیں اور اپنے کلیت پسندی کے نظریات کا نفاذ کر سکیں۔(۱)

مادہ پرستی کی ہر دو صورتیں یعنی کمیونزم اور فاشزم یا نیشنل سوشلزم دونوں دو مختلف جرمنی شخصیات نے پیش کیے۔ کارل مارکس ایک یہودی النسل جرمن تھا۔ اس کے مقابلے میں کارل رٹر بھی جرمنی میں تاریخ کا پروفیسر تھا۔ جو نازیوں کے لیے فکری اور نظریات ابتدا کا سبب بنتا ہے۔ انور مسعود اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

> دنیا پر قبضے کے کھیل کا آغاز جرمنی میں واقع امسشیل میئر ہاؤس المعروف روتھس شیلڈ کے ہاؤس آف کائنٹنگ سے ہوا۔ جہاں تیرہ بنکار جمع ہوئے اور انہوں نے پوری دنیا پر بلا شرکت غیرے قبضے کے لیے تمام یورپی تاجداروں اور اس وقت کی حکومتوں کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۲

دورِ جدید کی سائنس اور ٹیکنالوجی نے بنی نوع انسان کو حیرت انگیز حد تک آسانیوں، سہولتوں اور کامیابیوں سے ہمکنار کیا ہے۔ ایک طرف کرۂ ارض گلوبل ویلج کی حیثیت اختیار کر چکا ہے تو دوسری طرف مادی ترقی کی اَن گنت منازل طے کر کے انسان خلاؤں اور سیاروں کو تصرف میں لانے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ علم اور تحقیق کے فروغ میں جدید ذرائع ابلاغ اس قدر اہمیت اختیار کر چکے ہیں کہ کوئی قوم یا ملک ان سے صَرفِ نظر نہیں کر سکتا۔ اقوامِ عالم کی صف میں خود کو زندہ رکھنے کے لئے ان سے استفادہ کئے بغیر چارہ نہیں۔ یہ ایجادات اصلاً خطرناک نہیں مگر نظریاتی تربیت کے کمی اور ہماری علمی فقدان نے اِنہیں خطرناک بنا دیا ہے۔ علاوہ ازیں اِن ذرائع ابلاغ پر عالمی طاغوتی طاقتوں کے کنٹرول کے باعث عریانی، فحاشی اور اخلاقی بے راہ روی کی ترویج ہو رہی ہے اور اس امر میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ اس غیر معمولی مادی ترقی نے بنی نوع انسان کو روحانی طور پر مردہ کر دیا ہے۔ اخلاقی طور پر اس ترقی یافتہ انسان سے بہت کچھ چھن چکا ہے۔ خود غرضی، ہوس پرستی، مفاد پرستی، فریب کاری، دھوکا دہی اور ظلم و بربریت جیسے رذائل نے ہمیں اپنے خالق سے دور کر دیا ہے۔

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتیں مذہب بیزار اور مادہ پرستی کے رجحان کو فروغ دیتی ہیں۔ ایسے سبھی نظریات جس میں خدا اور مذہب کا انکار شامل ہو، کی ترویج ان کے مقاصد میں شامل ہے۔ مادیت یا مادہ پرستی یا میٹریل ازم اپنی تمام تر جدید و قدیم اشکال میں مغرب کا پسندیدہ اور مروجہ نظام رہا ہے۔

---

(۱) انور مسعود — جنگوں کے سوداگر-، ص: ۱۴

(۲) ایضاً

مادہ پرستی یا نیچرل ازم، فطرت پرستی، الحاد اور کمیونزم سبھی ایک ہی فلسفے کی مختلف تبدیل شدہ شکلیں اور نام ہیں۔ جسے ہم میٹریل ازم کہتے ہیں۔ ان سبھی فلسفوں اور نظریوں کے مطابق یہ دنیا مادے سے بنی ہے اور مادے پر مشتمل ہے۔ ہر چیز کی حقیقت مادی ہے۔ مادی دنیا سے ہٹ کر کسی بھی قسم کی ماورائی، باطنی، روحانی دنیا کا کوئی وجود نہیں۔ کوئی ماورائی طاقت ایسی نہیں ہے جو مادے سے نہ بنی ہو اور جس نے مادے کو بنایا ہو۔

اس نظریے کا نتیجہ اور خلاصہ یہ نکالا جاتا ہے کہ انسان اپنے سبھی اخلاق و اعمال اور افعال و خیالات کا خود ہی خالق اور ان کا بذات خود ذمہ دار ہے۔ وہ کسی بھی دوسری ہستی کو جواب دہ نہیں ہے۔ اس نے کسی کے سامنے پیش نہیں ہونا۔ مذہب فقط خوف اور ڈر کے نتیجہ میں بنایا گیا ایک ڈھکوسلا ہے۔ اس تناظر میں ایسے سبھی نظریات کا پرچار کرنے والے مغرب کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ مشرق اور مذہب کے خلاف اپنی جنگ کو نت نئے انداز میں جاری رکھا جائے۔ جدید مادیت میں ببانگ دہل کہا جاتا ہے کہ اچھائی، برائی، بھلے، برے اور نیک و بد کا تعلق معاشرتی ہے۔ یہ نیک و بد کی تفریق انسانوں کی بنائی ہوئی اور انسانوں میں سے ہر ایک کمیونٹی کا نیک و بد اس کا اپنا نیک و بد ہوتا ہے۔ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ نیک وہ ہوتا ہے جس سے کسی انسان کو اپنے نقطہ نظر کے مطابق نیکی ملے۔(1) یہودی پروٹوکولز میں پروٹوکول نمبر ۴ کہتا ہے:

> غیر یہودیوں کو صنعت و تجارت کے چکروں میں ایسا پھنسا دیا جائے کہ انہیں سوچ بچار اور غور و فکر کے لیے کوئی وقت ہی نہ مل سکے۔ اس طرح تمام اقوام جلب زر اور منفعت اندوزی کے تعاقب میں یوں سرپٹ دوڑتی رہیں گی کہ اپنے مشترکہ دشمن کی طرف توجہ ہی نہیں دے سکیں گی۔ اس کے لیے ان کی صنعتوں کو سٹے بازی کی بنیاد پر استوار کرنا ہوگا۔ وہ اپنی اراضی سے صنعتوں کے ذریعہ جو کچھ حاصل کریں گی وہ مختلف ہاتھوں سے نکل کر بازار سٹہ میں پہنچے گا وہ بالآخر ہماری ہی قوم کو منتقل ہو جائے گا۔ اس دوران برتر حیثیت اور اعلی مناصب کے لیے دوڑ اور معاشی زندگی کے پے در پے جھٹکوں سے ضمیر فروش، بے حس اور بے رحم فرقے جنم لیتے رہیں گے۔ اس قسم کے فرقے باصول سیاست، مستحکم سیاسی نظام اور مذہب سے شدید طور پر نفرت کرنے لگیں گے۔ ان کا ایک ہی دیوتا، ایک ہی رہنما اور مرشد ہوگا، یعنی منافع پرستی۔ زر اور صرف زر ان کا اصل مذہب و مسلک ہوگا کیوں کہ ان کی مادی حاجات مسرتیں اور راحتیں صرف اسی کے ذریعہ حاصل ہوں گی۔ اور پھر وہ وقت آئے گا جب نچلا طبقہ اس مراعات یافتہ اور زبردست طبقے کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا، کیوں کہ ان کے دلوں میں دولت کی خواہش کم لیکن نفرت

---

(1) Trout, J. D., and Paul K. Moser. *Contemporary Materialism: a Reader*. London: Routledge, 1995. P 299

وعناد اور بغض زیادہ بھرا ہو گا۔ یہ لوگ ہمارے حریفوں کی خلاف صف آرا ہوں گے اور ہمارے اشاروں پر چلیں گے۔ ان میں بڑے بڑے دماغ والے لوگ، فلسفی اور دانا بھی شامل ہوں گے۔(۱)

نیو ورلڈ آرڈر اور پاکستان میں مادہ پرستی

پاکستان میں مادہ پرست طبقہ موجود ہے۔ یہ وہی طبقہ ہے جو پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کی بات کرتا ہے۔ جو اسلام کے خلاف خفیہ محفلوں اور مجلسوں میں باتیں کرتا ہے۔ یہی وہ طبقہ ہے جو خدا اور رسول اور دیگر مذہبی اقدار کا مسلسل مذاق اڑاتا رہتا ہے۔(۲) پاکستان میں اس روشن خیالی کی مختلف تحریکیں جاری رہی ہیں جنہوں نے بہت سے افراد کو دین سے بیزار کیا۔ عموماً ایسی تحریکیں پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے ہوتی ہیں۔ روشن خیالی یا Englihtment کا پہلا دور صدر ایوب خان کا دور کہلات ہے جب کہ دوسرا باقاعدہ دور جنرل پرویز مشرف کا ہے۔ پرویز مشرف اپنے ایک آرٹیکل میں تحریر کرتے ہیں:

> I say to my brother Muslims: The time for renaissance has come. The way forward is through enlightenment. We must concentrate on human resource development through the alleviation of poverty and through education, health care and social justice. If this is our direction, it cannot be achieved through confrontation. ([3])

میں نے اپنے مسلمان بھائیوں سے کہا؛ نشاۃ ثانیہ کا وقت آچکا ہے۔ آگے بڑھنے کا راستہ روشن خیالی ہے۔ ہمیں ہیومن ریسورس ڈیویلپمنٹ پر توجہ دینی ہوگی، غربت کے خاتمے، تعلیم اور صحت و معاشرتی انصاف فراہم کرنا ہو گا۔ اگر ہماری سمت یہی ہے تو پھر یہ مقابلہ بازی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

جدیدیت سے مراد روشن خیالی ہے۔ مادہ پرستی سے مراد کسی بھی چیز کو مذہب سے الگ تھلگ خالصتاً عقلی پیمانوں پر پرکھنا اور اپنانا ہے۔ مغرب نے مذہب بیزاری کے بعد جس معاشرے کو جنم دیا اسے مادہ پرست معاشرہ کہا جاسکتا ہے۔ مادہ پرستی دراصل عقلیت پسندی کی ہی ایک صورت ہے۔

---

(۱) وکٹر ای مارسڈن — یہودی پروٹوکولز۔ ص: ۱۴۵

(۲) اظہر مبین، پاکستان کے خفیہ ملحد، بی بی سی اردو، ۱۳جولائی، ۲۰۱۷، تاریخِ نقل: ۱۷فروری ۲۰۲۱ء، لنک:
https://www.bbc.com/urdu/pakistan-40591027.

([3]) Pervez Mushharaf, Washington Post, Opinion colums, A Plea for englihtment moderation, Jue, 01, 2004, accessed on: 18-02-2021
https://www.washingtonpost.com/wp-dyn/articles/A5081-2004May31.html

روشن خیالی کی لہر کے بعد پاکستان میں الحاد اور لادینیت کے رجحانات میں اضافہ ہوا۔ پاکستان میں گستاخی یا توہین مقدسات کے قوانین سے متعلق مغرب پسند حلقوں میں گفتگو شروع ہوئی۔ پاکستان میں مذہب اور خدا کا انکار کرنے والوں کی تعداد حالیہ دنوں میں بڑھی ہے۔ غفار حسین نے پاکستانی ملحدین کے گروپ کے سربراہ کا انٹرویو کیا:

Ghaffar: *What inspired you to launch the Pakistani Atheists and Agnostics group?*

Hazrat Nakhuda: Atheist groups and movements are a global trend. PAA is a part of that but it is different. The problem is that most of the groups for freethinkers are in secular countries. In my view the battle for reason, rationality and freethinking doesn't need to be fought (with urgency) in England, Holland or Canada. It is here, in countries like Pakistan, Afghanistan and Saudi Arabia where we need to fight the battle for reason. It is here where the battle will be the most hard-hitting, it is here where reason needs to triumph, and it is here where we can't afford to lose.([1])

غفار: "پاکستان ایتھیسٹ اینڈ اگناسٹکس" گروپ شروع کرنے کا سبب کیا تھا؟

حضرت ناخدا: الحادی تحریکیں اور تنظیمیں بین الاقوامی سطح پر موجود ہیں۔ پی پی اے انہی کا ایک حصہ ہے لیکن یہ تھوڑی مختلف ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہت سے فری تھنکر گروپس کا تعلق سیکولر ممالک سے ہے۔ میرے خیال میں منطق، عقلیت اور آزاد فکری کی جنگ انگلینڈ، ہالینڈ اور کینیڈا میں لڑنے کی قطعاً ضرور نہیں ہے۔ یہاں ہے۔ پاکستان، افغانستان اور سعودی عرب جیسے ممالک میں جہاں ہمیں منطق کی جنگ لڑنا ہے۔ یہاں پر ہی یہ جنگ سب سے زیادہ سخت ہے۔ یہاں منطق کو جیتنے کی ضرورت ہے۔ اور یہاں ہم ہار برداشت نہیں کر سکتے۔

اس پی پی اے کے شروع ہوتے ہی دو ماہ کے دوران ہی اس کے ممبران کی تعداد ۱۰۰۰ تک پہنچ چکی تھی۔ اس کے سربراہ کا بیان یہ واضح عندیہ دے رہا ہے کہ یہ گروپ دراصل بین الاقوامی لادین گروپس کا ہی ایک تسلسل ہے جن کا مقصد مذہب کے مقابلے میں عقل اور منطق کی جیت ہے۔

([1]) Ghaffar Hussain, The rise of Aethism in Pakistan, accessed: 22-02-2021, link: http://www.thecommentator.com/article/782/the_rise_of_atheism_in_pakistan

مادیت پسند تہذیب سے ہر کس و ناکس مرعوب ہے۔ مسلم اُمہ جو عالمی سیاسی منظر نامے سے تو پہلے ہی غائب ہو چکی تھی، اب جدید مادی نظریات کے سامنے سر بسجود ہو کر اپنی روحانی قدروں سے یکسر دست بردار ہوتی نظر آرہی ہے۔ آرام طلبی، عیش و عشرت، ستائش و آرائش، لذتِ کام و دہن آج کے مسلمان کے لئے مرغوب اور جاذبِ نظر مشاغل ہیں۔ مسلم اور غیر مسلم کی تفریق مٹتی جارہی ہے۔ ذرائع ابلاغ کا کردار اصلاح سے زیادہ بگاڑ کی طرف مائل ہے۔ جدید کتب و رسائل اور ذرائع ابلاغ علم کی روشنی پھیلانے سے زیادہ عریانی و فحاشی اور سیاہ کاری و بدکرداری کے اندھیروں کا سامان مہیا کرنے میں مصروف ہیں۔ جدید علمی مراکز اور تعلیمی ادارے کردار سازی کی جگہ بدکرداری اور مادر پدر آزادی کی ترغیبات بہم پہنچا رہے ہیں، جس کے باعث خاندانی و معاشرتی تقریبات میں ہمدردی اور راست بازی جیسی اعلیٰ روایات کے فروغ کی بجائے مرد و زن کے باہمی اختلاط کے سبب بے راہ روی کا چلن عام ہو رہا ہے۔ نوجوان نسل کا موضوع اب دین و دنیا کی فلاح نہیں رہا بلکہ فلم، ڈرامے اور فیشن شو بن گئے ہیں۔ غرضیکہ اس دورِ فتن میں ہر طرف ایک فساد بپا ہے۔ جب ایمان و عقائد بچانے کا شعور نہیں ہے تو روح کی بالیدگی کی طرف دھیان کون دے گا؟ جدید ذرائع ابلاغ کی مدد سے وسعت پذیر فحاشی و بے حیائی کی موجودگی میں ماں باپ، بہن بھائیوں اور بیوی بچوں کے ایمان کی حفاظت انتہائی مشکل ہو چکی ہے۔(۱) یہ کیسے ممکن ہے کہ شرم و حیا اور غیرت و حمیت سے تہی دامن ہو کر ایمان کے باقی رہنے کی توقع بھی کی جائے۔ عریانی اور بے حیائی کی ترغیب دینے والا ماحول بھی ہو اور اہل خانہ کا ایمان بھی سلامت رہے، یہ ممکن ہی نہیں۔ ایسا گمان نادانی اور اخلاقی خودکشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم مادی اقدار کے حوالے سے خود کو جدید کہلوانے میں بھی کوشاں ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہم اور ہماری نسل دینی اقدار کی پاسداری بھی کریں اور ادب و احترام اور شرم و حیا کا لحاظ بھی رکھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ یورپ سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کفر و الحاد اور بے حیائی کی سمت رواں دواں ہے۔ مغربی معاشرے میں کم از کم ظاہر و باطن کے حوالے سے ایک ہی رنگ ہے جبکہ ہمارے ہاں دورنگی اور منافقت نمایاں ہے۔ آج ظاہر و باطن کا تضاد مسلمانوں کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے مسلمان ہونے کو مختلف مذہبی رسوم پر منحصر کر رکھا ہے جنہیں باقاعدگی سے سرانجام دے کر ہم خود کو مطمئن کر لیتے ہیں حالانکہ یہ حقائق سے چشم پوشی ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ بُری چیزوں کی طلب اور ہر جائز و ناجائز کے ذریعے سے خواہشات کی تکمیل اب کوئی باعث شرم بات نہیں رہی۔

---

(۱) محمد عبدہ، ڈاکٹر - **الاختلاط وأثره في التعليم** - دار التذكير، مصر، ۱۹۸۸ء، ص: ۳۰

مادہ پرستی کے اثرات

جب تک مسلمان ایمانی و قرآنی تعلیمات کے ساتھ مزین تھے اس زمانے میں نہ صرف حکومت و سیاست کے میدان میں دنیا کے رہنما تھے بلکہ علوم و فنون میں بھی مسلمانوں کا سکہ چلتا تھا۔ جس وقت یورپ تاریکی اور ظلمت کے گڑھوں میں ڈوبا ہوا تھا، مسلم دنیا علم و فن کی روشنی میں چمک رہی تھی۔ البیرونی، الخوارزمی، جابر بن حیان، ابن ہیثم اور بو علی سینا جیسے علماء و فلاسفہ اور سائنسدانوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

لیکن پھر مسلمانوں کے زوال کا وقت آیا تو حکومت و اقتدار کے ساتھ ساتھ مسلم دنیا علم اور بالخصوص سائنسی علم سے بھی محروم ہو کر رہ گئی اور مسلم دنیا غفلت کی نیند سو گئی بلکہ ابھی تک غفلت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔ مادیت پرستی کے سبب پچھلے کچھ سالوں سے امراض قلب، روحانی بیماریوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جس کے سبب انسان کو حق و باطل کی تمیز نہیں رہی اور وہ کھلم کھلا گناہ کرنے کو شرم و عار نہیں سمجھتا۔

مادی تہذیب جس کی نمایاں اور موجودہ شکل کو ہم دجالی تہذیب کہہ سکتے ہیں۔ یہ ایسی فکر اور سوچ، دعوت و رجحان کا نام ہے جو ایمان کے مخالف سمت چلتی ہے۔ یہ سوچ مادیت پرست اور اس کے علمبرداروں کی غفلت اور تقدیس اور ان کی عقیدت و اطاعت پر قائم ہے۔ اس کا سارا فلسفہ، رمینٹک ہسٹری، ناول، وغیرہ اور سرمایہ داروں، مادی طاقت اور سیاسی و اقتصادی اقتدار رکھنے والوں کو جابے جا تعریف و توصیف اور خوشامد سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس نے ان کو خدا کی طرح برتر و بالاتر اور لاثانی و لافانی بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہی وجہ ہے مادیت پرست لوگ صرف اس دنیا کو اپنا مطمع نظر سمجھتے ہیں اور اُن کا آخرت پر ایمان نہیں۔ جبکہ اسلام کا اسلامی نظریہ حیات دنیوی و اخری اس سے بالکل الگ ہے اور اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾(۱)

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا''

اس آیت میں واضح طور پر اللہ رب العزت نے دین اسلام کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور اسلام کے علاوہ کسی بھی دین کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

مادیت پرستی نے جن فتنوں کو جنم دیا ہے اور اس پر جتنے معاشی اور معاشرتی نظام وجود میں آئے ہیں اس سب کے مبدع اور مخترع یورپی یہودی علمائے سوء ہیں جنہوں نے یہ نظامِ زندگی کا اختراع کر کے انسانی زندگی میں مختلف

---

(۱) آل عمران: ۸۵

نظریات کو فروغ دیا اور دورِ حاضر میں نام نہاد مسلمانوں اور سیکولرازم کے چاہنے والوں کے ہاں جگہ متمکن کر لی۔ اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مادہ پرست سیکولرازم سوچ کے حامل لوگ دجالی سوچ کے مالک ہوتے ہیں جن کے ہاں اسلامی اقدار کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی۔ یہ لوگ فقط ظاہری اور اس دنیوی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور اُن کے ہاں آخرت کی زندگی، مرنے کے بعد اٹھنا جیسے تمام عقائد (معاذ اللہ) لا یعنی تصور کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں ہر طرح کی آزادی، مخلوط نظام تعلیم، فحاشی، عریانی، بے حیائی، زنا جیسی بیماریاں اور مختلف فتنے عام ہیں۔ ذیل میں ہم چند اُن اہم اسباب کا ذکر کرتے جو مادیت پرستی کے سبب پھیلے۔

خلاصۂ کلام

مادیت دراصل مذہب مخالف اور خدا مخالف نظریات کا مجموعہ ہے۔ اس نظریے کی رو سے خدا اور مذہب کی انسانی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ خدا انسان کے لیے بالکل غیر ضروری عنصر ہے۔ اسے انسان نے فقط اپنے خوف کی وجہ سے تشکیل دیا ہے۔ نئے عالمی نظام میں تہذیبوں کے تصادم کے تناظر میں مادہ پرستی کے فروغ اور اشاعت کی بات کی جائے تو یہ کہنا چاہیے کہ ٹیکنالوجی، جدید سائنس اور آسائش و سہولیات کی بے شمار فراوانی نے ہمارے معاشرے کی اقدار تبدیل کی ہیں۔ اقدار کی تبدیلی کا یہ عمل مغربی تعلیم، ثقافت اور رویوں کی اشاعت ہے۔ مغربی تعلیم کی بنیاد الحاد ہے۔ ان کی ثقافت کی جڑیں خدا کے انکار سے پھوٹی ہیں۔ ان کے پھلے پھولے اور جدید تر درخت کا نقطہ آغاز مادیت ہے۔ جب مغرب کی تعلیم اور تربیت کی ترویج ہو گی تو مذہب سے انکار اس کا لازمی نتیجہ ہو گا۔ اور یہی مادیت اور مادہ پرستی ہے۔ کسی بھی تہذیب کو ختم کرنے کا بہترین طریقہ اس کی روایات اور اقدار میں بگاڑ پیدا کرنا ہے۔ مغرب اپنے ہتھیاروں سے بخوبی یہ کر رہا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں اس کے اثرات بہت واضح دکھائی دیتے ہیں۔ آج کا پاکستانی معاشرہ مادہ پرستی کی طرف جا رہا ہے۔

فصل چہارم

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر سماجی اثرات کا تدارک

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیاتِ زندگی ہے جو ہر جہت پر انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی اصولوں کو اختیار کرتے ہوئے انسان دنیا و آخرت دونوں مقامات پر کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ مگر اس کے برعکس جو شخص مادیت کو ترجیح دینے والا ہو، سیکولرازم کا پرچار کرنے والا اور ان کی حمایت کرنے والا ہے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اس کے لیے خسران اور گھاٹا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو اور اپنی اس عارضی زندگی کے لیے نفع کے لیے اپنی اخروی زندگی کو برباد نہ کرے۔ یہ طریقہ ہمارے اسلاف کا تھا انہوں نے دنیاوی زندگی کو بالکل کوئی ترجیح نہ دی اور حقیقی زندگی یعنی آخرت کی زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے دنیاوی زندگی کو بڑی بے رغبتی اور زہد و تقوی کے ساتھ گزارا۔ اسی وجہ سے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''الدنيا جيفة فمن أرادها فليصبر على مخالطة الكلاب''(۱)

''دنیا ایک مردار کی مانند ہے، سو جو اس کا طالب ہے اُسے چاہیے کہ وہ کتوں کی مخالطت کی وجہ سے اس پر صبر کرے (یعنی اس کو طلب نہ کرے)''

ہمارے اسلاف کا بھی یہی طریقہ کار تھا انہوں نے دنیاوی زیب و زینت کو اہمیت نہ دی اور سادہ زندگی بسر کرنے کے ساتھ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کے ساتھ کامیاب ہوئے۔

قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا

قرآن نے اپنی دعوت کی بنیاد اصول عقائد پر رکھی ہے، کیونکہ جب تک انسان کے عقیدہ اور فکر و نظر کے انداز میں تبدیلی پیدا نہ ہو نظام زندگی میں تغیرّ و انقلاب ناممکن ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے وحی و رسالت پر ایمان کو لازمی قرار دیا گیا اور پھر توحید و صفات باری تعالی اور یومِ آخرت پر ایمان کو متفرع کیا ہے۔ یہی وہ قرآنی عقائد ہیں جن پر ایک مؤمن اپنے ایمان کی بنیاد رکھتا ہے اور پھر بعض ایسے امور ہیں جو مابعد الموت ہیں اُن پر بھی اپنے ایمان کے ساتھ عقیدہ رکھتا ہے۔ قرآن کریم اپنی نعمتِ ہدایت سے ہر فرد کو نفع دیتا ہے اس کے متعلق اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ:

---

(۱) ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ۸: ۲۳۸

﴿إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا﴾(۱)

''بے شک یہ قرآن ہدایت ونصیحت ہے۔ پس جو فرد چاہے راہِ حق کو پالے''

اس آیت میں فرد کی کوئی تخصیص بیان نہیں ہوئی، امیر ہو یا غریب، سیاہ ہو یا سفید، قرآنی دعوت ہدایت، ہر ایک کے لیے یکساں ہے۔ اب ہر شخص کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق جس طرح بھی ہدایت مطلوب ہو اگر وہ صدقِ دل کے ساتھ قران کی طرف متوجہ ہو تو اس کی ضرورت کی تکمیل ہو کر رہے گی۔ لہذا قرآنِ کریم بلا استثناء تمام افراد انسانی کو دعوتِ عام دے رہا ہے کہ یہ کتاب ہدایت و نصیحت کا سرچشمہ ہے ہ جو بھی اس سرچشمے سے راہ حق طلب کرے اسے میسر آئے گی اور کسی کا بھی دامن خالی نہیں رہے گا۔

جس طرح انسانی زندگی اجتماعیت اور قومیت کے بغیر اپنے مقاصد حاصل نہیں کرسکتی، اسی طرح اسلام بھی اجتماعیت اور قومیت کے بغیر اپنا مذہبی و ملی تشخص بحال نہیں رکھ سکتا بلکہ اس کے مقاصد کے حصول بھی باقاعدہ قومی زندگی کے قیام پر منحصر ہیں۔ سی لئے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

''لا إسلام إلا بجماعة، ولا جماعة إلا بالأمير، ولا إمارة إلا بالسمع والطاعة''(۲)

''اسلام کا اجتماعی زندگی کے بغیر کوئی وجود نہیں، اجتماعی زندگی قیادت کے بغیر ممکن نہیں، اور قیادت اطاعت و پیروی کے بغیر قائم نہیں رہتی۔''

نفاذِ شریعت

اسلامی شریعت ہی اسلام کو نظریات اور تصورات کی دنیا سے نکال کر واقعی اور عملی دنیا میں لاتی ہے اور معاشرے کو ایسا قانونی حصار مہیا کرتی ہے کہ جس سے دشمنوں کی عداوت سے محفوظ رہتا ہے۔ سیکولر طبقے کو سب سے زیادہ اسلامی شریعت سے ناپسندیدگی اور خطرہ لاحق ہے۔ بالخصوص شریعت کے ان پہلوؤں سے جو مغربی تہذیب کے فلسفہ قانون نیز فرد اور معاشرے کے بارے میں اس کے نقطہ نظر سے متصادم ہے۔ مثلا: سود کی حرمت، زنا اور شراب نوشی کی ممانعت، نیز وہ جرائم جن کی سزائیں ہاتھ کاٹنا اور کوڑے لگانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے مسلم معاشرے کی اصلاح اور امن کے لیے چور کے لیے سزا کو تعین کیا تاکہ جب کسی کا ہاتھ کاٹا جائے تو بعد میں عبرت کے طور پر کسی کو شریعت کے خلاف کسی کا امن برباد کرنے اور کسی کو لوٹنے کی ہمت نہ ہو۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

---

(۱) المزمل:۱۹

(۲) ابن عبد البر، یوسف بن عبد البر، **جامع بیان العلم وفضلہ**، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ج۱، ص۶۲۔

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾(۱)

"اور چوری کرنے والا (مرد) اور چوری کرنے والی (عورت) سو (تمام تر ضروری عدالتی کارروائی کے بعد) دونوں کے ہاتھ کاٹ دو اس (جرم) کی پاداش میں جو انہوں نے کمایا ہے۔ (یہ) اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا (ہے)، اور اللہ بڑا غالب ہے بڑی حکمت والا ہے"

اسی طرح شراب پینے کی سزا، شادی شدہ کو سنگسار کرنا، اور جھوٹی تہمت لگانے والی کی سزا کے ساتھ ساتھ دیگر کئی اسلامی سزائیں ہیں جو نفاذِ شریعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں تاکہ معاشرے میں امن و سکون قائم رہے اور کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اسلام امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور "کل کم راعی وکل کم مسؤل عن رعیته" کے اصولوں کے تحت فرد اور ریاست دونوں کو اپنے اپنے دائرہ کار میں برائی روکنے اور حق بات کرنے کا پابند کرتا ہے۔ ان احکامات کی بدولت ایک ایسا ذمہ دار اور پاک صاف معاشرہ جنم لیتا ہے جو کہ آزادی اور انفرادیت پر مبنی معاشرے سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایک مسلمان شخصی آزادی کا نعرہ لگا کر اپنے ارد گرد ہونے والی برائی سے برأت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"(۲)

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ"(۳)

(۱) المائدۃ:۳۸

(۲) بخاری، **صحیح بخاری**، حدیث: ۸۵۳، ج۱، ص۳۰۴

(۳) احمد بن حنبل، **مسند احمد**، حدیث: ۲۳۳۴۹، ج۵، ص۳۸۸

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ورنہ اللہ تم پر عذاب نازل کر سکتا ہے۔ پھر تم اس سے دعا مانگو گے اور وہ اسے قبول نہ کریگا"

نیو ورلڈ آرڈر کے سماجی اثرات کے تدارک کا واحد حل یہی ہے کہ برائیوں کے خلاف جہاد بالقلم اور جہاد باللسان کیا جائے۔ لوگوں کو سماجی برائیوں سے آگاہ کرتے ہوئے ان کی تربیت کی جائے۔ نئی نسل کو اسلامی تعلیمات کی خوبی اور اچھائی سے آگاہ کیا جائے۔

غیر محرم عورتوں سے کنارہ کشی

اسلام جہاں دیگر قوانین و ضوابط سے لوگوں کو فائدہ مہیا کرتا ہے وہیں اسلام نے غیر محرم عورتوں سے دور اور اجتناب کرنے کا سبق بھی دیا ہے۔ غیر محرم عورتوں سے کنارہ کشی کرنے سے انسان گناہوں کی دلدل سے بچ جاتا ہے اور اسلامی عبادات و ریاضات میں اُسے سکون میسر ہوتا ہے۔ غیر محرم عورتوں سے اختلاط کرنے سے ممانعت کے حوالے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"عفوا عن نساء الناس تعف نساؤكم وبروا آباءكم تبركم أبناؤكم"(۱)

"تم لوگوں کی عورتوں سے پاک دامن رہو، تمہاری عورتیں لوگوں سے پاکدامن رہیں گی اور تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی و حسن سلوک کرے گا۔"

غیر محرم عورتوں کے ساتھ اختلاط کے متعلق امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"من كشف حجاب غيره انكشفت عورات بيته"(۲)

"جس شخص نے اپنے (کسی دوسرے) کا پردہ کھولنے کی کوشش کی، تو اُس کی گھر کی شرمگاہ کا پردہ کھل جاتا ہے۔"

درج بالا حدیث اور قول سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا نظام اور قواعد و قوانین صرف اور صرف انسانی معاشرے کو تحفظ فراہم کرنے اور ایمان بچانے کے لیے وضع ہوئے ہیں۔ انسانی زندگی حقیقت میں تب ہی اعلیٰ اور اچھی ہوتی ہے جب اُسے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق بسر کیا جائے۔ ورنہ حیوانات کی مانند کھا پی کر گزر بسر کر لینا اور اس دنیا سے چلا جانا کوئی اچھا کام نہیں۔

---

(۱) حاکم، **المستدرک علی الصحیحین**، حدیث: ۷۲۵۸، ج۴، ص ۱۷۰

(۲) ابو نعیم، **حلیۃ الأولیاء**، ج ۳، ص ۱۹۵

فکرِ 'آزادیٔ نسواں' کی سرکوبی

یورپ میں تحریک آزادی نسواں کا باقاعدہ آغاز فرانسیسی انقلاب کے فوراً بعد ہوا۔ فرانسیسی انقلاب کے مفکرین کے نزدیک مساوات مرد وزن کا کوئی تصور نہیں تھا۔ ان کے پیش کردہ مساوات کے نعرے آزاد اور جائیداد رکھنے والے مردوں کے سیاسی حقوق تک ہی محدود تھے۔ ۱۷۸۴ میں فرانس کی انقلابی اسمبلی میں ایک رکن کاندوز (Condoz)نے اپنی تقریر میں مطالبہ کیا کہ شہریوں کے حقوق میں عورتوں کو بھی شامل کیا جائے۔ جس کے نتیجے میں اسے باغی قرار دے کر پھانسی دے دی گئی۔

تحریک آزادی نسواں نے مغربی خواتین کا جس طرح استحصال کیا اب ان کا اگلا ہدف مسلم خواتین ہیں۔ اس مقصد کے لئے قاہرہ کانفرنس، بیجنگ کانفرنس اور بیجنگ کانفرنس یہ سب اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔زینب الغزانی اپنی کتاب میں بیان کرتی ہیں:

> "افکار مغرب کا فتنہ عورت کے رخ نسوانیت سے اسلام اور نسوانیت کے اثرات کو مٹارہا ہے۔ ایمان، عقیدہ اعمال اور رویے منفی طور پر شدت اور تیزی سے متاثر ہو رہے ہیں۔ عورت کی فطرت اور مزاج تبدیل ہو رہا ہے۔اس کے حقیقی مقام کی بنیادیں سرکنے لگی ہیں۔(۱)

آزاد خیالی کی تحریک نے جہاں عالم اسلام کو دیگر شعبہ ہائے حیات میں متاثر کیا۔ وہاں نظام تعلیم بھی اس کی دسترس سے نہ بچ سکا۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ نظام تعلیم روشن خیالی کا خاص ہدف رہا۔ تاکہ ایک ایسی نسل تیار کی جاسکے جو اپنے مخصوص نظریہ حیات سے لاعلم ہو۔ اس قسم کی مادی تعلیم کا انتظام کیا جائے جس سے مادی ترقی تو کی جاسکے لیکن اخلاقی لحاظ سے یہ قوم بالکل دیوالیہ ہو جائے۔ ان تمام سیکولر اَفکار و نظریات کی روشنی میں آزادیٔ نسواں جیسی مادیت پستی کی سوچ کا قلع قمع ہونا چاہیے اور اُن کو اسلامی حدود و قیود کے اندر رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے حقوق مہیا ہونے چاہییں تاکہ وہ اسلام کی روشنی میں اپنی زندگی گزار سکیں۔

مردوعورت میں برابری

مردوعورت کے وجود پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں کچھ چیزوں میں برابر ہیں اور کچھ چیزوں میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر انھیں خدا کے ساتھ تعلق اور اس کی بندگی، انسانیت، اخلاقیات، نیکی اور بدی، جرم و سزا، انعام و اکرام کے پہلو سے دیکھیں تو یہ دونوں وجود برابر ہیں۔ دونوں (مردوعورت) خدا کی بندگی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، دونوں سے یکساں یہ تقاضا ہے کہ وہ انسانیت کے معیار

---

(۱) زینب الغزانی، **مسلمان عورت کا اصل مسئلہ**، مترجم منیر احمد خلیلی، ص:۱۰

پر پورے اتریں، دونوں پر برابر کی اخلاقی ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں، یعنی دونوں ہی سارے اخلاقی احکام کے مکلف ہیں، دونوں نیکی و بدی کی آزمائش میں ڈالے گئے ہیں، دونوں کا اعمال نامہ مرتب ہو رہا ہے، دونوں سے برابر کی سطح پر ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا، دونوں کے لیے دنیا میں ایک جیسی سزائیں اور ایک جیسا انعام ہے اور آخرت میں بھی برابر کی سزائیں ہوں گی اور برابر کا انعام ہو گا۔ ان باتوں پر بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں، مثلاً چوری، زنا اور قتل جیسے سنگین جرائم میں جو سزا مرد کو دی گئی ہے، وہی عورت کو دی گئی ہے، اگر یہ دونوں برابر نہ ہوتے تو ایسا ہرگز نہ کیا جاتا۔ اسی طرح نیکیوں پر ان کے اخروی انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا﴾(۱)

''اور جو کوئی نیک اعمال کرے گا (خواہ) مرد ہو یا عورت درآنحالیکہ وہ مومن ہے پس وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی تِل برابر (بھی) حق تلفی نہیں کی جائے گے''

دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾(۲)

''جس نے برائی کی تو اسے بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر صرف اسی قدر، اور جس نے نیکی کی، خواہ مرد ہو یا عورت اور مومن بھی ہو تو وہی لوگ جنّت میں داخل ہوں گے انہیں وہاں بے حساب رِزق دیا جائے گا''

ان آیات میں مرد و عورت کی برابری خدا کی بندگی کے حوالے سے تھی۔ لیکن اَب ہم غور کرتے ہیں کہ وہ کون سے پہلو ہیں جن میں مرد و عورت برابر نہیں ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى﴾(۳)

(۱) النساء:۱۲۴

(۲) غافر:۴۰

(۳) البقرۃ:۲۸۲

"اور اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو، پھر اگر دونوں مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں (یہ) ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں تم گواہی کے لیے پسند کرتے ہو (یعنی قابلِ اعتماد سمجھتے ہو) تاکہ ان دو میں سے ایک عورت بھول جائے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے"

اسی طرح نکاح میں مرد کو ایک وقت میں چار عورتوں کو رکھنے کی اجازت ہے اور جبکہ عورت کا حکم اس کے بالکل برعکس ہے۔ طلاق کے حوالے سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾(۱)

"مرد کے ہاتھ میں نکاح کی گھانٹھ ہے"

یعنی وہ چاہے تو نکاح فسخ کرے اگر باقی رکھنا چاہے تو باقی رکھے۔

اس کے علاوہ اور بھی دیگر کئی اسلامی وجوت ہیں جن کی بناء پر عورت مرد کے ساتھ برابری و یکسانیت کے حقوق کا تقاضا نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ مرد کو اللہ رب العزت نے عورت کا سربراہ بنایا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے زیر اثر عورت کے مساوی حقوق اور برابری نے جن سماجی برائیوں اور خرابیوں کو جنم دیا ہے وہ معاشرے کو دیمک کی مانند کھا رہی ہیں اور خاندانی نظام بگڑ رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عورت اور مرد کے اپنے اپنے دائرے کا تعین کرتے ہوئے یہ بتایا جائے کہ عورت کو مرد کے مساوی نہیں بلکہ اس سے زیادہ عزت و احترام دیا جانا چاہیے۔ عورتوں کے حقوق انہیں مہیا کرتے ہوئے ان کی اسلام میں عزت و اہمیت سے متعلق بتایا جائے۔ یوں نیو ورلڈ آرڈر کے ان بد سماجی اثرات سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

نشہ آور اَشیاء سے چھٹکارا

اللہ تعالیٰ نے شراب کو خاص طور پر اور نشہ آور تمام چیزوں کا عمومی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا احترام کرتا ہے وہ کبھی بھی یہ گوارا نہیں کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کی جائے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کی ممانعت کے متعلق فرمایا:

"كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ"(۲)

---

(۱) البقرة:۲۳۷

(۲) بخاری، صحیح بخاری، حدیث:۴۰۸۸، ج۴، ص۱۵۷۹

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''

اسی طرح ایک اور مقام پر سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ''

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمائی ہے کہ ایک دفع حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے 'بتع' کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر پینے والی چیز جو نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔''(۱)

اسی طرح ایک اور مقام پر روایت ہے:

'' عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ ''(۲)

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ دینے والی چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جو شراب دنیا میں پیے گا اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی گئی اور وہ اس کا عادی تھا اور اس سے توبہ نہ کی تو وہ آخرت میں پ(پاکیزہ) شراب سے محروم کر دیا جائے گا۔''

امام مسلم ایک اور مقام پر شراب کی ممانعت کے متعلق حدیثِ نبوی نقل کرتے ہیں:

''عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ''(۳)

''حضرت نافع حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز اسلام میں حرام ہے۔''

ان تمام احادیث پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوا کہ شراب امہات الخبائث ہے اور ہر برائی کی جڑ ہے اسی وجہ سے اس کی ممانعت اسلام میں وارد ہوئی۔ نیو ورلڈ آرڈر کے بد اثرات میں سے ایک اہم اثر پاکستانی سماج میں نشہ

(۱) مسلم، **صحیح مسلم**، حدیث: ۲۰۰۱، ج ۳، ص ۱۵۸۵

(۲) ایضاً، حدیث: ۲۰۰۳، ج ۳، ص ۱۵۸۵

(۳) ایضاً، حدیث: ۲۰۰۳، ج ۳، ص ۱۵۸۵

آور اشیاء کا تیزی سے پھیلاؤ ہے۔ ہر نشہ آور چیز بالکل اسی طرح حرام ہے جس طرح شراب حرام قرار دی گئی ہے۔ ہمارے بے شمار نوجوان جو نشے کی لت لگا چکے ہیں اپنی زندگیاں برباد کر بیٹھتے ہیں اور ملک و ملت کے لیے مفید کام سرانجام دینے کی بجائے معاشرے کے دامن پر دھبا اور داغ بن جاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے ہر پاکستانی نشہ آور اشیا کے خلاف جہاد کرے اور اپنے معاشرے میں سے اس لعنت کے خاتمے کے لیے باقاعدہ کوشش کرے۔

حیا کا پرچار

اسلام حیاء کا درس دیتا ہے۔ بے حیائی اسلام کا حصہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی اسلامی اقدار کا فقدان ہوتا ہے وہاں پر فحاشی و عریانی پنپنا شروع ہو جاتی ہے۔ اسلام اس بات کی بالکل اجازت نہیں دیتا کہ اسلامی معاشرے میں اسلامی اَقدار کو پسپا کیا جائے اور سیکر لرازِم جیسی گھٹیا سوچ کو پروان چڑھایا جائے۔ فحاشی برے افعال کو روکنا ایک مسلمان کی قومی و ملی ذمہ داری ہے۔ اس کے متعلق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ''(۱)

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ''(۲)

''جب تیرے اندر حیاء ہی نہیں تو جو تیرا دل چاہے وہ کرو''

اس حدیث نبوی سے واضح معلوم ہو گیا کہ حیاء انسان کو بدکاری و عریانی اور فحاشی سے منع کرتا ہے اور جب انسان کے اندر سے یہ جذبہ فقدان اور غائب ہو جاتا ہے تو انسان بدکاری و فحاشی کا پرچار کرتا ہے اور اُسے ان میں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔

جنس انسانی جبلت میں موجود ایک بہت طاقت ور حیوانی جذبہ ہے۔ انسانوں میں اس تقاضے کو رکھے جانے کی اپنی مصلحتیں ہیں مگر اس بے لگام تقاضے کو قابو میں رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی میں اتنا ہی طاقت ور جذبہ حیاء کی صورت میں رکھا ہے۔ حیا کا یہ فطری جذبہ صرف جنسی تقاضے ہی کو قابو میں نہیں رکھتا، بلکہ معاشرے کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ معاشرے میں اقدار کا پورا نظام اور رشتوں میں پائے جانے والے لحاظ اور تقدس کی بنیاد یہی حیا کا جذبہ ہے۔ انسانی تہذیب کا تمام تر حسن رشتوں کے اسی حفظ مراتب اور اقدار کے اسی نظام میں پوشیدہ

(۱) مسلم، **صحیح مسلم**، حدیث: ۴۹، ج۱، ص۶۹

(۲) بخاری، **صحیح بخاری**، حدیث: ۳۲۹۶، ج۳، ص۱۲۸۴

ہے، وگرنہ انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ انسان حیا کے اسی جذبے کی بنا پر اپنے بزرگوں کا لحاظ کرتا ہے، محرمات کو مقدس جانتا ہے، خواتین کی عزت کرتا ہے، احباب سے مروت سے پیش آتا ہے، بزرگوں کا پاس کرتا ہے، کمزوروں کی رعایت کرتا ہے، معاشرتی دباؤ محسوس کرکے برائی سے رکتا ہے، خدائی احکام اور انسانی اقدار کی خلاف ورزی سے باز رہتا ہے۔ غرض حیا نہ ہو تو انسانی معاشرہ اگلے ہی لمحے حیوانوں کے ریوڑ میں تبدیل ہو جائے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشرتی زندگی میں حیا کی اسی اہمیت کو یوں بیان کیا ہے:

''اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ''(۱)

''ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، اور حیاء ایمان کی ایک شاخ یعنی حصہ ہے''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

''إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ''(۲)

''جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر''

درج بالا اَحادیث سے ثابت ہوا کہ حیاء انسانی معاشرتی تمام تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتی ہے اور اس سے معاشرے میں امن و سکون پروان پاتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں نیو ورلڈ آرڈر کے بد اثرات میں سے ایک بے حیائی کا فروغ اور باقاعدہ ترویج ہے۔ پاکستانی سماج میں پھیلنے والی بے حیائی کی روک تھام کے لیے باقاعدہ اقدامات کرنے چاہیں۔ اس ضمن میں تعلیمی اداروں، دانش وروں، مفکرین اور دیگر صاحبان اقتدار احباب کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ پاکستانی معاشرے سے اس ناسور کا خاتمہ کیا جاسکے اور اسے مزید پنجے گاڑنے سے روکا جاسکے۔

قول و فعل کی آزادی کی حدود

نیو ورلڈ آرڈر کے زیر اثر مادر پدر آزاد نظریات و افکار نے پاکستانی معاشرے میں پنپنا شروع کر دیا ہے۔ آئے روز عجیب و غریب قسم کے ہنگامے اور خیالات دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں۔ مختلف احتجاجات میں خواتین یہ کہتی نظر آتی ہیں ''میرا جسم میری مرضی'' ایسے بیہودہ کلمات اور اسلام کے خلاف طعن و تشنیع پر مشتمل جملے جو ایک سچے مسلمان کے ایمان کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ بعض نام نہاد مسلمان اسلام کے اتنے حصے کو تسلیم کرتے ہیں جو ان کے مزاج کے مطابق ہو۔ جو ان کے مزاج کے ہم آہنگ نہ ہو اسے رد کر دیتے ہیں۔

---

(۱) بخاری، **صحیح بخاری**، حدیث:۹، ج۱، ص۱۲

(۲) ایضاً، حدیث:۳۲۹۶، ج۳، ص۱۲۸۴

﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾(۱)

''کیا تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ پس تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ دنیا کی زندگی میں ذلّت (اور رُسوائی) ہو، اور قیامت کے دن (بھی ایسے لوگ) سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے، اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں''

اسلام آزادی اظہار رائے پر قدغن نہیں لگاتا اور نہ ہی وہ نظریات و افکار کے اظہار سے منع کرتا ہے، لیکن کسی بھی آزادی کی کچھ حدود و قیود ہوا کرتی ہیں۔ ان حدود و قیود کا خیال رکھتے ہوئے آزادی سے لطف اندوز ہونے ہی بھلائی ہے۔ شتر بے مہار کی مانند گھومتے رہنے میں کوئی لذت نہیں۔ ہمیں اپنے ملکی، دینی اور ملی قوانین و روایات کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے لطف اندوز ہونا چاہیے۔ حدود و قیود کی پاسداری اور کسی نظم و ضبط کے تحت زندگی گزار کر ہی ہم پاکستانی سماج میں موجود بد اثرات زائل کر سکتے ہیں۔

نظامِ تربیت

پاکستانی معاشرے میں تربیت کے وہ تمام ادارے کم و بیش معطل ہیں جو معاشرے کی اقدار و روایات کو اگلی نسلوں تک پہنچاتے اور ان کے تحفظ کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ اس سلسلے کی سب سے بنیادی ذمہ داری والدین کی ہے، مگر ہمارے ہاں خود والدین، الا ماشاء اللہ، غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں تو وہ بچوں کی تربیت کیا کریں گے۔ عام طور پر بچوں کو اچھا کھلانا، پہنانا، گھمانا اور کسی انگلش میڈیم اسکول میں تعلیم دلانا ہی ماں باپ کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔ جس کے بعد والدین کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ بچے اپنے تمام تر فارغ وقت میں ٹی وی کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں اور وہی ان کی حقیقی تربیت کرتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو اَسلاف کے تربیت کرنے کے اصولوں کے مطابق ان کی تربیت کریں تاکہ وہ ملک و قوم کے معمار بن سکیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستانی معاشرے پر مرتب اثرات کا سد باب تربیت کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔

خلاصۂ کلام

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کے اصول و ضوابط کائنات کے لیے سنہرے اور لوگوں کے لیے باعثِ رحمت و شفقت ہیں۔ اسلام کا ہر قانون انسانیت کی بھلائی اور اُس کی خیر خواہی کے لیے بنایا گیا ہے۔ لیکن بعض لوگ صرف

(۱) البقرۃ:۸۵

اس دنیاوی زندگی سے لُطف اندوز ہونے کے لیے اسلامی قوانین کو پسِ پشت ڈال کر اسلام کی مخالفت کرنے کے ساتھ ساتھ صرف اسلام کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ وہ اپنی اُخروی زندگی اور ابدی زندگی کو بھی برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ من حیث المسلم ہمیں اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان میں مرتب ہونے والے سماجی اثرات کی روک تھام اور تدارک کا ایک یہی طریقہ ہے۔ عالمی طاقتیں یہود و ہنود کی پیروکار ہیں اور ان کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔ ان کے باطل نظریات ہمارے لیے کس طرح سود مند ثابت ہو سکتے ہیں۔ سماج میں مثبت اور تعمیری سوچ کی ترویج ہی ایسے بد اثرات سے بچا سکتی ہے۔ نئی نسل کی تعمیر و تربیت، اخلاق کی درستگی اور صبر و برداشت کا فروغ معاشرے کے مثبت خطوط پر ارتقا کا باعث بنا کرتا ہے۔

باب چہارم

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر مذہبی اَثرات کا جائزہ

فصل اول: نیو ورلڈ آرڈر اور مذہبی معاملات میں مداخلت

فصل دوم: نیو ورلڈ آرڈر اور مذہبی شدت پسندی

فصل سوم: نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر مذہبی، سیکولر اور لادینی اَثرات اور اُن کا تدارک

فصل اول

نیو ورلڈ آرڈر اور مذہبی معاملات میں مداخلت

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی طاقتوں کے نزدیک مذہب کی حیثیت ثانوی بھی نہیں ہے۔ مذہب کو جدید دنیا میں کسی انسان کا ذاتی مسئلہ قرار دیا جاتا ہے اور بظاہر اس کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کی جاتی۔ لیکن ایسا تب ہوتا ہے جب اس مذہب میں ایسی حرکی قوت موجود نہ ہو جو غلبہ کے لیے جدوجہد پر اکسائے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی طاقتوں کو ایسے سبھی مذاہب سے شدید خطرہ لاحق ہے جن میں ایسی صلاحیت اور استطاعت موجود ہے جس سے دنیا پر حکمرانی کی جا سکے۔ اسی وجہ سے نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے مسلسل مصروف عمل طاقتیں مذہبی معاملات میں مسلسل مداخلت جاری رکھتی ہیں۔ ہمیشہ مذہب کے خلاف طبقات کو اکساتی ہیں اور مذہبی لوگوں میں شدت پسندی اور فرقہ واریت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں جس سے یک طاقتی نظام حکومت کے قیام میں بتدریج مدد مل سکے اور مذہبی لوگ مزید ذلیل و رسوا ہو کر عوام الناس کے سامنے پیش کیے جا سکیں۔ جدید عالمی نظام میں مذہب کی حیثیت کا تعین کرنا بہت ضروری ہے۔ ان کے نزدیک مذہبی نظریات بھی دیگر بہت سے نظریات کی مانند ہیں۔ ان کے خیال میں وحدت اور یک طاقتی عالمی نظام ہی ان نو بنوع نظریات کی یکتائی اور وحدت کا باعث بن سکتا ہے۔ اور تہذیبوں کے باہمی تصادم سے چھٹکارا فقط اسی صورت ممکن ہے کہ دونوں تہذیبوں کو فکری اور نظریاتی اعتبار سے ایک وحدت میں پرو دیا جائے۔ ([1])

مذہب مخالف اور عالمی حکومت

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی طاقتیں مذہب دشمن ہیں۔ یہ طاقتیں مذہبی تعلیمات کے برعکس ایسی عالمی حکومت قائم کرنے کی خواہش مند ہیں جو اُن کے من مانے اصول و قوانین کے مطابق ہو۔ اس دنیا میں ہونے والے مختلف انقلابات کے پس پشت ایسی ہی طاقتیں کار فرما رہی ہیں جن کا تعلق دہری یا مادیت پسند فرقے سے رہا ہے۔ انور مسعود اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

> عالمی تحریک انقلاب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سود خوروں اور جھوٹے ربیوں کے ایک چھوٹے سے گروپ کی انسانیت کے خلاف کارستانیوں اور سازشوں کو پوری یہودی قوم کا جرم قرار

([1]) Moyser, George, and George Moyser. *Politics and Religion in the Modern World*. Hoboken: Taylor and Francis, 2002. P.10

دینانا انصافی پر مبنی ہے۔ اسی طرح پوری جرمن اور اطالوی قوم کو نازی ازم اور فاشزم کا ذمہ دار قرار دینا بھی غلط ہے۔ کیوں کہ آریان نسل کے چند لوگوں کی سازش تھی تا کہ وہ کمیونزم اور صیہونیت کا راستہ روک سکیں۔ یہ بات زیر نظر رہے کہ چاہے وہ سرخ کمیونزم ہو یا سیاہ نازی ازم، شیطان نے اس کو انسانی روحوں کو اللہ سے دور کرنے کے لیے استعمال کیا۔ جن افراد نے ملحدانہ اور دہری نظریات قبول کر کے ان کی ترویج کی۔ انہوں نے اپنی روحوں کا سودا شیطان سے کر لیا۔ تاریخی واقعات کا تسلسل الومیناتی مقاصد کے وجود کو ثابت کرتا ہے۔ ماہرین دینیات تسلیم کرتے ہیں کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کو حضرت عیسی نے شیطان کا معبد خانہ قرار دیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ ہزاروں اور سیکڑوں برس طریل عرصہ تک کسی منصوبہ بندی کا تسلسل سے روبہ عمل رہنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے پس پشت شیطان ہے۔(1)

کمیونزم ہو یا فاشزم، لبرل ازم یا سیکولر ازم سبھی میں قدرِ مشترک مذہب مخالف ہے۔ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیاد دہریت پر رکھی گئی ہے۔ جدید تعلیم کی بنیاد میں خدا کا انکار موجود ہے۔ سائنس اور فلسفہ کی سبھی کتابوں میں خدا کی بجائے علت، معلول، نیچر، فطرت، فطری قوانین جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جنہیں خدا کے متبادل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ان سارے ازمز کی بنیاد مذہب بیزاری ہے۔ مرکزہ یہ ہے کہ انسان فکری طور پر آزاد ہونا چاہیے۔ اسے اپنے افکار و نظریات قائم کرنے میں کسی اصول و ضابطے کا پابند نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اپنی حسب منشا اور حسب خواہش چیز کی طلب کرے اور اس کے حصول کے لیے اپنے من چاہے راستے اختیار کرے۔

If all this is right, then the death of God is far from being a threat to ethics. It is a necessary clearing of the ground, on the way to revealing ethics for what it really is. Perhaps there cannot be laws without a lawgiver. But Plato tells us that the ethical laws cannot be the arbitrary whims of personalized gods. Maybe instead we can make our own laws.(2)

"اگر یہ سب درست ہے تو پھر خدا کی موت اخلاقیات کے لیے کسی قسم کے خطرے کی بات نہیں ہے۔ اخلاقیات در حقیقت کیا ہیں یہ جاننے کے لیے یہ حقیقت واضح کرنا بہت ضروری ہے۔ شاید قوانین کا وجود کسی قانون ساز کے بغیر ناممکن ہے۔ لیکن افلاطون ہمیں بتاتا ہے کہ

---

(1)۔ انور مسعود — جنگوں کے سوداگر - ص:۱۸

(2) Blackburn, Simon. *Ethics: a Very Short Introduction*. Oxford: Oxford University Press, 2021. P.84

اخلاقی قوانین کسی الل ٹپ شخصی خدا کی اوٹ پٹانگ نہیں ہو سکتے۔ شاید اس کی بجائے ہم اپنے کچھ قوانین بنا سکیں۔"

نیو ورلڈ آرڈر اور مذہبی مداخلت

نیو ورلڈ آرڈر نے مذہب کے مقابل ان سبھی اکائیوں کو مضبوط کیا ہے جن سے مذہب کی پکڑ اور گرفت کمزور ہو اور پوری دنیا میں ایک ہی طرح کی فکری اساسات تعمیر ہونے لگیں۔ اس ضمن میں نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتیں پوری دنیا میں مذہب پسندوں کے خلاف مسلسل بر سر پیکار رہتی ہیں۔ مذہبی معاملات میں براہ راست مداخلت کرتے ہوئے دوسرے مذاہب کے مقدسات اور روایات و اساسات کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس نشانہ زدگی کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے مذہبی لوگوں میں شدت اور انارکی پیدا کی جائے یا پھر عام لوگوں میں مذہب کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔ مذہب کی بنیادی اساسات اور عقائد کو بے عقلی اور غیر منطقی ثابت کیا جائے۔ پاکستان میں رواج پذیر لبرازل، سیکولرزم جیسے نظریات دراصل مذہب مخالفت کے اسی رجحان کو عام کرنے کے لیے ہیں۔

بہت سے مسلم ممالک میں نام نہاد جمہوریت کو فروغ دینے کے پس پردہ بھی یہی مقاصد کارفرما تھے کہ خلافت اور اسلامی نظام حکومت کی جانب سے توجہ ہٹائی جائے اور ایسا نظام حکومت نافذ کر دیا جائے جسے مغرب اپنی کٹھ پتلیوں کے ذریعے اپنے قابو میں رکھ سکے۔

> "In the past about new world order, however, democracy-promotion was part of the Cold War, and could be justified at home and abroad on those grounds."(1)

"تاہم ماضی میں، نئے عالمی نظام کے بارے میں، جمہوریت کو فروغ دینا سرد جنگ کا حصہ تھا، اور ان بنیادوں پر ملک اور بیرون ملک جواز پیش کیا جاسکتا ہے۔"

ان اسلامی ممالک میں جہاں اسلامی اَقدار اور افکار ہیں۔ یعنی مذہب پسندوں میں ایسے افکار کی ترویج ہے جس سے ان میں مذہب بیداری اور مذہبی اخلاقیات کے خلاف جدوجہد کے آثار ظاہر ہونے لگیں۔ مصنف جون کاروٹ نیو ورلڈ آرڈر اور لبرل ازم کی تھیوری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(1) ANNE APPLEBAUM, The New New World Order America and the New Geopolitics. Hoover Press. 2009. Page:3

"The 'Liberal Project' aims to transform society in accordance with liberal values and practices."(1)

"لبرل پروجیکٹ" کا مقصد معاشرے کو لبرل اَقدار کے مطابق اور تبدیل کرنا ہے"

اسلام سراسر انصاف، امن، سلامتی اور دوسروں کا خیال رکھنے والا اعلیٰ دین ہے۔ اسلام نے ہمیشہ ان قوانین کو اسلامی معاشرے کے لیے نافذ کیا ہے جو اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے باعثِ رحمت ہوں اور اس سے اسلامی معاشرہ تشکیل پاسکے۔

اسلامی ممالک میں نیو ورلڈ آرڈر کے زیر اثر حکمرانی کی مثال ترکی ہے۔ جہاں خلافت اسلامیہ ختم کر کے لادینیت مسلط کی گئی۔ اتاترکنے جبر وتسلط کے ساتھ سیاست، اقتصاد، اجتماع، تعلیم اور ثقافت الغرض زندگی کے ہر پہلو میں مغربی طرز حیات جاری کی۔ اتاترک نے ایک لادینی دستور نافذ کر دیا اور اسی اساس پر خاندانی اور شخصی معاملات سمیت تمام پہلوؤں میں خلاف اسلام قوانین نافذ کئے۔ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

"جن لوگوں نے گزشتہ برسوں میں جدید ترکی کو دیکھا ہے انہیں مسجدیں ہر عمر کے نمازیوں سے بھری نظر آئیں اور انہوں نے دیکھا ہے کہ وہاں ایسے ہزاروں مدارس ہیں جہاں قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے اور خطباء کے ادارے ہیں، اسلامی کتابیں شائع ہوتی ہیں اور پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں رہنے والے ترکوں کو دیکھ لیجئے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ "لادینیت" حکمرانی کا طوفان ان کے دلوں سے اسلام کو کھرچ کر نکال دینے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔"(۲)

یہ کوشش ایک طویل عرصے تک مسلسل کی جاتی رہی لیکن اس کے باوجود اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی اور بالآخر جیسے ہی ترک عوام کو موقع ملا۔ انہوں نے از سر نو شعائر اسلامی کے اجراء کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔

"ترک معاشرے کو مغربی رنگ میں رنگ دینے کی دو صدی پر حاوی سعی و کوشش اور لادینیت اور سیکولرازم کی حکمرانی کے پچاس سال بعد ترکی میں نئے سرے سے اسلامی مملکتوں کے دور اول کی سیاست و دین کی یکجائی کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔"(۳)

---

(1) John Charvet, The Liberal Project and Human Rights, The Theory and Practice of a New World Order, Germany. Page: 2

(۲) یوسف القرضاوی- **اسلام اور سیکولرازم**- مترجم: ساجد الرحمن، عالمی ادارہ فکر اسلامی، اسلام آباد، پاکستان، ۱۹۹۹ء ص: ۶۳

(۳) ایضا

انقلاب نے ''لادینیت'' اور سیکولرازم جیسے ناسور کو حکومت اور جدت پسندی کی بنیاد بنایا، جس کا مطلب یہی تھا کہ اسلام عام زندگی سے نکل کر صرف دین داروں کے سینوں میں بند ہو کر رہ جائے لہذا اسلام جو پہلے دین و سیاست دونوں پر مشتمل تھا اب صرف ذاتی مسئلہ بن گیا۔ کسی اسلامی ملک میں مکمل طور پر سیاست کی اسلام سے علیحدگی اور مغربی طرز کی لادینی ریاست کے قیام کا (ترکی) میں یہ عمل بالکل منفرد تجربہ تھا۔ اسلام کو سیاست و اقتدار سے علیحدہ کر دینے سے نتیجہ میں اسلام عوامی حلقوں، بالخصوص کسانوں میں محدود ہو کر رہ گیا۔ اسلام کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے اس کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔

پاکستان میں مذہبی مداخلت

پاکستان بننے کے بعد جلد ہی قائد اعظم محمد علی جناح وفات پاگئے۔ قائد اعظم کی فوری وفات نے نوزائیدہ مملکت کے اصول و مبادی اور نظریات کے متعلق متضاد آراء کے لیے میدان فراہم کر دیا۔ فی الفور دو قسم کے گروہ سامنے آگئے۔ ایک گروہ کے نزدیک پاکستان ایک سیکولر ریاست ہے جب کہ دوسرے کے نزدیک پاکستان اسلامی ریاست ہے۔ قائد اعظ پاکستان کو مذہبی یا سیکولر ریاست بنانا چاہتے تھے اس موضوع پر بھی بے شمار مباحثے موجود ہیں۔ یہ نوزائیدہ ریاست کے لیے پہلا بڑا صدمہ تھا۔ جس نے پاکستان میں حکومتی نظام کے قیام سے متعلق ایسا اختلاف پیدا کر دیا جو آج تک لاینحل ہے۔ اس مسئلے کو یہودی پروٹوکولز کے تناظر میں دیکھیں۔ پروٹوکولز کا مصنف لکھتا ہے:

> رائے عامہ کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے ہمارے پاس ایک راز یہ ہے کہ ہمیں کشیدگی، مایوسی اور بے اطمینانی کی ایک فضا قائم کرنا ہوگی۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ہر سمت اور ہر گوشے سے قطعی متنازعہ اور متضاد خیالات پیش کریں گے۔ اس سلسلہ کو اتنا طول دیں گے کہ غیر یہود صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں گے۔ بعد ازاں خیالات اور نظریات سے پیدا ہونے والی بھول، بھلیوں میں کھو جائیں گے اور بالآخر اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ سیاسی امور میں کسی کو اپنا موقف یا نظریہ نہیں رکھنا چاہیے۔(1)

پاکستان میں مذہب کی سیاست اور سیاست کی مذہب میں مداخلت مسلسل جاری رہی ہے۔ جس کی وجہ سے مذہبی نظام العمل بھی متاثر ہوا اور سیاست بھی۔ ہمارے ملک میں سیاسی اقتدار اور حکومت کے حصول کے لیے مذہب کو آلۂ کار بنایا جاتا رہا ہے۔ جس کے سبب سیاسی مخالفتوں نے مذہب کو نشانہ بنایا۔ مذہبی دھڑے بندیوں اور فرقہ واریت کو پروان چڑھایا اور یوں سیاست کے ساتھ ساتھ ہر ممکن دائرہ کار میں مذہبی مداخلت کی جاتی رہی ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کی خواہش مند خفیہ طاقتیں دنیا میں ایک ہی مذہب چاہتی ہیں۔ وکٹر لکھتے ہین:

---

(1) وکٹر ای مارسڈن – یہودی پروٹوکرلز – ص:۱۴۸

جب ہم اپنی سلطنت میں داخل ہوں گے تو ہم اپنے توحیدی مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت نہیں کریں گے۔ خدا کی محبوب قوم کی حیثیت سے ہمارا مقدر خدائے واحد کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے اور ایس کے واسطے سے ہماری تقدیر دنیا کے ی دوسری اقوام کی تقدیر سے وابستہ ہوئی ہے۔ ہمیں ایمان اور اعتقاد کی دوسری تمام صورتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا ہوگا۔ ممکن ہے کہ ہمارے اس طرز عمل سے لوگ الحاد اور بے دینی کی راہ اختیار کر لیں لیکن یہ ایک عارضی مرحلہ ہوگا۔ یہ ہمارے نظریات میں مداخلت نہیں کر سکیں گے بلکہ ان نسلوں کے لیے ایک وارننگ کا کام دیں گے جو دین موسوی سے متعلق ہمارے اس وعظ کو سنیں گے کہ اس اٹل اور جامع نظام زندگی کی بدولت دنیا بھر کی تمام اقوام کس طرح ہماری محکوم بن چکی ہیں۔ (۱)

مذہبی نصابِ تعلیم

اسلامی نصابِ تعلیم پاکستان اور دیگر اسلامی و عرب ممالک کے لیے نہایت اہم و ضروری ہے۔ نصابِ تعلیم نسلوں کے سنوارنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پاکستانی، سکولز، کالجز، یونیورسٹیز کے اندر مروّج ہونے والا نصابِ تعلیم اس بات کا گواہ ہے کہ اَغیار کے متعلق ہمارے بچے زیادہ تعلیم حاصل کرتے ہیں جبکہ انہیں اپنے اَسلاف اور اپنے ہیروز کے متعلق آگاہی کا علم بہت کم ہوتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سکول کی سطح سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک نصاب سازی اس طرح ہوتی ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَخلاق، آپ کے حقوق اور صحابہ و صحابیات اور تابعین کے اَحوال اور ہمارے عظیم ہیروز جنہوں نے تاریخ اسلامی کے صفحات مزین کیا، ان کے اَحوال اور آثار سے نصابِ تعلیم اور سلیبس مزین ہوتے مگر یہ بات انتہائی افسوسناک ہے کہ یہ انتہائی کم چیزیں ہمارے نظامِ تعلیم کے نصاب میں شامل ہیں۔ مختلف حکومتیں اپنے اپنے اَدوار میں نصابِ تعلیم میں اپنی مَن مانی کرتے ہوئے نصاب تبدیل کر کے کتب کو شائع و پرنٹ کروا کر سلیبس کا حصہ بنوا دیتی ہیں اور وہ ایسا سلیبس ہوتا ہے جو اسلامی روح اور اسلامی اقدار کی عکاسی نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بچوں میں دینی رجحان کم اور اغیار کی تاریخ و کارناموں کا مطالعہ کرنے کے سبب زیادہ پایا جاتا ہے۔

---

(۱) وکٹر ای مارسڈن – یہودی پروٹوکرلز – ص:۱۴۸

سیکولرازم اور لادینیت

لادینیت کا لفظ اردو زبان میں جس کو عربی زبان میں "علمانیت" کہتے ہیں۔ یہ جدید دور کی ایک نئی اصطلاح ہے۔[۱] مغربی زبانوں میں سیکولرازم کے معنی ایسے امر کے ہیں جو دینی (مذہبی) نہ ہو، یعنی لادینی ہو۔ مگر عرب ممالک میں اس کا ترجمہ "علمانی" یا "مدنی" اس لیے کیا گیا ہے کہ لوگوں کے مذہبی جذبات متاثر نہ ہوں۔[۲] علمانیت اور لادینیت کا مفہوم یہ ہے کہ حکومت اور سماجی زندگی کا مذہب سے لاتعلق ہونا اور مذہب کا تعلق محض فرد کے ضمیر سے ہونا اور اس کا ایسا مخصوص تعلق قرار دینا جو صرف خدا اور بندے کے درمیان ہو۔ اگر انسان کبھی اس کا اظہار بھی کرے تو صرف عبادات، نکاح اور موت وغیرہ جیسے مواقع کے لیے مخصوص مراسم کے ذریعے کرے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے سائے تلے پنپنے والے افکار و نظریات نے دین و دنیا میں یہ تقسیم پیدا کردی ہے۔ یہ تقسیم زندگی کے سبھی شعبوں میں سرایت کر چکی ہے۔ تمام مغرب میں مذہب انسانوں کا ذاتی مسئلہ بن چکا ہے۔ اسلام میں اس کے برعکس کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تعلیم کے ایک حصہ کو دینی تعلیم اور دوسرے کو غیر دینی یا غیر مذہبی تعلیم کہا جائے۔ کچھ ایسے افراد ہوں جنہیں مذہبی لوگ یا رجال دین کہا جائے اور دوسرے لوگ رجال علم، اہل سیاست اور اہلِ دنیا کہلائیں۔ اسلامی نظام حیات میں زندگی کے یہ دو حصے کبھی نہیں رہے اور دین و دنیا کی تفریق کبھی قائم نہیں ہوئی۔

مغرب سے درآمد شدہ لادینیت مغربی سوغات ہے۔ یہ اسلامی پیداوار نہیں ہے ۔لادینیت اسلامی عقائد و نظریات سے جدا ہونے کے سبب مسلمانوں کے ساتھ اس کا نباہ ناممکن ہے۔ مغربی دنیا میں سیکولرازم کے ظہور کے متعدد مذہبی، فکری، نفسیاتی، تاریخی اور عملی اسباب و وجودہ تھے مگر یہ تمام اسباب اور وجوہ صرف مغربی دنیا کے ساتھ مخصوص تھے، ان کا دنیائے اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ لہذا عالم اسلام اور مسلمانوں کو اس میں ان کی تقلید نہیں کرنی چاہیے۔ ذیل میں ہم ان چند نکات کا تذکرہ کریں گے جو مسلمانوں کے اندر لادینیت کو فروغ دینے میں پیش پیش ہیں۔

لادینیت اور اسلامی عقائد میں بہت زیادہ تضاد ہے۔ جو مسلمان لادینیت کے عقائد پر مبنی نظام میں زندگی گزارتے ہیں وہ اپنے عقیدے اور عملی زندگی میں سخت تضاد محسوس کرتے ہیں۔ عقیدہ انہیں مشرق کی طرف کھینچتا ہے اور عملی زندگی انہیں مغرب کی طرف۔ عقیدہ جس شے کو حرام قرار دیتا ہے لادینیت اسے جائز قرار دیتی ہے۔

نیو ورلڈ آرڈر کے زیر سایہ عبادت میں لادینی فکر یوں رواج پذیر ہے کہ عبادت کے بنیادی اور معنوی پہلو ترک کرتے ہوئے فقط رسم و رواج کی ادائیگی کو عبادت قرار دیا جانے لگا اور سمجھا جانے لگا ہے۔ ایک مسلمان کو من

---

(۱) یوسف القرضاوی - اسلام اور سیکولرازم - عالمی ادارہ فکر اسلامی، اسلام آباد، پاکستان، ۱۹۹۸ء، ص: ۵۲

(۲) ایضا

حیث المسلم عبادت کرنے سے نہیں روکتے اور نہ ہی وہ ان شعائر کو ظاہری طور پر رد کرتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان چاہے تو وہ اللہ کی قربت پانے کے لیے اُس کی عبادت کر سکتا ہے اس لیے جدید نظام کے مطابق ہر انسان کو شخصی آزادی حاصل ہے۔ لیکن یہ فکر و نظریہ عبادت کو زندگی کا مقصد اور انسان کا اہم ترین فریضہ نہیں سمجھتا۔ اسی لیے قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (۱)

''میں نے جن وانس کو اسی لیے پیدا کیا تاکہ وہ میری عبادت کریں''

لادینی افکار کے ذریعے تربیت اور ثقافت کا نظام بھی عبادت کی بنیاد پر قائم نہیں ہوتا اور نہ وہ عبادت کے نظام کو معاشرے میں اس طرح مؤثر اور مضبوط بناتا ہے جس سے اس کے حقیقی اثرات ظاہر ہوں۔ لادینیت میں انسان کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی اس طرح منظم نہیں کی جاتی کہ مسلمان بلا تردد اور بغیر کسی دشواری کے اپنے دینی فرائض اطمینان ہو کر بحسن خوبی ادا کر سکیں۔ بلکہ جگہ جگہ تعلیم اور دیگر امور کا نظام العمل عبادات سے ٹکراتا رہتا ہے جس سے فرض عبادات کا بھی اپنے صحیح وقت پر ادا کرنا مشکل بلکہ بعض صورتوں میں تو ناممکن ہو جاتا ہے۔

بے حجابی اور تحریک حقوق نسواں

لادینیت نے اسلامی افکار اور اسلامی و عربی ممالک سب کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔ یہاں بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ جس کو ہمارے مسلمان مؤرخین نے بے حیائی کے ضمن میں بیان کیا ہے۔(۲)

جب عورتوں کا بن سنور کر نکلنا اور حیا سے عاری ہونا تھا۔ جب فرانس مصر میں داخل ہوا تو بعض فرانسیسیوں کے ساتھ ان کی بیویاں بھی ہوتی ہیں جو سڑک پر کھلے عام چلتی تھیں۔ یہ خواتین خوب صورت نقش و نین کی مالک، عمدہ لباس زیب تن کئے، ہاتھوں میں رنگین ریشمی رومال لیے، کندھوں پر کشمیری چادریں اوڑھے اور گدھوں اور گھوڑوں پر سواری کرتی تھیں۔ وہ کھکھلا کر ہنستیں اور عام لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتی تھیں۔ خواہش پرست طبقہ کی ادنی ورذیل عورتوں نے ان فرانسیسیوں کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا۔ فرانسیسی عورتوں کا احترام کرتے اور ان پر مال خرچ کرتے۔ مقامی عورتوں نے جب فرانسیسیوں کے ساتھ گھلنا ملنا شروع کیا تو ابتداء میں اسے شرم وحیا کے تحت اور ذلت و عام سمجھ کر کیا گیا پھر آہستہ آہستہ یہ بیماری تمام اطراف میں پھیل گئی۔(۳)

---

(۱) الذاریات:۵۶

(۲) اسامہ بن منقذ، -**الاعتبار**- تحقیق: فیلیپ ہٹی، ص ۱۳۵

(۳) جبرتی، عبد الرحمن بن حسن، **عجائب الآثار فی التراجم والأخبار**، دار الکتب المصریہ، ۱۹۹۸ء، ج:۲، ص:۴۳۶-۴۳۷۔

اس تمام حقائق و واقعات سے واضح اشارات ملتے ہیں کہ مسلمانوں میں کچھ لوگ لادین معاشرتی زندگی اور مغربی طرز اپنانے کے لیے تیار تھے۔ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو مغرب کی خصوصی توجہ اور یورپ کے مزے لوٹنے کے لیے اپنی قوم کو مغرب پرستی کی دعوت دینا چاہتے تھے۔

سیاست و قانون میں لادینیت

لادینیت نے جس طرح زندگی کے دیگر معاملات میں اپنی مداخلت کی اسی طرح سیاست اور قانون میں بھی دخل اندازی کی۔ امام احمد بن حنبل نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی مسند میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

> ''لينقضن الإسلام عروة عروة فكلما انتقضت عروة تشبث الناس بالتي تليها فأولهن نقضا الحكم وآخرهن الصلاة''(۱)

> ''اسلام ایک ایک کڑی کر کے ٹوٹ جائے گا، جب بھی ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری کڑی سے چمٹ جائیں گے۔ سب سے پہلے ٹوٹنے والی کڑی اسلامی حکمرانی کی ہوگی اور آخری کڑی نماز کی ہوگی۔''

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قدیم دور ہی سے مسلم حکمرانوں کے معاملات میں دین سے انحراف شروع ہو گیا تھا لیکن اسلامی حکمرانی کی کڑی مکمل ٹوٹ پھوٹ کا شکار دور حاضر میں ہوئی ہے۔ مسلمان ضعف و تباہی کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ اسلام پچھلی تمام صدیوں میں دلوں کے اندر اتنا گہرا پیوست تھا کہ اصولی طور پر اسلام کے بدلے میں کوئی منہج قبول نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس کے فرزندوں کی نظر میں جاہلیت انتہائی حقیر اور پست تھی۔ لیکن موجودہ دور میں لادینیت اور سیکولرازم نے مسلمانوں سے وہ اسلامی اقدار چھین کر انہیں غیر مہذب اور غیر اسلامی اقدار پر گامزن کر دیا اور اسلامی تشخص کا مسلمانوں نے گنوا دیا۔

لادینیت اور مستشرقین

مستشرقین جدید صلیبی حملوں کے دماغ ہوتے ہیں۔ وہ عالم اسلام کی ثقافتی جنگ میں شیاطین کا کردار ادا کرتے ہیں۔ مستشرقین کشمکش کے اکھاڑے میں اس وقت ظاہر ہوئے جب مسلمان تہذیبی افلاس، روحانی کمزوری اور عزت نفس کے فقدان کا شکار تھے۔ اسی طرح ان راہب علماء اور صلیبی لشکروں کو موقع میسر آگیا کہ وہ ماضی کی شکستوں کا بدلہ لے سکیں۔

---

(۱) احمد بن حنبل، مسند أحمد، حدیث:۱۸۰۶۸، ۴/ ۲۳۲

خلاصہ کلام

نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اس دنیا پر یک قطبی اور یک طاقتی نظام قائم کرنے کی خواہش مند سبھی قوتیں پاکستان میں بھی کار فرماہیں۔ ان کی اصل کوشش پوری دنیا پر ایک نظریے، ایک سوچ، ایک مذہب اور ایک ملک کی حکومت ہے۔ عالمی نظام پر عمل درآمد کروانے کی خواہش مند طاقتیں مذہبی معاملات میں براہ راست مداخلت کرتی ہیں۔ مذہب کی روسے سیاسی نظام العمل میں حاکم اعلی قادرِ مطلق کی ذات والا صفات ہے۔ جب کہ یہ جمہوریت لاگو کرتے ہوئے عوام الناس کو حاکم اعلی تصور کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک سوسائٹی میں بظاہر حکومت طاقت ور طبقے کی ہوگی۔ جو مسلسل اپنے افعال و نظریات کی ترویج کرے گا۔ (١) یہ اس موثر اور طاقت طبقے کے ذریعے مختلف مذہب مخالف کاروائیاں پوری دنیا میں سرانجام دیتے ہیں۔ امیر اور موثر لوگ مذہب کے خلاف ببانگ دہل بولتے اور عمل کرتے ہیں اور مذہب معاملات میں بلاسبب اور خواہ مخواہ ٹانگیں اڑاتے پھرتے ہیں۔ لادینیت بنیادی طور پر اسلامی قوانین سے مسلمانوں کو منحرف کرنے کی وہ قوت ہے جو اسلام اور اہل اسلام کو بغیر کچھ کہے ان کے عقائد و نظریات سے دور کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ لادینیت کے خطرناک افکار کو سمجھیں اور کفار و ملحد لوگوں کے باطل نظریات کو پرکھیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے احکامات پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی سے سرخرو ہوں۔ لادینیت کے کئی روپ ہیں، چاہے وہ سیکولرازم کے روپ میں ہو، ورلڈ آرڈر کے روپ میں ہو یا بے حیائی اور فحاشی و عریانی کے روپ میں۔ لادینیت کے عجیب و غریب عقائد ایک سادہ لوح مسلمان کے لیے باعثِ تشویش بنتے ہیں۔ کفار و ملحدین کے باطل اور بے باک نظریات اور ان کی چالوں کو سمجھنے کے لیے مسلمانوں کو متحرک ہونا چاہیے اور ان کا قلع قمع کرنا چاہیے تاکہ سادہ اور عام فہم مسلمان ان کے ہتھے نہ چڑھے اور دین اسلام کی درست سمت کی طرف گامزن ہو۔ (٢)

(1) Cuffel, Alexandra, and Brian M. Britt. *Gender, Religion, and Culture in the Pre-Modern World*. Basingstoke: Palgrave Macmillan, 2007.

(2) Triandafyllidou, Anna, and Tariq Modood. *The Problem of Religious Diversity: European Challenges, Asian Approaches*. Edinburgh: Edinburgh University Press, 2017.

فصل دوم

نیو ورلڈ آرڈر اور شدت پسندی

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتوں نے اسلام کو "شدت پسند مذہب" کے طور پر متعارف کروایا ہے۔ پاکستان میں موجود مذہبی شدت پسندی میں سب سے بڑا ہاتھ انہی عالمی طاقتوں کا ہے۔ ان طاقتوں نے ملک بھر میں مذہبی انتہا پسندی ابھاری اور پھر جب اپنے مقاصد حاصل ہو گئے تو اسی انتہا پسندانہ سوچ کو پروپیگیٹ کر کے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے لگے۔ سوویت یونین میں موجود اسلامی تحریکیں جو سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد وجود میں آئی ہیں وہ دراصل امن پسند ہیں اور ان کا شدت پسندی یا ریڈیلکزم سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔(1) اس ضمن میں سب سے پہلے شدت پسندی کا مفہوم متعین کرنا بہت ضروری ہو گا۔

مفہوم:

عربی کے دو اَلفاظ 'اِفراط' و 'تفریط' ہمارے ہاں استعمال ہونے والے لفظ 'انتہاء پسندی' کی احسن ترجمانی کرتے ہیں۔ یہ دونوں الفاظ جن کی بنیاد عربی ہے، انتہا پسندی کی دو انتہاؤں کو بیان کرتے ہیں۔ عملی حوالے سے زیادہ روی اور حد سے تجاوز 'افراط' ہی کو بیان کرتے ہیں۔ انتہاپسندی کی اصطلاح انگریزی زبان کے لفظ (extremist) کے مترادف کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ علامہ وحید الزمان قاسمی نے افراط و تفریط کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ لفظ 'فرطٌ' سے مشتق ہے جس کا معنی ہے اسراف کرنا، زیادتی کرنا وغیرہ۔ اور تفریط کا معنی کمی کرنا اور کم کرنا ہے۔(۲)

ان دونوں الفاظ کے معانی و مفاہیم کو علامہ وحید الزمان نے نقل کرتے ہوئے سیدنا علی المرتضی کرمہ اللہ وجہہ کا ایک قول نقل کرتے ہوئے بیان کئے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لا یُری الجاهلُ إلا مُفرطا أو مُفرِّطًا''(۳)

''یعنی تم جاہل کو جب بھی دیکھو گے تو ایک کام میں حد سے بڑھ جانے والا پاؤ گے یا کمی کرنے والا پاؤ گے''

(1) Dannreuther, Roland. *Russia and Islam: State, Society and Radicalism*. London: Routledge, 2011. P.103

(۲) کیرانوی، وحید الزمان۔ **لغات الحدیث**۔ میر محمد کتب خانہ، کراچی، پاکستان۔ ج ۳، ص ۵۲۔

(۳) ابن منظور، محمد بن ابن منظور افریقی۔ **لسان العرب**۔ ج ۷، ص ۳۶۸

نیو ورلڈ آرڈر اور شدت پسندی

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے عمل پیرا عالمی طاقتوں نے تہذیبوں کے تصادم کے نظریات جاری کرتے ہوئے مشرقی تہذیب کو مسلمانوں کی نمائندہ تہذیب قرار دے رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے نسل پرستی کے نظریات کو بھی ترویج دی ہے۔ ہم دہشت گردی کے فروغ میں یہ بات کر چکے ہیں کہ مذہبی حلقوں میں شدت پسندانہ افکار و نظریات بتدریج پیدا کیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں بہت سے دلائل وہاں دیے جا چکے ہیں۔ پوری دنیا میں "وار آن ٹیرر" کے نام پر مسلمانوں کے ساتھ جو ظلم و زیادتی کی گئی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ عالمی طاقتوں نے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہوئے تین بڑے اسلامی اکثریت رکھنے والے ممالک کو تاراج کیا ہے۔ مختلف دہشت گرد تنظیمیں اچانک منظر عام پر آتی ہیں اور ان کے ذریعے مسلمان ممالک پر حملے کیے جاتے ہیں۔ جس کے بعد وہ دہشت گرد تنظیمیں اچانک منظر عام سے غائب ہو جاتی ہیں۔ آج جبکہ دنیا کی بڑی طاقتیں اور ان کے طاقتور ادارے اپنے مقاصد کے لئے اسلام کی شکل بگاڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ اسلام پر مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کا لیبل لگایا جارہا ہے۔ وکٹر ای مارسڈن لکھتا ہے:

> غیر یہودی معاشروں میں ہم نے بے چینی، اضطراب، انتشار، مذہب سے بیگانگی اور بغاوت کے بیج بو کر ان کی جڑیں مضبوط کر دی ہیں، اس لیے نظم و نسق کو بحال کرنے اور لوگوں کے دلوں پر حکومت کی قوت کا سکہ جمانے کے لیے ہمیں بے رحمانہ اقدامات کرنا پڑیں گے اس تشدد کا شکار ہونے والوں پر کوئی ترس نہیں کھائے گا کیوں کہ اس سختی پر ہی مستقبل کی فلاح و بہبود اور استحکام مملکت کا انحصار ہو گا خواہ اس کے لیے ہمیں کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں۔۔۔ماضی قریب میں روس کی اشرافیہ حکومت کا یہی طرز عمل تھا۔ اٹلی کا وہ واقعہ ذہن میں لایئے کہ سارا ملک خون میں نہا رہا تھا لیکن خون کی ندیاں بہانے والا سولا کا کوئی بال بھی بیکا نہ کر سکا۔(۱)

اس شدت پسندی کا تعلق زیادہ تر مذہبی شدت پسندی سے ہے۔ آئے دن مذہبی مقدسات خصوصاً مسلمانوں کے مذہبی شعائر اور مقدسات کی بے حرمتی مختلف اخبارات، جرائد اور الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کے ذریعے کی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں مذہبی طبقات میں شدت پسندی کے رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔ ردعمل میں توڑ پھوڑ، جلسے جلوس اور پہیہ جام ہڑتالیں ہوتی ہیں۔ وکٹر ای مارسڈن اس بارے میں لکھتے ہیں:

> فرانس کے پریس کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس میں ہر قسم کے اخبارات و جرائد پائے جاتے ہیں جو ظاہری طور پر خواہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں فری میسن تحریک کے پروگراموں اور مقاصد کے سلسلے میں مکمل یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے تمام جریدے پیشہ ورانہ

---

(۱) وکٹر ای مارسڈن – یہودی پروٹوکولز – ص: ۱۵۱

> راز داری کے لیے خود کو مجبور پاتے ہیں۔ زمانہ قدیم کی پیشن گوئی کرنے والوں کی مانند ان میں سے ہر ایک اپنے ذرائع اطلاع کے بارے میں مہر بہ لب رہتا ہے۔ (۱)

اس اقتباس کی روشنی میں فرانس کے ایک جریدے "چارلی ہیبڈو" کی تاریخ اور کاروائیوں کا جائزہ لیا جائے تو حقیقت حال سامنے آجاتی ہے۔ چارلی ہیبڈو ایک ہفتہ وار جریدہ ہے۔ جس میں کارٹون، خاکے اور طنزیہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس نے پیغمبر اسلام علیہ السلام کے خاکے شائع کیے۔ خاکوں کی اشاعت نے پوری دنیا میں موجود مسلمانوں میں غم وغصے کے جذبات پیدا کر دیے۔[۲] مسلمان ان جذبات کا مختلف انداز میں اظہار کرنے لگے۔ اس جریدے کے کارٹون شائع کرنے کے بعد اس پر حملے کیے گئے۔ جریدے کے عملے کو جان سے مار دیا گیا۔ دفتر پر پٹرول بم پھینکے گئے۔ اس کے بعد مذہبی شدت پسندی میں شدید اضافہ ہونے لگا۔

پاکستان میں شدت پسندی

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی طاقتوں نے اپنے عالمی ایجنڈے یا پالیسیوں کے نفاذ کے لیے پاکستان کو استعمال کیا۔ پوری دنیا میں ایک حکومت قائم کرنے کے لیے عالمی جنگوں کے بعد روس کو ختم کرنا ضروری تھا۔ اس کے لیے پاکستان استعمال کیا گیا۔ جہاد لازم وملزوم قرار دیتے ہوئے مدرسوں سے رضاکار تیار کروائے گئے۔ مدارس کو فنڈنگ کی گئی۔ یہ مدارس زیادہ تر سنی مدارس تھے۔ جنہیں سعودی عرب اور دیگر ممالک سے فنڈنگ کی گئی۔ ان مدارس کا کام طالب علموں کے ذہنوں میں جہاد کا جذبہ پیدا کرتے ہوئے انہیں ہتھیار اٹھانے اور شدت پسندی پر مائل کرنا تھا۔ زاہد حسین لکھتے ہیں:

> These madrasas did not conduct military training or provide arms to students, but encouraged them to join the holy war. The purpose was to ensure a continued supply of recruits for the Afghan resistance. The message was simple: all Muslims must perform the duty of jihad in whatever capacity they could. (3)

> مدارس طلبہ کو کسی بھی قسم کی اسلحہ کی ترتیب فراہم نہیں کر رہے تھے بلکہ انہیں اس مقدس جنگ میں شمولیت کے لیے انگیجنت دے رہے تھے۔ اس کا مقصد جہاد افغانستان کے لیے رضاکاروں کی مسلسل

(۱) وکٹر ای مارسڈن۔ **یہودی پروٹوکرلز**۔ ص:۱۷۹

(۲) بی بی سی (اردو)۔ چارلی ہیبڈو میگزین کی جانب سے پیغمبر اسلام کے متنازع خاکوں کی دوبارہ اشارت۔ یکم ستمبر ۲۰۲۰ء، تاریخ نقل: اٹھارہ فروری، ۲۰۲۱ء۔
https://www.bbc.com/urdu/world-53976432

(3) Zahid Hussain. *Frontline Pakistan, the Struggle with Militant Islam*. NewYork: Columbia University Press, 2008, P. 80

سپلائی چین قائم رکھنا تھا۔ پیغام بہت ہی سادہ تھا: سبھی مسلمانوں پر ان کی استطاعت کے مطابق جہاد فرض ہے۔

یہ سب کچھ یقیناً حکومت کی سرپرستی اور اس کی اجازت سے ہو رہا تھا۔ جہاد افغانستان میں روس کے خلاف پاکستان امریکہ کا ساتھ دے رہا تھا۔ پاکستان میں مذہبی شدت اور شدت پسندانہ عقائد کی ترویج اسی مدرسہ زمانے میں ہوئی۔ یہ شدت پسندی باقاعدہ فرقہ واریت کی شکل اختیار کر گئی اور شیعہ سنی فسادات میں ایک دوسرے کا قتل عام کرنا ایک عام معمول بن گیا۔

عالمی طاقتوں نے پاکستان میں اسی مذہبی عنصر کے استعمال سے سیاسی مداخلتیں شروع کر دیں۔ نفاذِ شریعت، نفاذِ اسلام اور مذہبی سیاست کے حوالوں سے کئی تحریکوں نے جنم لیا۔ مالاکنڈ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میدان میں نفاذ شریعت کے لیے شروع ہونے والی تحریک جس کے سرکردہ صوفی محمد تھے، سیاسی مقاصد کے لیے مذہبی جہادی عنصر استعمال ہونے کی مثال ہے۔ یہ صوفی محمد تحریک طالبان کے سربراہ بھی ہوئے۔ مولانا فضل اللہ صوفی محمد کے داماد ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں یہ صوفی محمد ہزاروں مسلح افراد ساتھ لے کر "نفاذ شریعت" کے لیے سڑکوں پر آ گئے تھے۔(۱)

پاکستان میں سپاہِ صحابہ، لشکرِ جھنگوی، حقانی گروپ اور اس جیسے بے شمار چھوٹے بڑے عسکری مذہبی گروپ پیدا ہو گئے جنھوں نے ملک بھر میں اپنی اپنی ذاتی حیثیت میں نفاذ شریعت کی ذمہ داری سنبھال لی۔ پاکستان میں اس مذہبی شدت پسندی کی ترویج کے لیے دری اور پشتو میں امریکی یونیورسٹیوں نے کتابیں چھاپ کر تقسیم کیں۔ زاہد حسین لکھتے ہیں:

> Special Textbooks were published in Dari and Pashto by the University of Nebraska-Omaha and funded by USAID with an aim to promote jihadist values and militant training. Millions of such books were distributed at afghan refugee camps and Pakistani madrasa, where students learnt basic maths by counting dead Russians and Kalashnikov rifles. The same texbooks were later used by the Taliban in their madrasas. (2)

---

(۱) رفعت اللہ اورکزئی، بی بی سی اردو- **کیا پاکستان میں شدت پسندی صوفی محمد سے شروع ہوئی؟**- ۱۱ جولائی ۲۰۱۹ء، تاریخ نقل: اٹھارہ فروری، ۲۰۲۱ء۔ https://www.bbc.com/urdu/pakistan-48933808

(2) Zahid Hussain. *Frontline Pakistan, the Struggle with Militant Islam*. NewYork: Columbia University Press, 2008, P. 80

امریکی امداد کے ساتھ یونیورسٹی آف نبراسکا، اوہاما (امریکہ) کی طرف سے دری اور پشتو زبان میں خصوصی نصابی کتب چھاپی گئیں۔ جن کا مقصد جہادی روایات اور عسکری تربیت کو پروموٹ کرنا تھا۔ ایسی لاکھوں کتابیں افغان مہاجرین کیمپوں اور پاکستانی مدارس میں تقسیم کی گئیں۔ جہاں طالب علم روسی لاشیں اور کلاشنکوف گنتے ہوئے ریاضی سیکھتے تھے۔ یہی نصابی کتابیں بعد میں طالبان نے اپنے مدارس میں استعمال کیں۔

پاکستانی مذہبی طبقے میں یہ شدت پسندی سرایت کر گئی ہے۔ جس نے پاکستانی معاشرے میں بگاڑ اور بدامنی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسی شدت پسندی کے نتیجے میں لال مسجد کے واقعہ کے بعد پاکستان میں بم دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سرگرمِ عمل طاقتیں پاکستان میں شدت پسندی اور اس کے نتیجے میں انارکی کی وجہ بنتی ہیں۔ فرانس میں حالیہ دنوں میں چھپنے والے خاکوں پر ملک بھر میں جس طرح کے مظاہرے، دھرنے اور اجتماعات ہوئے۔ فرانس کے خلاف نفرت نے شدت اختیار کی اور شدت پسندی یہاں تک پہنچی کے فرانس کے وزیر اعظم کی تصاویر مختلف مقامات پر زمین پر لگا دی گئیں تاکہ عوام الناس ان پر پاؤں رکھ سکے۔

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے سرگرم عمل طاقتیں مسلسل ایسے منصوبے بناتی ہیں جن سے مذہبی لوگوں میں شدت پسندی کا رجحان مسلسل بڑھتا ہے۔ یہ شدت پسندی بالآخر انارکی اور فساد پر منتج ہوتی ہے۔ اس مذہبی شدت پسندی کو بطور آلۂ کار استعمال کرتے ہوئے سیاست پر اثر انداز ہوا جاتا ہے۔ رویوں میں تنگ نظری کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ جن میں زیادہ مشترک مذہبی تنگ نظری، سیاسی تنگ نظری، علاقائی تنگ نظری ہیں۔ مذہبی تنگ نظری سے مراد ایسا رویہ ہے جو بعد ازاں فرقہ واریت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ نتیجتاً افراد معاشرہ اجتماعی سطح پر سوچنے کی بجائے فرقوں، مسالک اور دائروں میں خود کو محدود کر لیتے ہیں۔ جب ان دائروں اور فرقوں میں خود کو محدود کر کے سوچا جائے تو یہ تنگیٔ فکر ہر سوچ خواہ وہ قومی سطح کی ہو یا امت کی سطح کی، اس پر حاوی ہو جاتی ہے۔ جو فرقہ پرستی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح رویوں میں شدت پسندی بھی انتہا پسندی کی علامت ہے۔ مذہبی شدت پسندی اور انتہاء پسندی کے لیے قرآن و حدیث میں ''غلو'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ غلو کا معنی تقریباً تمام محققین نے تشدد اور جو حد شرعی سے زائد ہو کیا ہے۔

خلاصۂ کلام:

اسلام محبت، امن اور رواداری کا دین ہے۔ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ یہ تمام دیگر مذاہب کو اُن کی رسومات کے تحت عبادات کرنے کی اجازت دیتا ہے جس کے نظائر ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے

راشدین کے دورِ اقدس میں ملتے ہیں۔نیو ورلڈ آرڈر کے تحت یک قطبی فوجی حکومت قائم کرنے کے لیے دیگر سبھی طاقتوں کو تاراج کیا گیا اس مقصد کے پیش نظر مسلمانوں کو باقاعدہ نشانہ بناتے ہوئے ان کی انسانی حیثیت ہی خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دہشت گرد قرار دے کر مسلمانوں کو سرعام ختم کرنے کا جواز ڈھونڈا جارہا ہے۔ اس ضمن میں مختلف دہشت گرد تنظیموں کی خفیہ پرورش کی جاتی ہے اور انہیں اسلامی نام دے کر ان سے دہشت گردانہ کاروائیاں کروائی جاتی ہیں۔ جب چند واقعات منظر عام پر آجائیں تو انہیں واقعات کو شہ سرخی بناکر خوب پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔اسلام پیار محبت اور امن و رواداری کا دین ہے۔ اس میں دہشت گردی اور شدت پسندی کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے۔ اسلام نے چونکہ ہمیشہ امن کا درس دیا، اپنے ہوں یا پرائے ہوں، عیسائی ہوں یا یہود ہوں، سب کو اسلام نے باقاعدہ حقوق مہیا کئے اور دیگر مذاہب والوں کو اسلام نے اپنی وسعت بتاتے ہوئے ان کو اپنے عقائد کے مطابق عبادات کرنے کا حکم دیا اور انہیں اسلام لانے پر مجبور کبھی نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگ اسلام کا یہ حسنُ اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگئے اور دنیا اور آخرت کی زندگی میں کامراب وکامران ہوئے۔نیو ورلڈ آرڈر / نئے عالمی نظام کے تحت مسلمانوں کو شدت پسند اور دہشت گرد قرارر دینے کے ساتھ انہیں ایسا ثابت کرنے کے لیے بہت سالٹریچر چھاپا اور پڑھایا جارہاہے۔ مسلمانوں میں موجود مختلف فرقوں خاص کر شیعہ سنی کو بنیاد بناتے ہوئے۔ مذہبی فسادات اور مسلکی تعصب پیدا کر دینا بہت آسان ہے۔ مغریب معاشرے ایسا انتظام مسلسل کرتے رہتے ہیں۔([1])

([1]) Friedman, Menachem, and Emmanuel Sivan. *Religious Radicalism and Politics in the Middle East*. Albany: State University of New York Press, 1990. P.95

فصل سوم

نیو ورلڈ آرڈر کے پاکستان پر مذہبی، سیکولر اور لادینی اَثرات اور اُن کا تدارک

نیو ورلڈ آڈر اور لادینیت کے فروغ نے جہاں اسلامی اَقدار کو پامال کرنے کی کوشش کی ہے وہیں پر مسلم اور مسلمانوں کی اقدار کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔ کفار و یہودیت کی سازش کا نشانہ بننے والے مسلمانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہییں اور اپنی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ مسلمانوں نے کن کن سنہرے اَدوار میں حکمرانی کی اور اس کی کیا وجوہات تھیں؟ جب تک مسلمان قرآن و حدیث پر عمل پیرا ہوتے رہے دنیا کے ہر معاملے میں کامیابی ان کا مقدر ٹھہری لیکن جب مسلمانوں نے اسلامی تشخص کی بے حرمتی کی اور اسلام سے منحرف ہوئے تو ناکامی ان کا مقدر ٹھہری۔ ذیل میں ہم چند اُن اسباب کا ذکر کریں گے جن کے ازالہ سے مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عزت بحال کر سکتے ہیں اور اپنی ساخت کو دوبارہ راہ راست پر لا سکتے ہیں۔

اسلامی اَقدار کی بحالی

نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتیں جن افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کر رہی ہیں ان سبھی افکار و نظریات کا مقصد سراسر اسلام کے خلاف اور اس کی تاریخ اور اس کی فکر سے متصادم ہے۔ اسلامی دنیا میں اس کے وجود کا بھی کوئی جواز موجود نہیں۔ اسلامی اَقدار میں جھوٹ سے پرہیز کرنا، حلال کھانا، حرام سے اجتناب کرنا، دھوکہ دہی سے بچنا، دینی اسلام کے وہ سیکڑوں خصائص ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان پھیر سے اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلام اقدار ہی کے سبب مسلمانوں نے سپین، عرب کے دیگر علاقوں پر کئی سالوں تک حکمرانی کی۔ مسلمانوں کی تنزلی کا دور تب شروع ہوا جب انہوں نے لادینیت کی طرف رجوع کیا اور اسلامی اقدار سے منحرف ہوئے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے ان اثرات اور نظریات و افکار کے تدارک کا واحد طریقہ اسلامی اقدار کی بحالی ہے۔

بین المذاہب رواداری

اسلام ایک متوسط دین ہے جو دیگر مذاہب کو ان کے حقوق اور ان کی عبادت گاہوں میں اُن کے عقائد و نظریات کے مطابق عبادت کرنے سے منع نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے اس اعلیٰ اور عظیم اخلاق سے متاثر ہو کر کئی غیر مسلم اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے اور اپنے مذہب کو خیر آباد کہہ دیا۔ اس کی دلیل سورۃ الکافرون کا

نزول بھی ہے۔ کہ جب کفارِ مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک تجویز رکھی کہ آپ اللہ تعالی کی عبادت کے ساتھ کبھی ہماری خداؤں کی بھی عبادت کرلیں اور ہم بھی اپنے خداؤں کی عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے رب کی عبادت کرلیں گے اور ہم دین میں مشترک رہیں گے۔

''فقالوا يا محمد! هلمّ فلنعبد ما تعبد، وتعبد ما نعبد، فنشترك نحن وأنت في الأمر''(۱)

''انہوں نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پس آؤ ہم اس کی عبادت کرتے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور آپ اس کی عبادت کریں جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اس طرح آپ اور ہم ایک امر پر مشترک رہیں گے''

اس موقع پر سورۃ الکافرون نازل ہوئی جس میں سب سے پہلے مشرکین کے معبودانِ باطلہ کی عبادت سے واضح طور پر براءت ولاتعلقی کا اظہار واعلان کیا گیا، اور یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ اپنے باطل معبودوں کی عبادت کے ساتھ تم میرے معبود ایک اللہ تعالی کی عبادت کرنے والے ہو ہی نہیں سکتے۔ البتہ پر اَمن معاشرت اور باہم زندگی کے لیے ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾(۲)

''تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے''

جس طرح قرآن کریم کی اس آیت میں باہمی حسنِ سلوک اور رواداری سے دیگر مذاہب کے ساتھ حُسنِ معاشرت کے ساتھ رہنے کی تلقین کی ہے۔ اس طرح ہر ایک کو اپنے مذہب پر عمل کی آزادی کے ساتھ ایک پر امن معاشرہ قائم ہو گا، اور اختلاف دین کے باوجود سماجی تعلقات قائم رہیں گے۔ اگر مشرکین مکہ نے اس تجویز کو مان لیا ہوتا تو ہجرت کی نوبت ہی نہ آتی۔ اس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ آبادی مخلوط ہو اور مسلمانوں کو اپنے دین پر عمل کی اجازت ہو اور غیر مسلموں کی طرف سے کوئی رکاوٹ درپیش نہ ہو تو ان کے ساتھ معاشرتی و سماجی زندگی اختیار کی جاسکتی ہے اور اس موضوع پر ان سے بات کی جاسکتی ہے۔

اسلام باہمی محبت و رواداری کا درس دیتا ہے۔ اگر ایک ملک میں رہنے والے مسلمانوں کے ساتھ دیگر مذاہب کے لوگ بستے ہوں تو ان کے ساتھ مل کر اہلِ اسلام کوئی سماجی، سیاسی تنظیم کو اپنے بہبود و فلاح کے لیے مرتب کر سکتے

(۱) ابن هشام، عبد الملک بن ہشام بن ایوب، **السیرۃ النبویہ**، دار الجیل، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ج:۱، ص: ۳۶۲

(۲) الکافرون: ۶

ہیں۔ اس کی برہان و دلیل یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قبائل قریش ایک معاہدہ کے لیے عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے:

''فتعاقدوا وتعاهدوا على أن لا يجدوا بمكة مظلوما من أهلها وغيرهم ممن دخل من سائر الناس إلا قاموا معه وكانوا على من ظلمه حتى ترد إليه مظلمته، فسمّت قريش ذلك الحلف حلف الفضول''(۱)

معاہدے کی ان سطور پر بنظر غائز دیکھنے سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں آمد کے بعد پہلا کام معاہدہ کا کیا جس کو دونوں فریقین یعنی اَنصار و یہود نے تسلیم کیا۔

اس معاہدہ کے متعلق ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بیان موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لقد شهدت في دار عبد الله بن جدعان حلفا ما أحب أن لي به حمر النعم ولو أدعى به في الإسلام لأجبت''(۲)

''یعنی عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں منعقدہ ایک ایسے معاہدہ میں مَیں شریک ہوا کہ مجھے اس کے بدلہ میں سرخ اونٹ بھی دیئے جائیں تو (اس کا توڑنا) مجھے پسند نہیں، اور اگر (زمانۂ) اسلام میں بھی مجھے اس کے لیے پکارا جائے تو میں اس پر لبیک کہوں گا۔''

ان تمام باتوں سے اس امر پر بھی استدلال واضح ہے کہ سماجی امور پر بھی بوقت ضرورت دیگر مذاہب والوں سے بات کی جاسکتی ہے اور کوئی مشترکہ تنظیم قائم کی جاسکتی ہے جو ملک و قوم کے لیے کارساز اور مدو معاون ہو تاکہ ملک سلامتی کے ساتھ ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

فتنہ وفساد کا تدارک

معاشرے میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم لوگوں کے درمیان نفرت، حسد، بغض، کینہ جیسے جذبات کو فروغ دیتی ہے اور جب افراد معاشرہ کو ان کے بنیادی حقوق نہیں ملتے تو نتیجتاً ایسے افراد میں انتقام کے جذبات جنم لیتے ہیں اور انتہا پسند اور دہشت گرد تنظیمیں ایسے افراد کو دہشت گردی کے آلہ کار کے طور پر استعمال کرتی ہیں جو فتنہ وفساد انگیزی اور قتل و غارت گری کی راہیں ہموار کرتی ہے۔ جبکہ دین اسلام افرادِ معاشرہ میں حقوق کی مساوی تقسیم کو لازمی

(۱) قرطبی، - تفسیر قرطبی - ج۶، ص ۳۳

(۲) ابن ہشام، - السیرۃ النبویہ - ج:۱، ص:۱۳۵

قرار دیتا ہے اور حکومتِ وقت کی ذمہ داری قرار دیتا ہے کہ تمام افراد میں حقوق کو مساوی بنیادوں پر تقسیم کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے دولت کو ذخیرہ نہ کرنے اور اسے تقسیم کرنے کے لیے حکم فرمایا ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾(۱)

''اور ان کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجت مندوں) کا حق مقرر تھا۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له ومن كان له فضل من زاد فليعد به على من لا زاد له قال فذكر من أصناف المال ما ذكر حتى رأينا أنه لا حق لأحد منا في فضل''(۲)

''تم میں سے جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہے وہ اس کو لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے اور جس کے پاس ضرورت سے زیادہ زادِ راہ ہے اور اس کو لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف اصناف مال کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ ضرورت سے زائد کسی شے میں بھی ہمارا حق نہیں رہا۔''

پردہ

اسلام ہمیشہ حیاء، پردہ اور عصمت وعفت کا درس دیتا ہے۔ یہ اسلام ہی کا طرّۂ امتیاز ہے کہ اس میں سراسر سلامتی اور محبت پر چار ہے۔ سیکولرازم کے مختلف طبقات نے مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر بے حجابی کے کلچر کو پروان چڑھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس کی زندہ جاوید مثالیں سکول و کالج سے لے کر یونیورسٹی سطح تک آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ خالقِ کائنات نے قرآنِ کریم میں واضح طور پر حجاب اور غضِّ بصر کے متعلق حکم فرمایا ہے۔ جو لوگ اسلام کے سمجھے بغیر سیکولرازم سے متاثر ہو کر اُن کے شیطانی اور منفی چالوں کے داؤ پیچ میں آجاتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے صرفِ نظر کر رہے ہوتے اور آخرت کے عذاب کو دعوت دے رہے ہوتے ہیں۔ اگر خواتین اپنے پردہ کو لازمی اور اپنی عزت کے لیے جزو لاینفک خیال کریں تو معاشرے میں لادینیت اور سیکولرازم جیسی برائی سے نجات مل سکتی ہے۔ کیونکہ خواتین کا پردہ نہ کرنا معاشرے میں کوئی برائیوں کو جنم دیتا ہے

---

(۱) الذاریات:۱۹

(۲) مسلم۔ صحیح مسلم۔ حدیث:۱۷۲۸،۳:۱۳۵۴

اور انسان کو کئی برائیوں کی طرف دھکیلتا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم اور حدیث نبوی میں پردہ کے حکم پر زور دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾(۱)

''اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیں کہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں، یہ اس بات کے قریب تر ہے کہ وہ پہچان لی جائیں (کہ یہ پاک دامن آزاد عورتیں ہیں) پھر انہیں (آوارہ باندیاں سمجھ کر غلطی سے) ایذاء نہ دی جائے، اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے''

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اسلام امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ''کل کم راعی وکل کم مسؤل عن رعیته'' کے اصولوں کے تحت فرد اور ریاست دونوں کو اپنے اپنے دائرہ کار میں برائی روکنے اور حق بات کرنے کا پابند کرتا ہے۔ ان احکامات کی بدولت ایک ایسا ذمہ دار اور پاک صاف معاشرہ جنم لیتا ہے جو کہ آزادی اور انفرادیت پر مبنی معاشرے سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔

اسلامی معاشرے میں ایک مسلمان شخصی آزادی کا نعرہ لگا کر اپنے ارد گرد ہونے والی برائی سے برأت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر بار کا نگران ہے اور اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے متعلق پوچھی جائے گی۔ نوکر اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔"(۲)

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) الأحزاب:۵۹

(۲) بخاری، الصحیح- حدیث:۸۵۳، ج۱، ص۳۰۴

''وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَكُمْ''(۱)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرناورنہ اللہ تم پر عذاب نازل کر سکتا ہے۔ پھر تم اس سے دعامانگو گے اور وہ اسے قبول نہ کریگا''

ان تمام احادیث کی روشنی میں اسلام اپنا خاصہ بیان کرتا ہے کہ برائی کو پنپنے نہ دیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو برائی کا خاتمہ کیا جائے اور معاشرے کو برائیوں سے پاک صاف کیا جائے۔

خلاصۂ کلام

اسلام ایک فطری دین متین ہے۔ یہ تمام مسلمانوں کی بھلائی چاہتا ہے۔ خالقِ کائنات نے جو بھی قوانین امت مسلمہ کے لیے بنائے ہیں اور ان کی تشریح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی احادیث میں کی ہے وہ تمام لوگوں کی بہتری اور نجات کے لیے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے نفاذ کے لیے کوشش کرنے والی عالمی طاقتوں نے پاکستان میں مذہبی حلقوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے، انہیں مسلکی لڑائیوں میں الجھانے اور ایک دوسرے کو برا بھرا کہلوانے کی کوشش کی ہے۔ اسلام تو اتحاد و یگانگت کا درس دیتا ہے۔ اخوت و بھائی چارے کی بات کرتا ہے اور محبت و امن کے پرچار کا عندیہ دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات ہی تمام برائیوں کو ختم کر سکتی ہیں جن کو دشمنان اسلام نے فروغ دیا اور مسلمانوں نے انہوں ایسے اختیار کیا کہ اب نسلِ نو کے لیے وہ مہلکات اور ام الخبائث کا درجہ رکھتی ہیں۔ جن میں سے مخلوظ نظام تعلیم، خواتین کا بغیر پردہ کے پھرنا، عورت کی آزادی اور دیگر مہلکات قول و فعل میں آزادی جیسی چیزیں ہیں جو دیمک کی طرح مسلمانوں کے ایمانوں کو چاٹ رہی ہیں۔ صحت مند معاشرے کی فضاتب ہی قائم ہو سکتی ہے جب یہ تمام مہلکات جڑ سے اکھاڑ دی جائیں۔ لیکن ان تمام برائیوں کو اکھاڑنے کے لیے اسلامی تعلیمات سے روشناس ہونا ضروری ہے۔ تربیت کے فقدان کے سبب یہ برائیاں مسلم معاشرے میں پرورش پاتی ہیں اور جب ہمیں ہوش آتی ہے تب ان چیزوں کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مسلم خواتین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسی تربیت دیں کہ وہ اپنی زندگی اسلامی زندگی کے علاوہ گزارنے کا سوچیں بھی نہیں۔ اسی میں ہی ایک مسلمان کی بقاء ہے۔

---

(۱) احمد بن حنبل - مسند احمد - حدیث: ۲۳۳۴۹، ج ۵، ص ۳۸۸

نتائج مقالہ

نیو ورلڈ آرڈر New World Order سے مراد ایک عظیم منصوبہ ہے جس کے ذریعے دنیا کے چند طاقت ور افراد پوری دنیا پر اپنی حکومت قائم کر سکیں۔ اس تحقیقی مقالے کے دوران جو نتائج حاصل ہوئے وہ درج ذیل ہیں:

۱. نیو رورلڈ آرڈر طاغوتی طاقتوں کو پروموٹ کرنے کے لیے معرضِ وجود میں آیا۔
۲. نیو ورلڈ آرڈ کے تمام نظریات اسلامی نظریات سے متصادم ہیں اس لیے ایک سچے مسلمان کو یہ قبول نہیں کہ وہ ان باطل نظریات کو اپنائے اور ان پر عمل کرے۔
۳. شیطانی اور دجالی مقاصد کے لیے کام کرنے والی نیو ورلڈ آرڈر کی تمام تنظیمیں اسلام کے خلاف ہیں اور چاہتیں ہیں کہ اسلام صرف گھر کی حد تک رہے اور دیگر معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔ اس لیے مسلمانوں کو ان کے متعلق ہوشیار رہنا چاہیے۔
۴. نئے عالمی نظام میں سیاست کا محور و مرکز صرف طاقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ سیاست اسلامی اَقدار سے بالکل الگ ہے۔
۵. عالمِ اسلام کے زوال کے کئی اسباب میں سے ایک سبب بے حسّی، بے توجہی، بد عملی اور فکری جمہود ہے۔ لہذا ملت اسلامیہ کو چاہیے کہ وہ دوبارہ فکر و تدبر اور قرآن و سنت میں غور و خوض کر کے اپنی کھویا ہوا وقار بحال کرے۔
۶. نیو ورلڈ آرڈر کفار و یہود کا ایک ایسا ایجنڈا ہے جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کے مابین انتشار اور بے راہ روی کو فروغ دینے میں مصروفِ عمل ہیں۔
۷. نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے اغیار مسلمانوں کے مابین انتشار اور بے راہ روی کو فروغ دینے میں مصروفِ عمل ہونے کے ساتھ سیکولرازم کے ذریعے سکولز، کالجز اور یونیورسٹی سطح پر مخلوط نظام کا اجراء اسلامی تعلیمات کے متصادم ہے۔

سفارشات

تحقیقی مقالہ لکھنے کے بعد درج ذیل سفارشات ہیں جو پیش کی جارہی ہیں:

۱. نیو ورلڈ آرڈر اور اس کے ماتحت تمام کام کرنے والی شیطانی اور دجالی تنظیمیں دینِ اسلام کے خلاف ہیں اس لیے ہمیں ان سے باخبر رہنا چاہیے۔

۲. نیو ورلڈ آرڈر سے آگاہی دینے کے لیے یونیورسٹی کا مختلف کانفرنسز کا انعقاد کرنا چاہیے تاکہ عوام الناس کو باطل نظریات اور اسلام مخالف عزائم سے آگاہی مل سکے۔

۳. نیو ورلڈ آرڈر امریکی / صیہونی مفادات کے تحفظ کے لیے تشکیل دیا گیا منصوبہ ہے۔ مسلم دنیا کو اس نظام کے تناظر میں پیش آنی والی سازشوں سے متعلق آگہی ضروری ہے۔ تاکہ مسلمان سیکولرازم اور نیو ورلڈ آرڈر کے شیطانی جالوں اور نظریات سے واقفیت حاصل کر سکے۔

۴. اسلام زندگی کے ہر شعبے میں نرمی اور توسط کا درس دیتا ہے جبکہ نیو ورلڈ آرڈر اور اس کے شیطانی جال انسان کو تباہی کی جانب دھکیلتے ہیں اس لیے مسلمانوں کو اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔

۵. نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے کفار و یہود نے کلّی طور پر تمام مسلم ممالک کے سربراہان اور ان کے باشندوں کو کسی نہ کسی طرح سے ٹکڑوں میں بانٹنے اور ان سے اسلامی اقدار کو ختم کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے اپنائے ہیں اور اپناتا رہتا ہے۔ جس کے متعلق علم ہونا ہر مسلمان کو ناگزیر ہے۔

۶. مسلمانوں کے زوال کا سبب اسلامی و قرآنی علوم سے انقطاع ہے۔ جب تک مسلمانوں نے قرآن و سنت اور علوم اسلامیہ کے ساتھ اپنے دامن کو جوڑے رکھا، بلندی، عروج اور ترقی ان کا مقدر ٹھہری۔ آج پھر سے مسلمانوں کو اپنا تعلق قرآن اور علوم اسلامیہ کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت ہے۔

۷. مسلمانوں کو ان کی پستی کی کیفیت سے نکالنے کے لیے اسلامی تعلیمات کو نافذ کیا جائے۔

۸. مساوی قوانین کو اسلامی ضابطے کے مطابق نافذ کیا جائے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست اَحادیث

فہرست اَعلام

فہرست اَماکن وبلاد

فہرست مصادر ومراجع

فہرست آیاتِ مبارکہ

نمبر شمار	آیات	سورت	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱	﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ﴾	البقرة	۸۵	۱۱۸
۲	﴿بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾	البقرة	۲۳۷	۱۱۴
۳	﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ﴾	البقرة	۲۸۲	۱۱۳
۴	﴿مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ﴾	آل عمران	۸۵	۱۰۶
۵	﴿السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾	المائدة	۳۸	۱۱۰
۶	﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ﴾	یونس	۱۴	۳۶
۷	﴿لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ﴾	الاسراء	۳۱	۸۰
۸	﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا--﴾	الحج	۴۱	۳۷
۹	﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ﴾	الاحزاب	۵۹	۱۴۱
۱۰	﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي﴾	ص	۲۶	۳۷
۱۱	﴿مَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا﴾	ص	۲۷	۳۷
۱۲	﴿مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا﴾	غافر	۴۰	۱۱۳
۱۳	﴿وَفِىْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾	الذاريات	۱۹	۱۴۰
۱۴	﴿مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾	الذاريات	۵۶	۱۲۸
۱۵	﴿إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ﴾	المزمل	۱۹	۱۱۰
۱۶	﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾	الكافرون	۶	۱۳۸

فہرست اَحادیثِ مبارکہ

نمبر شمار	متنِ احادیث	مصدر	صفحہ نمبر
۱.	''إِذَا ضُيِّعَتْ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ''	صحیح بخاری	۷۵
۲.	''إن أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقا''	شرح السنۃ	۹۱
۳.	''إن الله سائل كل راع عما استرعاه أحفظ أم ضيع''	ابن حبان	۳۹
۴.	''إِنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ فَقَالُوا''	صحیح بخاری	۵۳
۵.	''إن العبد ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم''	شرح السنۃ	۹۱
۶.	''إِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ إِلَّا''	صحیح بخاری	۷۵
۷.	''بعثت لأتمم مكارم الأخلاق''	السنن الکبری	۹۲
۸.	''الدنيا جيفة فمن أرادها فليصبر على مخالطة''	حلیۃ الاولیاء	۱۰۸
۹.	''عفوا عن نساء الناس تعف نساؤكم وبروا''	مستدرک علی الصحیحین	۱۱۱
۱۰.	''فتعاقدوا وتعاهدوا على أن لا يجدوا بمكة مظلوما''	تفسیر قرطبی	۱۳۹
۱۱.	''فقالوا يا محمد! هلمّ فلنعبد ما تعبد''	سیرت ابن ہشام	۱۳۸
۱۲.	''كان خلقه القرآن''	مسند اَحمد	۹۱
۱۳.	''كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته''	صحیح بخاری	۱۴۱
۱۴.	''كل مسكر خمر وكل مسكر حرام ومن شرب''	صحیح مسلم	۱۱۵
۱۵.	كل مسكر حرام	صحیح مسلم	۱۱۵
۱۶.	''لا إسلام إلا بجماعة، ولا جماعة إلا بالأمير''	جامع بیان العلم وفضلہ	۱۰۹
۱۷.	''لقد شهدت في دار عبد الله بن جدعان ''	سیرت ابن ہشام	۱۳۹
۱۸.	''لما خلق الله الجنة والنار أرسل جبريل قال انظر''	مسند اَحمد	۱۰۸
۱۹.	''لا يُري الجاهلُ إلا مُفرطا أو مُفرِّطًا''	لسان العرب	۱۳۱

۲۰.	''لینقضن الإسلام عروة عروة فکلما''	مسند احمد	۱۲۹
۲۱.	''من استعمل رجلاً من عصابة وهو یجد''	السیاسة الشرعیة لابن تیمیه	۷۷
۲۲.	''مَنْ کَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْیَعُدْ''	صحیح مسلم	۸۰
۲۳.	''من کشف حجاب غیره انکشفت عورات بیته''	حلیة الاولیاء	۱۱۱

فہرست اعلام

نمبر شمار	شخصیات	صفحہ نمبر
۱.	اتاترک	۱۲۴
۲.	الیاس انصاری	۹۶
۳.	ڈاکٹر اشتیاق احمد گوندل	۹۷
۴.	ڈاکٹر مشتاق الرحمن صدیقی	۹۷
۵.	زینب الغزالی	۱۱۲
۶.	طارق جان	۶۷
۷.	عبد اللہ بن جدعان	۱۳۹
۸.	یوسف القرضاوی	۱۲۴

فہرست اَماکن وبلاد

نمبر شمار	اماکن وبلاد	صفحہ نمبر
۱.	آسٹریلیا	11
۲.	اسرائیل	23
۳.	اسپین	59
۴.	افغانستان	30
۵.	امریکہ	39
۶.	انگلینڈ	104
۷.	ایران	47
۸.	ایشیا	84
۹.	برصغیر	87
۱۰.	برطانیہ	16
۱۱.	بغداد	35
۱۲.	پاکستان	39
۱۳.	جبل طارق	17
۱۴.	جرمنی	19
۱۵.	چین	23
۱۶.	روس	24

۱۷.	طائف	152
۱۸.	عراق	31
۱۹.	عرب	31
۲۰.	فرانس	52
۲۱.	فلسطین	29
۲۲.	کراچی	17
۲۳.	لندن	28
۲۴.	مدینہ منورہ	139
۲۵.	واشنگٹن	30
۲۶.	یورپ	24
۲۷.	یروشلم	23

مصادر ومراجع

القرآن الکریم

۱. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، فتاویٰ ابن تیمیہ: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۲. ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان، الصحیح، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۳ء

۳. ابو داود، السنن، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، دار الفکر۔ بیروت۔

۴. ابن عبد البر، یوسف بن عبد البر، جامع بیان العلم وفضلہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۹۸ھ

۵. ابن عساکر، ابو القاسم علی بن الحسن ابن ہبۃ اللہ، تاریخ مدینہ دمشق، بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔ ھکذا

۶. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ ۱۴۰۱ھ،

۷. ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، دار الفکر، بیروت۔ لبنان۔

۸. ابن منظور الافریقی، لسان العرب، بیروت، دار صادر

۹. ابو منصور محمد بن احمد الازہری، تہذیب اللغۃ، بیروت، دار احیاء التراث، ۲۰۰۱ء۔

۱۰. ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ الاصبہانی، حلیۃ الأولیاء، دار الکتاب العربی، بیروت۔ ۱۴۰۵ھ

۱۱. ابن ھشام، عبد الملک بن ھشام بن ایوب، السیرۃ النبویہ، دار الجیل، بیروت، لبنان۔ ۱۴۱۱ھ۔

۱۲. بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۹۸۷ء۔

۱۳. بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسن بن علی، السنن الکبری۔ مکتبہ دار الباز، مکہ المکرمہ، ۱۴۱۴ھ۔

۱۴. ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، السنن، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۵. جبرتی، عبد الرحمن بن حسن، عجائب الآثار فی التراجم والأخبار، دار الکتب المصریہ، ۱۹۹۸ء۔

۱۶. حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیساپوری، المستدرک، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء۔

۱۷. دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن، السنن، دار الکتاب العربی، بیروت۔ ۱۴۰۷ھ۔

۱۸. سہروردی، شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد، عوارف المعارف، دار المقطم للنشر والتوریخ، ۲۰۰۹ء۔

۱۹. طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الصغیر، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۹۸۵ء

۲۰. قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری، التفسیر، دار الشعب، القاہرۃ۔ مصر

۲۱. مسلم، ابو الحسن مسلم بن الحجاج، الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربی۔

۲۲. مقدسی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد، الاحادیث المختارۃ، المکۃ المکرمۃ، الریاض۔ ۱۴۱۰ھ۔

۲۳. نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب، السنن، مکتب المطبوعات الاسلامیہ۔ حلب۔ ۱۴۰۶ھ۔

اردو کتب

۲۴۔ اشتیاق احمد گوندل، پاکستان میں اسلام اور لبرل ازم کی کشمکش، لاہور: شیخ زاہد اسلامک سینٹر، ۲۰۱۱ء

۲۵۔ امجد حیات، ملک، نیو ورلڈ آرڈر، احد پرنٹنگ پریس، لاہور، پاکستان

۲۶۔ انعام الرحمٰن سحری، دہشت گردی ایک مکمل مطالعہ سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۰ء۔

۲۷۔ انصاری، محمد الیاس، وڈیو جنریشن، فیروز سنز، لاہور

۲۸۔ زینب الغزانی، مسلمان عورت کا اصل مسئلہ، مترجم منیر احمد خلیلی

۲۹۔ سیوہاروی، حفظ الرحمن، اخلاق اور فلسفۂ اخلاق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان۔ ۱۹۷۶ء۔

۳۰۔ صدیقی، ڈاکٹر مشتاق الرحمن، تعلیم و تدریس: مباحث و مسائل، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء

۳۱۔ علامہ محمد اقبال، بانگِ درا، اقبال اکیڈمی، ۲۰۰۷ء

۳۲۔ علامہ اقبال، ضرب کلیم، اقبال اکیڈمی، لاہور، پاکستان، ۲۰۱۸ء

۳۳۔ عزیز الرحمن، روشن خیالی کی ظلمتیں، ماہنامہ البلاغ، ربیع الثانی، ۱۴۲۶ھ

۳۴۔ قادری، محمد طاہر القادری، نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اسلام، منہاج پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان۔ ۲۰۰۱ء۔

۳۵۔ قادری، محمد طاہر القادری، ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے، پبلشرز ادارہ منہاج القرآن، لاہور، پاکستان.

۳۶۔ قادری، محمد طاہر القادری، نیو ورلڈ آرڈر اور عالم اسلام، منہاج پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان۔ ۲۰۰۱ء۔

۳۷۔ کینڈی پال، عظیم طاقتوں کا عروج و زوال، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان اردو، پاکستان۔ ۱۹۹۸ء

۳۸۔ لویس معلوف، المنجد، دار الاشاعت، کراچی، پاکستان۔ ۱۹۹۴ء۔

۳۹۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تعلیمات، لاہور اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، ۱۹۸۵

۴۰۔ منہاج القرآن، ماہنامہ، فروری، مارچ ۱۹۹۲ء

۴۱۔ وحید الزمان، لغات الحدیث، میر محمد کتب خانہ، کراچی، پاکستان۔

۴۲۔ یوسف القرضاوی، (مترجم: ساجد الرحمن) اسلام اور سیکولرازم، عالمی ادارہ فکر اسلامی، اسلام آباد، پاکستان

۴۳۔ روزنامہ نوائے وقت، ۲ نومبر، ۲۰۰۲ء

۴۴۔ ٹائمز آف انڈیا، ۵ نومبر، ۲۰۰۴ء۔

۴۵۔ روزنامہ نوائے وقت، ۱۲ اکتوبر، ۲۰۰۶ء۔

۴۶۔ رونامہ امت، ۲۸ مارچ، ۲۰۰۱ء۔

انگریزی کتب

47.Albert memi – The Colonized and the colonizer- (London: Earthscan Publications), 2003
48.Albert Pike – Legenda-
49.Bruce Hoffman, “Inside Terrorism”, New York ;Columbia university press, 2006
50.Beth Bailey, Richard H, Immerman – Understanding the U.S. War in Iraq and Afghanistan- (1st, USA: NYU Press)
51.B-M Jenkins, Combating international terrorism; The Role Of Congress, Santa Monica, CA:RAND, 1997
52. Dick Morris: Conspiracy Theorists were Right, UAE, Printing Press.
53.David Allen Rivera – Final Warning: A History of The New World Order- (Rivised Edition, California: Conspiracy books)
54.David Allen Rivera – Final Warning: A History of The New World Order- (Rivised Edition, California: Conspiracy books)
55.FBI- LEAA National advisory committee on Criminal Justice Standards and Goals, 1976, Disorders and Terrorism- Report of the task on Disorders and Terrorism. Washington Dc: Department of Justice, Birmingham University of Albama at Birmingham 1985
56.Henry Kissenger – Diplomacy- (1st, NewYork: Simon and Schcter) 1994
57.John Nixon- Debriefing the President: The Interrogation of Saddam Hussein- (1st USA: Transworld Publishers), 2017
58.John C. Rolland- Lebanon: Current Issues and Background- (1st NewYork: Nova Science Publishers), 2003
59.Mark Dice, The New World Order Facts & Fiction, (Ed: 1, USA: San Diego: The Resistance), 2010
60.Musa Saleem, The Muslims and New world Order, Indus Books, London, 1993
61.Mujahid Kamran, 9/11 and The New World Order, Published:2013, Punjab University. Lahore
62.Mark Moher, The Nuclare Disarmament, Center for nonproliferation studies, 1999
63.Mujahid Kamran, 9/11 and The New World Order, Published:2013, Punjab University. Lahore
64.Mark Dice, The New World Order Facts & Fiction, (Ed: 1, USA: San Diego: The Resistance), 2010
65.Noam Chomsky, ”Terror and just Response” in J-P Sterba(Ed) Terrorism and International justice- Oxford university press, 2003
66.NATO standardization Agency, NATO Glossary of Terms and Definitions (English and French) 2004, Brussels: NATO, 2004 (Allied Administrative Publications)

67. Paul Fisher – Behind the Lodge Door
68. Quoted in US office of legal affairs, International instructions related to the prevention and suppression of international terrorism, New York: United Nations, 2001
69. Random house kernman Webster,s Dictionary, 2010 k Dictionaries Ltd. Copyright 2005,1997,1991 by Random house, Inc
70. Rex R Hechence. A Bridge to Light – London. (1960)
71. Ralp Epperson – The New World Order- (Ed: 1st , USA, Ralph Epperson), 1990
72. Tahir ul Qadri, Muhammad, European Launch Of Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings.September 6 , 2012
73. The Oxford Encyclopedia of Modern Islamc World,John L Esposito Oxford University Press, New York ,1995
74. Thomas J. Volgy, Zlatko Šabič, Petra Roter, Andrea K. Gerlak -Mapping the New World Order- (Ed: 1st, UK, Oxford: Black Well Publishing), 2009
75. Wilfred Canwell smith, Islam in Modern History, New york, the new American librayry, 1961
76. Yusufi, Khurshid Ahmad Khan Speeches, statements, and messages of Quaid-e-Azam, Lahore, Bazm-e-Iqbal, 1996

Web Sites

77. Www.oxforddictionaries.com
78. www.britinnica.com/EB checked/topic/588371/terrorism
79. http://en-wikipedia-org/wiki/socialinjustice-
80. www.peaceathr.html
81. Encyclopedia of bitannica.com
82. http://en-wikipedia-org/wiki/socialinjustice-
83. Thedawnnews.com